فیضانِ اشرف
شرح
ماقال الاشرف
قدس سرہ العزیز
مؤلف
مولانا محمد طیب الدین اشرفی
ناشر
غوث العالم پبلیکیشن

فیضان اشرف

شرح

ماقال الاشرف (قدس سرہ العزیز)

مولف

مولانا محمد طبیب الدین اشرفی

”انتساب“ (الف)

میں اپنی اس حقیر کاوش وکوشش کو اپنے پیرومرشد سرکارکلاں حضرت سید العارفین قدوۃ السالکین امام الواصلین سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ذات اقدس سے معنون ومنسوب کرتا ہوں جن کے فیضان وکرم نے اس گنہگار کو اس لائق بنایا۔

محمد طیب الدین اشرفی

عرض حال (ب)

۲۰۰۲ء میں آستانۂ پیرومرشد علیہ الرحمۃ پر کچھ اپنی پریشانی حالی کو لے کر حاضر ہوا تھا اسی دوران بنیرۂ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ، شہزادہ حضرت سجادہ شیخ اعظم مدظلہ العالی حضرت سید اشرف مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی۔ دریافت حال کے بعد حضرت نے فرمایا، مولانا لطائف اشرفی کے اندر قال الاشرف کے تعلق سے جتنے بھی اقوال عربی میں ہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر علیحدہ ایک کتاب تیار کیجائے اور اس کی تشریح صوفیانہ نہج پر ہو اور میں نے یہ سوچا ہے کہ آپ کے ذمہ یہ کام کروں آپ اسے انجام دیں۔ میں حضرت کے حکم کا انکار تو نہ کرسکا لیکن اپنی پریشانیوں کے سبب قلب وذہن انتشار کا شکار رہا دوسرے قال الاشرف کی تشریح پر قلم اٹھانے کی جسارت وہمت اپنے اندر بالکل نہیں پارہا تھا۔ جس کے بہت سارے اسباب میں سے ایک سبب اپنی کم مائیگی علم بھی ہے نیز مشاہدات کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن کی حد تک دشوار ہے۔ میں خاموش رہا ایک سال گذر گیا پھر آستانہ شیخ علیہ الرحمۃ پر باریابی کا شرف حاصل ہوا شہزادہ موصوف نے دریافت حال کے بعد فرمایا مولانا کیا ارادہ ہے میں خاموش رہا۔ تو حضرت نے فرمایا سرکار اشرفی کا حکم ہے'' (اللہ تعالیٰ اشرف میاں کے علم وعرفان میں زیادتی عطاء فرمائے ان کے فیض کو عالمگیر کرے آمین) یہ سنتے ہی دل کی آواز نے حوصلہ دیا کہ جب ان کا حکم ہے تو یقیناً ان کا کرم اور فیض بھی ہوگا میں نے

ذمہ داری لے لی اور آستانہ پر حاضر ہوکر دعاء وتوجہ کی درخواست کی اور اس کام کو شروع کردیا۔ اوراسوقت یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے میں یقینی طور پر تونہیں کہہ سکتا کہ صدفی صد کامیاب ہوں اس لئے کہ ہنوز یہ وسوسہ قائم ہے کہ پتہ نہیں بارگاہ اشرفی اور بارگاہ حضور اشرف میں قابل قبول ہے یانہیں۔

ناضرین اس میں غلطیاں نظر آئیں تو ناچیز کو اصلاح کے ساتھ اطلاع فرمائیں ممنون کرم ہونگا اور ہماری خطا کو درگذر فرمائیں۔ رب کریم پیرومرشد علیہ الرحمۃ کے صدقے ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے (آمین)

غلام اشرفی

محمد طبیب الدین اشرفی

(مقدمه مختصر تعارف)

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز جن کو روئے زمین کے اولیاء کرام صوفیاء عظام نے امام السالکن، برہان العاشقین قطب ربانی، غوث الانام، محی الدین کے القاب سے یاد کیا ہے صاحب لطائف نے آپ کو قدوۃ الکبریٰ کے لقب سے یاد کیا ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کو اخبار الاخبار میں ان کا ملان است صاحب کرامات وتصرفات لکھا ہے، اور خزینۃ الاصفیا کے مصنف نے آپ کو از عظماء اولیاء کبریٰ اتقیاء خطۂ ہندوستان است تحریر کیا ہے اور صاحب مرأۃ الاسرار یوں فرماتے ہیں آن سلطان مملکت دنیاودین آں سرّ حلقۂ عارفان ارباب علم ویقین آن محبّ ومحبوب خاص ربانی غوث الوقت حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ از بےنظیران روزگار بود وشانے بغایت رفیع وہمتے بلند وکرامتے وافر داشت۔ دنیا اور دین کی سلطنت کے سلطان عارفین اور اہل علم ویقین کے اسرار محبّ اور محبوب خاص ربانی غوث زمانہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے زمانے کے بے مثال اعلیٰ شان والے بلند ہمت کے مالک اور صاحب کرامات کثیر ہیں۔

آپ کا شجرۂ نسب

حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی ابن حضرت

سلطان سید ابراہیم نور بخشی سمنانی ابن حضرت سلطان سید عمادالدین ابن حضرت
سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر شاہ نور بخشی ابن حضرت سلطان سید ظہیر الدین محمد شاہ
نور بخشی ابن حضرت سلطان سید تاج الدین محمد بہلول شاہ نور بخشی ابن نقیب النقباء سید
شمس الدین محمود نور بخشی نبیرۂ سلطان اسماعیل شاہ سامانی ابن سید ابوالمظفر علی اکبر
بلبل ابن حضرت مولانا سید مہدی ابن حضرت مولانا سید اکمل الدین مبارز ابن
حضرت سید جمال الدین ابوالقاسم ابن حضرت مولانا سید ابوعبداللہ ابن حضرت سید
حسین شریف ابن حضرت سید ابواحمد حمزہ ابن حضرت سید ابوعلی موسیٰ ابن حضرت سید
اسمٰعیل ثانی ابن حضرت سید ابوالحسن محمد ابن حضرت سید اسمعیل اعرج (قدس اللہ
اسرارھم)ابن حضرت سیدنا ابوعبداللہ امام جعفر صادق علی جدہ علیہ السلام ابن
حضرت سیدنا امام ابو جعفر محمد باقر علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت سیدنا ابومحمد علی
المعروف امام زین العابدین علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت امام عالیمقام سید
ابوعبداللہ امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ ابن سیدنا اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم زوج بتول حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء خاتون جنت رضی
اللہ عنہا بنت سیدنا ونبینا امام الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کا سلسلہ
مادری ہمشیرۂ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضرت بی بی نصیبہ علیہا الرحمۃ سے ملتا ہے۔

پیدائش و تعلیم

۷۰۷ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور جب آپ چار سال چار
ماہ ۴ دن کے ہوئے تو پورے شاہی اعزاز واحتشام کے ساتھ حضرت مولانا عماد

الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی، ایک سال میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا اور سات سال کی عمر میں آپ قرأت سبعہ کے مکمل قاری ہوئے اور ۱۴ ؍سال کی عمر میں مروجہ علوم عربیہ معقول ومنقول سے فارغ ہوئے اور آپ کی دستار بندی ہوئی۔ پھر آپ فن سپہ گری اور جملہ شاہی اصول وضوابط سے آراستہ ہوکر پندرہ (۱۵) سال کی عمر میں تخت سلطنت سمنان کے وارث ہوئے اور ۲۵ ؍سال کی عمر تک پورے عدل وانصاف کے ساتھ آپ نے حکمرانی فرمائی۔ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں حضرت محبوب یزدانی امور مملکت کے شغل کے باوجود ادائے فرائض وسنن واجبات ونوافل آپ سے ترک نہ ہوئے۔ اور کبھی آداب شرعیہ سے سرموانحراف نہ کیا۔ اور آپ کے سینے میں عشق ومحبت الٰہی کی آگ سلگتی رہی، جسکی تسکین کے لئے آپ شیخ علاؤ الدولہ کی خانقاہ سکاکیہ میں حاضر ہوتے رہے اسی دوران حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے آپ کو ذات اللہ کے ذکر قلبی کی تعلیم فرمائی اور پاس انفاس کا ذکر کرتے رہنے کی تلقین فرمائی جس کے آپ پورے عزم کے ساتھ پابند رہے آخر وہ وقت آ گیا جس کے لئے آپ بے چین رہا کرتے تھے یعنی علائق تقاضائے بشری سے نجات پاکر وصال الٰہی کے شیرین چشمہ نور سے سیراب ہوں حضرت خضر علیہ السلام نے ترک سلطنت کا اشارہ دیا اور آپ نے ترک سلطنت کا قطعی فیصلہ فرمالیا۔

حضرت شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات کی بارگاہ میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے

اورآپ اپنی والدہ ماجدہ رابعہ ثانیہ حضرت بی بی خدیجہ بیگم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اورترک سلطنت دنیا اور ملک فقر کی شاہی کے حصول کی اجازت چاہی، آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ فرزند اشرف تمہاری پیدائش سے پہلے ہی حضرت خواجہ احمد یسوی رحمہ اللہ علیہ نے مجھے بشارت دیدی تھی کہ پروردگار عالم تم کوآسمان ولایت کا آفتاب بنائے گا جسکی تابانی سے کفروشرک کی تاریکی چھٹ جائے گی اسلام کو عروج ہوگا کثیر خلق خداہدایت وولایت سے سرفراز ہوگی۔ لہذا فرزند میں اپنا تمام ترحق معاف کرتی ہوں اور تمہیں خدا کی راہ میں خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ میری ایک خواہش ہے کہ جب یہاں سے روانہ ہونا شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ روانہ ہونا تاکہ میں یہ سمجھوں کہ میرا فرزند ملک فتح کرنے گیا ہے۔ حسب الحکم اسی خواہش کی تکمیل کے ساتھ روانہ ہوئے اورولایت سمنان سے باہر آنے کے بعد یکے بعد دیگرے ان ساری چیزوں سے علیحدہ ہوتے چلے گئے۔ اورمنازل سفر طے کرتے ہوئے خطہ اوچہ میں حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ کے مہمان ہوئے اور غالباً تین دن ان کے مہمان ہوئے، قیام کے دوران مقامات فقر وولایت کی بہت کچھ نعمتیں عطاء کر کے آپ کو وہاں سے رخصت کیا اور فرمایا کہ آپ کے شیخ حضرت علاؤالحق والدین گنج نبات بنگال میں آپ کے منتظر ہیں کہیں نہ رکیں۔ وہاں سے

روانہ ہونے کے بعد مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے بہار شریف میں جب آپ نے قدم رکھا تو وہاں آپ نے کثیر تعداد لوگوں کو منتظر پایا، معلوم ہوا کہ مخدوم الملک حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ کا جنازہ تیار ہے اور مخدوم الملک کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھانے والے کا انتظار ہے نماز پڑھانے والے کی جو علامتیں مخدوم الملک نے بتائی تھیں وہ سب آپ کی ذات اقدس میں پائی جارہی تھیں آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور وہاں سے تمام معاملات سے فارغ ہونے کے بعد آپ بنگال کے لئے روانہ ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شاہ علاؤ الحق والدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محبوب یزدانی کے آمد کی بشارت دیدی تھی، ایک دن دوپہر میں حضرت شیخ قیلولہ فرمارہے تھے کہ اچانک بیدار ہوئے اور فرمایا بوئے یاری آید اور فور حضرت محبوب یزدانی کے استقبال کی تیاری کی اور چل پڑے آپ کے خلفاء و مریدین کے علاوہ پنڈوہ شہر کے کثیر تعداد لوگ شریک جلوس ہوکر روانہ ہوئے۔ اُدھر حضرت محبوب یزادنی تیزی سے منازل سفر طے کرتے ہوئے حدود پنڈوہ میں داخل ہوئے دونوں جانب سے جذبۂ محبت نے اپنا اثر دکھایا حضرت محبوب یزدانی دوڑتے ہوئے حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے قدم پر اپنا سر رکھدیا حضرت شیخ نے آپ کا سر مبارک اٹھایا اور پیار سے سینے سے لگایا اور ایک درخت کے سایۂ میں جلوس فرمایا تمام حاضرین نے آپ سے مصافحہ کیا۔ پھر بحکم شیخ علیہ الرحمۃ شیخ کے ساتھ پالکی میں سوار ہوئے۔ پالکی روانہ ہوئی جب خانقاہ کے دروازے پر پالکی پہونچی آپ تیزی سے اتر پڑے اور اپنا سر مبارک آستانۂ شیخ کی چوکھٹ پر رکھ کر ایک غزل پڑھی جسے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

کمال توجہ سے سن رہے تھے اس کے بعد حضرت شیخ نے آپ کا سر اٹھا کر اپنے آغوش میں لیا اور سینے سے لگا کر مقاصد دارین سے مالامال فرمادیا۔ پھر بحکم شیخ دسترخوان بچھایا گیا ہاتھ دھوتے وقت حضرت شیخ نے فرمایا مقاصد دارین سے ہاتھ دھو ڈالو۔ حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا پہلے ہی کونین سے ہاتھ دھوکر فرش وصال پر حاضر ہوا ہوں۔ حضرت شیخ نے اول چار لقمہ کھانا اپنے دست مبارک سے حضرت محبوب یزدانی کے منہ میں ڈالا۔ آپ نے کمال تعظیم وادب سے نوش فرمایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت شیخ حضرت محبوب یزدانی کو اپنے دست مبارک سے پان کھلایا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے حضرت محبوب یزدانی کو بیعت کیا اور مشائخ کرام کے دستور کے مطابق بال تراشا اور اپنے سر سے کلاہ اور تاج اتار کر آپ کے سر پر رکھا حضرت محبوب یزدانی نے اسی وقت ایک قطعہ پڑھا

نہادہ تاج دولت برسرمن ☆ علاؤ الحق والدین گنج نبات

زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد ☆ برآوردہ مرااز چاہ آفات

میرے سر پر حضرت شاہ علاؤالحق والدین گنج نبات نے حکومت کا تاج رکھا، کیا ہی اچھے میرے پیر ہیں کہ ترک حکومت کے بعد ملک فقر کی شاہی سے مجھے نواز کر آفتوں کے کنواں سے باہر نکالا۔

حضرت شیخ بیعت کے بعد آپ کو حجرہ خاص میں لے گئے اور خلوت میں اسرار وحدت رموز معرفت اور انوار ولایت سے سرفراز فرمایا۔ آپ اپنے شیخ حضرت شاہ علاؤالحق والدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بارہ سال رہے اور تکمیل کی

اور آپ کو رخصت کرنے منزل کو پہونچے۔ حضرت شیخ نے آپ کے لئے علاقۂ جونپور کے ایک مقام جسے اب دنیا کچھوچھہ مقدسہ کے نام سے جانتی پہچانتی ہے تجویز فرمایا تا کہ آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوکر خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی کے فرائض انجام دیں، اور طالب حق کی پیاس بجھائیں اور ان کو علم و معرفت سے آراستہ کریں۔ حضرت شیخ نے آپ کو رخصت کرنے سے پہلے رب العلمین کی بارگاہ میں ایک خطاب غیبی کے لئے دعاء فرمائی الحمد اللہ کہ مراد برآئی اور آپ کو غیب سے جہانگیر کا خطاب عطاء فرمایا گیا کہ ہر شجر و حجر سے اشرف جہانگیر کی آواز آرہی تھی رخصت کرتے وقت حضرت شیخ نے آپ کو مرتبۂ غوثیت پر فائز ہونے کی بشارت دی۔

سیاحت

بحکم حضرت شیخ مرشد الانام قدس سرہ حضرت محبوب یزدانی نے کچھوچھہ مقدسہ اپنا مستقر بنایا اس کے بعد آپ نے روئے زمین کی سیر کا سلسلہ شروع کیا۔ ہندوستان میں جتنے بھی اولیاء کرام آرام فرما ہیں تقریباً ان تمام زیارت گاہوں پر تشریف لے گئے علاوہ ازیں سری لنکا، اور عرب ممالک میں تمام مقامات مقدسہ پر تشریف لے گئے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ، طائف بیت المقدس، مصر و شام دمشق کربلائے معلیٰ، کاظمین شریفین، یمن کوہ قاف، جبل الابواب جزیزۂ طلسم، جزیرۂ بحر محیط، جبل الفتح، جبل القرون، جبل الیہ، ایران و ترکستان، سد سکندری وغیرہ کی سیر فرمائی اور کثیر عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا۔

اولیاءکرام سے استفاضہ

ایک سو چودہ اولیاء کرام سے آپ نے استفاضہ کیا اور ان سے تبرکات پائے۔ حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہر چند کہ اس فقیر کو اس قدر مشائخ کثیر سے فیض حاصل ہوا کہ جسکی شرح حد سے باہر ہے لیکن یہ بندہ خاص پرورش یافتہ خاندان چشت دودمان بہشت کا ہے۔

آپ کا شجرۂ بیعت ارادی سلسلہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ ہے جو آپ کو اپنے شیخ حضرت شیخ علاؤالحق والدین[1] گنج نبات اسعدلاہوری پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا۔

شجرۂ قادریہ آپ کو حضرت عبدالرزاق نورالعین کے والد حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی قدس[2] سرہ سے حاصل ہوا۔

شجرۂ قادریہ جلالیہ بخاریہ، حضرت سید جلال الدین بخاری قدس سرہ سے حاصل ہوا۔ اور شجرہ سہروردیہ[3] جلالیہ، اور شجرۂ حسنیہ، اور شجرۂ حسنیہ بھی آپ کو انہیں سے ملا ہے۔ اور شجرۂ کبرویہ[4] حضرت شیخ علاؤالدولہ[5] سمنانی قدس[6] سرہ سے ملا۔ اور شجرہ زاہدیہ[7]، حضرت خواجہ بدرالدین بدرعالم زاہدی رحمہ اللہ علیہ سے ملا ہے۔ اور شجرہ شطاریہ[8]، آپ کو حضرت شیخ حاجی محمد بن عارف القاری قدس سرہ سے حاصل ہوا۔ اور شجرۂ نقشبندیہ[9] آپ کو حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند یہ قدس سرہ سے ملا ہے۔ اور شجرۂ فردوسیہ[10] آپ کو حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری قدس سرہ سے حاصل ہوا۔ اور شجرۂ مداریہ[11]، آپ کو حضرت بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ہے۔ اور شجرۂ تابعیہ[12] خضریہ، آپ کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ اور

شجرۂ تابعیہ رضائیہ، یہ شجرہ آپ کو صحابی رسول اللہ ﷺ ابوالرضاء حاجی بابا رتن رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوا ہے۔

خدمت دین وتصانیف

آٹھویں صدی ہجری میں حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھوچھہ مقدسہ میں قیام پذیر ہونے کے بعد کچھوچھہ مقدسہ علمی وروحانی مرکز تھا تشنگان علم ومعرفت یہاں آکر اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے، یہ سلطان ابراہیم اشرفی جونپوری کا دورِ حکومت تھا، سلطان نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں باریابی حاصل کی اور اپنے شہزادوں کے ساتھ حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور فیضیاب ہوئے۔ علاقۂ بنارس میں تقریباً ایک لاکھ غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا جہاں ایک طرف روحانی تربیت کے لئے خانقاہ کا قیام تھا وہیں درس وتدریس کا سلسلہ بھی آپ نے قائم رکھا تھا۔ جہاں طالبان حق کی پیاس بجھائی جاتی تھی وہیں تشنگان علم دین کی سیرابی کا بھی سامان فراہم تھا، جہاں آپ کی خانقاہ سے جنید وشبلیٔ زمانہ پیدا ہوکر مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہادیٔ وقت ہوئے۔ وہیں شیخ الاسلام حجۃ الاسلام، اور محقق زمانہ لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آپ کی درسگاہ سے فیض یاب ہوکر مسند افتاء وحدیث پر جلوہ گر ہوئے اور قال اللہ وقال الرسول کے انوار سے دنیا کو روشن کرتے رہے۔ آپ کے ارشد تلامذہ میں نمایاں حیثیت کے مالک حسب ذیل حضرات ہوئے

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے تمام علوم کی تحصیل کی اور سند و دستار حاصل کیا اور شیخ الاسلام کے خطاب سے نوازے گئے۔

دوسرے حضرت مولانا اعظم کرکروی رحمۃ اللہ علیہ تیسرے حضرت مولانا علام الھدی جائسی رحمۃ اللہ علیہ چوتھے حضرت مولانا عمادالدین ہروی رحمۃ اللہ علیہ پانچویں حضرت مولانا عضدالدین ندیم رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرات بڑے مرتبہ والے شاگردوں میں ہیں۔

حضرت نظام یمنی جامع لطائف اشرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علمی مقام بہت بلند تھا علم معقول ومنقول دونوں کے اندر آپ کو تبحر حاصل تھا اگر کسی عالم سے بحث کرتے تو آپ کا علمی جواب بہت گہرائی و گیرائی لئے ہوتا تھا۔ لطائف کے اندر جہاں کہیں بھی آپ نے کسی مسئلہ پر بحث کی ہے اس بحث سے آپ کی تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت نظام یمنی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خداداد تھا روئے زمین پر جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں آپ وعظ فرماتے اور وہیں کی زبان میں وہاں والوں کے لئے کتاب تصنیف فرما کر ان لوگوں کے حوالے کر دیتے۔ عربی، فارسی، سوری، زنگی، اور ترکی زبانوں میں کثیر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جلیل القدر علماء کا کہنا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے جس قدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں بہت کم علماء اتنی کتابوں کے مصنف گذرے ہیں۔ آپ کی کتابوں کے کمیاب ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے جس علاقے میں وہاں کے علاقائی زبان میں کتاب تصنیف فرمائی وہ وہیں کے لوگوں

کے پاس چھوڑ دی، کتابوں کی چھان بین سے آپ کی کتابوں کے جتنے نام مل سکے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔(۱) کنز الاسرار (۲) ذکر اسماء الٰہی (۳) تسخیر کواکب حضرت نظام یمنی نے آپ کے ملفوظات میں (۴) لطائف اشرفی اور (۵) سر الاسرار اور مکتوب میں مرقومات اشرفی جمع کی ہیں۔(۷) شرح سکندر نامہ گنجوی (۸) شرح عوارف المعارف (۹) شرح فصوص الحکم لابن عربی (۱۰) قواعد العقاید تصوف میں ہے (۱۱) اشرف الانساب تلخیص بحر الانساب (۱۲) بحر الاذکار (۱۳) اشرف الفوائد (۱۴) فوائد الاشرف (۱۵) بشارت الذاکرین (۱۶) تنبیہ الاخوان (۱۷) بشارت الاخوان (۱۸) مصطلحات تصوف (۱۹) مناقب خلفاء راشدین (۲۰) حجۃ الذاکرین اور حضرت نور العین کے لئے (۲۱) فتاوای اشرفیہ بزبان عربی (۲۲) تفسیر رنج سامان (علم تفسیر میں ہے) (۲۳) تفسیر نور بخشیہ (۲۴) ارشاد الاخوان اور ادو (۲۵) اشغال مشائخ چشت (۲۶) رسالہ وحدت الوجود (۲۷) رسالہ تجویز در تجویز لعن بریزید (۲۸) عقاید میں رسالہ عقاید (۲۹) معرفت وحقائق میں بحر الحقائق (۳۰) علم نحو میں نحو اشرفیہ (۳۱) کنز الدقائق (تصوف) (۳۲) بشارت المریدین (۳۳) رسالہ غوثیہ (۳۴) رسالہ قبریہ (۳۵) مکتوبات اشرفی یہ حضرت نور العین نے جمع کیا، (۳۶) رقعات اشرفی یہ حضرت در یتیم نے جمع کیا (۳۷) دیوان اشرف۔

آپ کے مشہور اور اجل خلفاء

آپ کے خلفاء کی صحیح تعداد تو بتانا ممکن نہیں ہے کتابوں میں جس قدر ذکر آیا ہے انہیں میں سے چند مشہور ہستیوں کے اسماء گرامی درج کئے جا رہے ہیں (۱)

خلیفۂ اول حضرت قدوۃ الآفاق شیخ الاسلام سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ سجادہ نشین حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز (۲) حضرت شیخ کبیر العباسی قدس سرہ (۳) حضرت شیخ محمد در یتیم قدس سرہ (۴) حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت سید عثمان قدس سرہ (٦) حضرت شیخ سلیمان محدث قدس سرہ (۷) حضرت شیخ معروف الدیموی رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ رکن الدین شہباز رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت مولانا شیخ اصیل الدین جرہ باز رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت مولانا شیخ جمیل الدین سپید باز رحمہ اللہ علیہ (۱۱) حضرت مولانا شیخ ابوالمکارم خجندی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت مولانا شیخ ابوالمکارم ہروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) حضرت مولانا شیخ صفی الدین ردولوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) حضرت شیخ سماءالدین ردولوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) حضرت شیخ کریم رحمۃ اللہ علیہ (۱٦) حضرت شیخ خیرالدین سدھوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) حضرت مولانا قاضی محمد سدھوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) حضرت مولانا ابوالمظفر محمد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) حضرت علام الہدیٰ مولانا علام الدین جائسی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) حضرت شیخ کمال الدین جائسی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱) حضرت سید عبدالوھاب رحمۃ اللہ علیہ (۲۲) حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۳) حضرت جمشید بیگ قلندر ترک ازبکی رحمۃ اللہ علیہ (۲۴) ملک العلماء حضرت مولانا قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) حضرت مولانا شیخ الاسلام احمد آباد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ ((۲٦) حضرت شیخ صفی الدین مسند عالی سیف خاں رحمۃ اللہ علیہ (۲۷) حضرت شیخ محمود کنتوری رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) حضرت مولانا

درالبحر مدینۃ الاشرف رحمۃ اللہ علیہ (۲۹) حضرت مولانا ابوالفضائل نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ (۳۰) حضرت سید السادات مجمع البرکات سید حسام الدین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ (۳۱) حضرت مولانا خواجگی محمد قدس سرہ (۳۲) حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی رحمۃ اللہ علیہ (۳۳) حضرت شیخ علی دوستی سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (۳۴) حضرت خواجہ سعد الدین خالدی رحمۃ اللہ علیہ (۳۵) حضرت شیخ طہ سمنانی قدس سرہ (۳۶) شیخ محی الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ (۳۷) حضرت شیخ قطب الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (۳۸) حضرت قل علی قلندر ترکی لاچینی رحمۃ الہ علیہ (۳۹) حضرت شیخ زین الدین خواہرزادہ رحمۃ اللہ علیہ (۴۰) حضرت پیر علی ارلات ترکی رحمۃ اللہ علیہ۔

منصب غوثیت پر فائز ہوئے

حضرت محبوب یزدانی حالت سفر ہی میں تھے دکن کے مختلف علاقے سے ہوتے ہوئے گلبرگہ شریف میں حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں اترے آپ کی عادت کریمہ تھی سفر وحضر دونوں حالت میں آپ تنہا قیام فرماتے سفر میں آپ کا خیمہ علیحدہ لگایا جاتا'' گلبرگہ کے دوران قیام میں ایک شب شیخ الاسلام احمد آبادی قدس سرہ حضرت محبوب یزدانی کی بارگاہ میں حاضر تھے اچانک آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جو اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی گئی عجیب وغریب اضطراب تھا جسے بیان کرنا ممکن نہیں تھا۔ حاضرین دم بخود تھے رات کا ایک حصہ گذر جانے کے بعد آپ حالت صحو میں آئے اور فرمایا الحمد اللہ یہ نعمت مل گئی۔ حضرت نورالعین نے ہمت کر کے کیفیت دریافت کی حضرت نے فرمایا آج یکم رجب ۷۷۰ھ غوث زمانہ کا انتقال

ہوگیا اور تمام اولیائے کرام اس منصب کے متمنی تھے الحمدللہ کہ رب العلمین نے میرے سر پر یہ تاج رکھا اور آج سے درجہ ولایت کا عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطاء ہوا ہے اور دورہ عالم میرے سپرد کیا گیا ہے تمام اصحاب واحباب نے مژدۂ جانفزا پر اظہار خوشی کیا اور شکر ادا کیا۔

وصال

عاشورہ ۸۰۸ھ مخدوم کے بعد زیادہ تر آپ پر سکوت طاری رہتا اور عالم تحیر میں رہتے اگر کوئی شخص توحید و معرفت کے تعلق سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو دیر کے بعد جواب دیتے اور فرماتے لوگو مجھے اس سے بڑا کام درپیش ہے گفتگو اسی وقت تک ہے جب تک آدمی یقین کی حد کو نہیں پہونچتا جب وہاں پہونچ گیا تو بس نسبت سے کام ہے آپ کی عیادت کو پیر حرم کعبہ حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور آپ کے پاس آخر وقت تک قیام پذیر رہے، اور پنڈوہ سے مخدوم زادہ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ عیادت کو تشریف لائے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اولیاء کرام کے گروہ عیادت کے لئے آتے رہے پندرہ محرم کو اخیار و ابرار آئے ۱۶ محرم کو ابدال آئے ۱۷ محرم اوتاد آئے اولیاء رجال الغیب وغیرھم کے آنے کا سلسلہ آخر تک قائم رہا اسی طرح عوام الناس فوج درفوج آتے رہے اور داخل سلسلہ ہوتے رہے اسی دوران روضۂ مبارک کی تعمیر و تکمیل کا کام انجام پاتا رہا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا رب العلمین نے آسمان وزمین کے خزانوں کی کنجیاں عطاء فرمائیں اور آسمان وزمین میں تصرف کا اختیار عطاء فرمایا لیکن ادباً

تصرف نہیں کیا۔ تین دن آپ اپنی قبر میں رہے اور رسالۂ قبریہ تحریر فرمایا۔ اسی رسالہ میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیحد انعام واکرام سے مجھے نوازا آسمان پر اعلان ہوا کہ اشرف میرا محبوب ہے اسی دوران رب کریم نے مجھ پر ستر ہزار تجلی فرمائی۔

حضرت محبوب یزدانی نے حضرت نور العین کو تبرکات وخلافت وسجادگی سے نوازا اور بہت ساری بشارتیں دین آپ کی اولادوں کو نوازا اور خاص خاص خلفاؤں پر بھی نوازشات واکرام فرمایا۔

بعد نماز ظہر قوالوں کو بلا گیا اور آپ نے قوالوں کو قوالی شروع کرنے کا اشارہ فرمایا، قوال نے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام شروع کیا اور انہیں اشعار پر طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خوشتر زین دگر نباشد کار
یار خنداں رود بجا نب یار
سیر بنید جمال جاناں را
جاں سپارد دنگار خنداں را

تاریخ وصال ۲۸ر محرم الحرام ۸۰۸ھ ہے مزار مبارک مرجع خلائق خاص وعام ہے

غلام اشرفی
محمد طبیب الدین اشرفی
۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۸ر جون ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الاشرف، اَلْعِلْمُ بَیْضَاءُ زَهْرَاء وَسَائِرُ الْفُنُونِ زَرَّاتُهَا

ترجمہ: علم ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے اور تمام ہنر و پیشے اس کے ذرات ہیں۔

جملہ کمالات انسانی کی بنیاد علم ہے۔ توحید عینی اور عیانی اور مشاہدہ علمی وحقانی سب کے سب علم ہیں۔ تمام چیزوں کی پونجی علم ہے اور اس کا منافع بھی علم ہی ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ علم طلب کرنے کا حکم رب بھی ہے۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (کہئے اے میرے رب میرے علم میں زیادتی فرما) تمام سعادتوں کا سرمایہ علم ہے تمام اعلیٰ درجے کی نعمتوں میں افضل علم ہے عارفوں کے مقامات کی انتہاء علم ہے۔ واصلین کے مدارج کی ابتداء علم ہے۔ ذات حق کی تعین اول علم ہے اعیان خارجی کا سابقہ علم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مفخر علم ہے (یعنی وہ صفت جس پر فخر فرمایا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّی اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (جو میں جانتا ہوں تم سب نہیں جانتے ہو) علم، انبیاء علیہم السلام پر احسان کا منشاء ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا تحقیق کہ ہم داؤد وسلیمان کو علم عطاء کیا۔ اور انہوں کہا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہمیں بہت سارے مومنوں پر فضیلت عطاء فرمائی وہ علم ہے۔

علم کے فضیلت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآن کی جو پہلی آیت نازل ہوئی ہے وہ پڑھنے لکھنے اور سیکھنے ہی کی جانب انسان کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ اِقْرَاء بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاء وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔ ترجمہ: آپ پڑھئے اپنے

پروردگار کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھیئے آپ کا رب بڑا کریم ہے اس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔ جس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جنہیں وہ نہیں جانتا تھا۔

علم کی فضیلت اور اس کے بلند مرتبہ ہونے کی دوسری بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا اور فرشتوں کے بعد ہی متصلاً اہل علم کا ذکر کیا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ اللہ گواہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم بھی گواہ ہیں اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے علم کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے جس طرح آفتاب سے تاریکی زائل ہو جاتی ہے ظلمت شب ختم ہو جاتی ہے اور ہر طرف اجالا ہو جاتا ہے ہر چیز صاف دکھائی دیتی ہے اسی طرح علم کی روشنی سے جہالت کی تاریکی زائل ہو جاتی ہے علم کی روشنی سے کفر کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور حق روشن ہو جاتا ہے گمراہی ختم ہو جاتی ہے اور ہدایت کا راستہ واضح اور روشن ہو جاتا ہے علم ہی کی روشنی سے انسان حق و باطل، ہدایت و گمراہی، خیر و شر، بھلائی برائی کے درمیان تمیز اور پہچان کرتا ہے۔

حضرت عبدالرزاق نورالعین نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کے حضور میں عرض کیا کہ طالب حقیقت کے لئے ان علوم کثیرہ میں کون سا علم حاصل کرنا اہم ہے؟

آپ نے فرمایا کہ توحید کو جان لینے اور ایمان کو پہچان لینے کے بعد سب

سے پہلے جن چیزوں کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے وہ تمام عقاید حقہ، اور شریعت وطریقت کا جان لینا ہے۔ اور عبادت کا جاننا ہر درویش پر فرض ہے۔ (مذکورہ تمام چیزوں کا جاننا ہر مسلمان مرد عورت پر بھی فرض ہے)

چنانچہ حدیث میں ہے: اَدِّبُوا ثُمَّ افْقَهُوا ثُمَّ اعْتَزِلُوا وَاعْمَلُوا۔ ادب سیکھو، پھر علم دین حاصل کرو پھر الگ ہو کر عمل کرو۔

علم شرائع ہی اصل ہے اور یہی علم انسان کی دین ودنیا کی ترقی اور مہذب زندگی اور آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اگر انسان اس پر علم کے مطابق عمل پیرا رہا تو یقیناً منزل مقصود رضائے حق تک پہونچے گا۔ یہی علم ہے جس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کو جان اور پہچان سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں تاکید آئی ہے کہ علم کے مطابق عمل کرو اگر علم ہے اور اس پر عمل نہیں تو یہی اس کی ہلاکت کا سبب بھی ہے علم پر عمل نہ کرنے والوں کے حق میں سخت وعید آئی ہے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ لَّمْ يَنْفَعُهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے علم نے اسے نفع نہیں دیا یعنی اس نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا اس لئے علم سے اسے فائدہ نہیں پہونچا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اسے ایک مثال سے سمجھایا کہ کوئی شخص بیمار ہو اور اس کی بیماری کا سبب صفرا اور حرارت ہو اور اسے معلوم ہے کہ اس کا علاج آش جو اور سکنجبین ہے اور وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے گا وہ صحتیاب نہ ہوگا اس کا جاننا کافی نہیں ہے۔

اسی طرح اگر اس کے پاس ہتھیار موجود ہے اور اس کے دشمنوں نے اس پر حملہ کر دیا ہے تو ظاہر ہے کہ جب تک ہتھیار کا استعمال نہ کرے گا دشمنوں سے مقابلہ ممکن نہیں ہے اور نہ محفوظ رہ سکتا ہے علم اسی وقت اس کے لئے مفید ہوسکتا ہے جب وہ اس پر عمل بھی کرلے۔

قال الاشرف، ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ وَتَذْكِرَةُ الْعَارِفِيْنَ نُوْرٌ يَتجلّى فِيْ قُلُوبِ الطَّالِبِيْنَ الْمُسْترشِدِيْنَ ترجمہ: نیکوں کا ذکر اور عارفوں کا تذکرہ ایک نور ہے جو تجلی فرماتا ہے طالبوں اور ہدایت کے متلاشیوں کے دلوں میں۔

قال الاشرف كُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ فَاِن لَّمْ تُطِيْقُوا اُنْظُرُوا وُجُوهَكُمْ فِي مَرَايَا الْعَارِفِيْنَ ترجمہ: نیکو کے ساتھ ہوجاؤ اگر اس کی طاقت نہ ہوتو اپنے چہروں کو عارفین کے آئینہ میں دیکھو قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اللہ والوں کے ساتھ رہو۔

اس آیت میں ایمان والوں کو دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے تقویٰ اختیار کرو اور اللہ والوں کے ساتھ رہو ایمان لانے کے بعد اہل ایمان سے جو اصل مطالبہ ہے اور یہی مقصود ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سے ڈرنا تقویٰ اختیار کرنا۔ تقویٰ اختیار کرنا اللہ سے ڈرنے کی دلیل ہے۔ اور یہی چیز انسان کو صراط مستقیم پر قائم رکھتی ہے اور اس پر استقامت کا سبب ہے پھر اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنے کا حکم اس بات کا ثبوت ہے کہ تقویٰ کی حقیقت اولیاء اللہ کی صحبت سے ہی کھلتی ہے اور انسان تقویٰ اختیار کرنے

میں دھوکا کھانے سے محفوظ رہتا ہے جیسا کہ امام سفیان ثوری نے فرمایا۔ لَولَا اَبُو ھَاشِمُ الصُّوفِیُ مَاعَرَفْتُ دَقَائِقَ الرِّیَاءِ اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے تو ریاء کی باریکیاں نہیں پہچان سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ بارگاہ رب کے صحیح آداب اور عظمت رسالت ﷺ کے صحیح آداب اور پہچان اولیاء اللہ ہی کی صحبت سے میسر آتی ہے۔

اسی حقیقت کو جاننے کے لئے حضرت شیخ اصیل الدین سپید باز جو حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے تین اصحاب طیر خلفا ہیں (یعنی وہ خلفاء جن کو فضاء میں پرواز کی طاقت دی گئی تھی ان میں سے ایک یہ ہیں) انہوں نے اپنے پیرومرشد حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ سے سوال کیا کہ مشائخ کے کلمات اور اولیاء اللہ کے ارشادات پر مطلع ہونے سننے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کے کیا فوائد ہیں؟

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نیکوں اللہ والوں کا ذکر ان کے زندگی کے واقعات پڑھنے ان کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے مریدوں اور سالکوں کے دلوں کی تربیت ہوتی ہے اور ابتلاء وآزمائش کے وقت ان بزرگوں کی زندگی سے استقامت اور ثبات قدمی کا سبق ملتا ہے اس لئے کہ اس راہ میں چلنے والوں میں جوانمردوں کا عزم وحوصلہ کی ضرورت ہے، قرآن عظیم میں انبیاء سابقین کے حالات اسی لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ نبی آخرالزماں ﷺ پر ایمان لانے والوں کے دلوں میں مصائب وآلام کے وقت اک نیا عزم وحوصلہ پیدا ہو اور آزمائش کے وقت ان کے اندر دین حق پر استقامت کی قوت وطاقت پیدا ہو یہی چیز اولیاء اللہ کی سیرت زندگی میں طالبان حق کے لئے روشنی ہے جس سے وہ ہر کٹھن اور مشکل راہ سے

گذر جاتے ہیں اور مقصود تک پہونچنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں اولیاء اللہ کی صحبت میں طالبان حق کو ہر وقت اپنی روزمرہ کی زندگی میں خود کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے ان کی زندگی ان کا سراپا وجود طالبان حق کے لئے آئینہ ہے۔ جس سے وہ اپنے اعمال اور احوال کو اچھی طرح دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں۔ اگر سالک کے اندر پندار وغرور کا ایک تنکا بھی ہو تو اولیاء اللہ کی صحبت کی برکت سے وہ زائل ہوجاتا ہے اور اللہ والوں کی پاکباز زندگی کے اعمال واحوال کے آئینے میں اپنی ناداری کمزوری بے بسی اور خستہ حالی صاف نظر آتی ہے اور وہ اپنی بدحالی خوب اچھی طرح محسوس کرتا ہے۔

اولیاء اللہ کے ساتھ رہنے کی ترغیب اس لئے دی جارہی ہے کہ ان کی صحبت مس خام کھوٹا تانبا کو سونا بنا دیتی ہے۔ ایسی بہت ساری مثالیں تاریخوں میں ملیں گی اولیاء اللہ کی کیمیاء اثر نگاہوں نے بہت سے ناقص اور گناہوں میں ڈوبے لوگوں کو کندن بنیا دیا ہے ناکارے لوگوں اولیاء اللہ کی صحبت میں کامل بن گئے ہیں ان کی صحبت نے بدنام زمانے کو مقتداء اور پیشوا بنادیا ہے۔ تباہی وبربادی کے جہنم میں گرنے سے بچالیا ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے عرض کی کوئی شخص کسی سے دوستی رکھتا ہے لیکن اس کے برابر عمل نہیں رکھتا ہے تو کیا اس کو اسکی دوستی سے فائدہ ہوگا آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ اَحَبَّ، قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی ثواب ہے ان کی نیکی سے حصہ پاتا ہے۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم فرماتے ہیں میں نے ایک

رات خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ ایک کاغذ ہاتھ میں لئے کچھ لکھ رہا ہے میں نے اس سے دریافت کیا، کیا لکھتا ہے اس نے جواب دیا دوستوں کے نام لکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا میرا نام لکھا ہے اس نے جواب دیا نہیں، میں نے کہا میں بھی انہیں میں سے ہوں اگر چہ اللہ کا دوست نہیں ہوں لیکن اللہ کے دوستوں کا دوست ہوں، اللہ والوں کو دوست رکھتا ہوں۔ ابھی ایسی بات ہو ہی رہی تھی کہ ایک دوسرا فرشتہ آیا اور کہا کہ کاغذ میں پھر سے لکھیے اور اس کا نام شروع میں لکھ کیوں کہ یہ میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور دوست کا دوست، دوست ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا اولیاء اللہ کا دوست رکھنے والا اوران کی بھلائی چاہنے والا انہیں میں سے ہے۔ آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ابو جعفر سیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صدر مجلس میں جلوہ افروز ہیں اوراس جماعت کے تمام مشائخ آپ کے پاس جمع ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آسمان کھل گیا اور فرشتے ایک سونے کا طبق اور ایک چاندی کا لوٹا ہاتھ میں لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا اور سب لوگوں نے اس میں ہاتھ دھوئے، جب میری باری آئی تو آپ نے فرمایا اٹھالو یہ اس جماعت میں سے نہیں ہے۔ فرشتہ طشت اٹھا کر چلا گیا، میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان میں سے نہیں ہوں لیکن ان کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو اس جماعت کو دوست رکھتا ہے انہیں میں سے ہے طشت واپس لایا گیا اور میں نے بھی ہاتھ دھویا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ہم کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا لشکر غیب اور عالم لاریب سے فقیر اشرف کو الہام کرکے بتایا اور پکار کر مجھ سے کہا گیا ہے کہ اے اشرف جو کوئی تم کو اخلاص سے دیکھتا ہے اور خلوص دل کے ساتھ اس نے تمہاری صحبت اختیار کی اس کو بخشدیا جائے گا حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ کے بلند مکان کے حاضرین، حضرت شیخ کبیر، حضرت شیخ عارف، حضرت قاضی رفیع الدین، حضرت شمس الدین اودھی رحمہم اللہ تعالیٰ اور بہت سے دوسرے لوگوں نے اس مژدۂ جانفزاء سن کر بیحد خوش ہوئے اور ان کی زبان پر کلمات شکر جاری ہوگئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ھٰذِہِ النِّعْمَۃِ الشَّرِیْفَۃِ وَالْوَعْدَۃِ الْوَفِیْعَۃِ، (اس بزرگ نعمت اور بلند وعدہ پر اللہ ہی کے لئے حمد و شکر ہے۔)

چہ شکر آنکہ مرا مژدۂ اماں آمد ☆ نوید فتح و بشارت از انجہاں آمد

اللہ کا شکر ہے امان کی بشارت آئی ہے اس جہاں سے فتح کی نوید آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سید عالم ﷺ کے طفیل تمام اشرفیوں کو اس بشارت عظیمہ اور مژدۂ جانفزاء سے پورا پورا حصہ عطاء فرمائے ہیں (آمین)

قال الاشرف بَشَّرَنِی اللّٰہُ تعالیٰ مَنْ اَصْغٰی کَلَامَکَ بِحُسْنِ الْقُبُولِ وَالْاِعْتِقَادُ وَنَظَرَازِ الْیَقِیْنِ وَالْاِنقِیَادِ فِیْ عِرْفَانِیْ وَوِجْدَانِیْ بِسَمْعِ جَنَانِی فَقَدْ اِنْدَرَجَتْ فِیْہِ حَسَنَاتُ فِیْھَا نُطْقَۃُ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَۃِ وَاِنْ اُلْتَبَسَ عَلَیْہِ فِی الْحَالِ فَقَدْ یَثْبُتُ لَہُ النَّصِیْبُ فِی طُوْرٍ مِنْ اَطْوَارِہٖ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ جس نے کان لگا کر (پوری توجہ

سے)تمہاری بات سنا پورے اعتقاد اور یقین اور فرمانبرداری کے ساتھ حسن وخوبی سے قبول کرنے کی نیت سے اور میرے عرفان اور وجدان کو گوش دل (کامل توجہ سے) سے سنا تو یقیناً اس کے اندر نیکیاں سرایت کر گئیں جس میں علم ومعرفت کی گویائی ہے اور اگر کلام فی الحال اس پر مشتبہ ہو گیا تو بلاشبہ اس کے لئے ایک قسم کا حصہ ثابت ہوگا۔

صاحب انسان کامل حضرت خواجہ عبدالکریم جیلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے ارشادات وکلمات اگر تمہاری سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے انکار نہ کرو بلکہ ان کی روحانیت کی جانب رجوع کرو تو فیضان ہوگا اور اس کا مفہوم سمجھنے کی صلاحیت ہوگی انکار سے بچو اس لئے کہ منکر کے لئے فیض کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مشائخ کے عمدہ کلمات اور نایاب نکات جو کشف ووجدان اور ذوق عرفان سے پیدا ہوتے ہیں وہ اس مقام ومرتبہ کے ہیں کہ اگر کوئی ان کے اس لطیف کلام اور بزرگ ارشادات کا انکار کردے تو وہ محرومی وہلاکت کے گڑھے میں گھر جاتا ہے۔اور رسوائی کے کنواں میں جا پڑتا ہے اس لئے اس گروہ کے کلمات کے مطالعہ کرنے والے کو چاہئے کہ ان کے ارشادات پر اعتراض نہ کرے۔

صوفیاء کرام کے افعال واقوال کی کیا حکمت اور اس کے کیا اسرار ہیں اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو توحید افعال کا حقیقت شناس ہو، اور توحید صفات کے اندر باریک بیں ہو۔توحید افعال اور توحید صفات جس پر کھلتے ہیں وہی شخص صوفیاء کرام اولیاء عظام کے کشف ووجدان اور عرفان وحقائق پر مبنی کلمات اور ارشادات سمجھنے کا اہل

ہے اور سمجھ سکتا ہے۔ ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔

اولیاء اللہ کی باتیں جو مشاہدات سے تعلق رکھتی ہیں۔ تجلیات افعال اور تجلیات صفات کا مشاہدہ کرنے والا جانتا ہے کہ ان بزرگوں کی باتیں کس مقام سے تعلق رکھتی ہیں اور جو صاحب مشاہدہ نہیں اس کے لئے سلامتی یہ ہے کہ جو کلمات اس کی سمجھ سے بالاتر ہیں اس کا انکار نہ کرے اور اللہ والوں سے عقیدت و محبت قائم رکھے۔ طالب حق جب عنایت ازلی سے مرتبۂ غوثیت پر فائز ہوتا ہے تو وہ اسماء وصفات الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے اور ساری کائنات کا اعیان ثابتہ انکی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ساری کائنات پر تصرف کرنے کا اسے اختیار عطاء فرماتا ہے ایسی صورت میں اس کے ارشادات کس مشاہدہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اہل مشاہدہ ہی جانتے ہیں۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز عنایت ازلی سے مرتبۂ غوثیت پر فائز ہوئے اور غوث العالم سے مشہور ہوئے رب کریم نے آپ کو ساری کائنات پر تصرف کا حق عطاء فرمایا اور آج بھی آپ کو یہ تصرف حاصل ہے۔ رب العلمین نے آپ کو یہ بشارت دی جو تمہارے کلام عقیدت و محبت سے سنے گا اور اسے دل سے مانے گا تو یقیناً اسے خیر کی توفیق ملے گی اور اللہ تعالیٰ اسے علم و معرفت سے نوازے گا اور اپنے ولی سے محبت کرنے والے کو بھی اپنے دوستوں میں شامل فرمائے گا اور جس نے اپنی نااہلی کی بنیاد پر آپ کے کلام کو نہ سمجھا اور انکار کر بیٹھا تو وہ بدبختی اور رسوائی کے غار میں جا گرا اور تباہ و برباد ہو گیا (اللہ تعالیٰ انکار سے بچائے)

حضرت قدوۃ الکبراء نے فرمایا کہ کسی نے حضرت شیخ ابوعلی دقاق سے دریافت کیا کہ بزرگوں کی حکایت اور مردان معرفت کی باتوں کے سننے سے کوئی فائدہ بھی ہے، جب کہ ان کی طرح کام نہیں کر سکتے یعنی ان کے جیسا مجاہدہ ریاض نہیں کر سکتے۔ انہوں نے فرمایا ہاں فائدہ ہے ایک یہ کہ اگر مرد طالب ہے تو قوی ہمت ہو جائے گا اور اگر کوئی نامرد ہے تو مرد بن جائے گا۔ اور اگر کوئی مرد ہے تو شیر مرد ہو جائے گا اور شیر مرد ہے تو فرد بن جائے گا۔ اور فرد ہے تو عین درد بن جائے گا۔

حضرت قدوۃ الکبراء قدس سرہ نے فرمایا کہ جو کوئی ان مخدومان جہاں کے کمترین خادموں اور کاملین زمانہ کے جاروب کشوں سے حاصل کرتا ہے اور صاحبان بصیرت کا معتقد ہوتا ہے اس کے بارے میں امید کی جا سکتی کہ یہ اپنے مقصد پر پہونچ جائے گا اور کوئی لاعلمی کی وجہ سے ان بزرگوں کا انکار کرے ان کے خلاف کرے تو گویا اس نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف کیا۔ اس لئے کہ ان اصحاب کا طریقہ اور ان کی روش سید عالم ﷺ کی روش کے عین مطابق ہے۔

قال الاشرف۔ اَلْکَشْفُ الْخَاصُّ هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ ظُهُورِ نُوْرِ الٰهِی فِیْ قَلْبِ السَّالِکِ عَلٰی نَوْعٍ تَحْصُلُ لَهٗ عَقِیْدَةٌ جَازِمَةٌ وَعُلُوْمٍ صَادِقَةٌ بِاَنْ لَّاوُجُوْدَ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنَّ کُلَّ مَایُرٰی مِنَ الْغَیْرِ وَالسِّوٰی لَیْسَ اِلَّااِیَّاهُ مُسْتَوْعِبًا ظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ وَبَصِیْرَتَهٗ وَاِنَّمَا یَکُوْنُ خَاصًّا لَایَحْصُلُ بِالْمُقَدِّمَاتِ الْعَقْلِیَّةِ وَالْبَرَاهِیْنِ النَّظْرِیَّةِ وَالْمَکْشُوْفَاتِ الْمَلَکُوْتِیَّةِ وَالْجِنِّیَةِ وَالْمَلَکِیَّةِ بَلْ لَّایَکُوْنُ اِلَّابِکَشْفٍ اِلٰهِیٍ۔

ترجمہ: حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کشف خاص سے مراد سالک کے دل میں ایسے طریقے سے نور الٰہی کا ظہور ہو کہ اسے یقینی عقیدہ اور سچے علوم حاصل ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے وجود ہے اور ماسوا اللہ کے جو کچھ نظر آتا ہے وہ اللہ کے سوا نہیں ہے وہ اللہ ہی ہے جو ہر شی کے ظاہر و باطن و بصیرت کو گھیرے ہوئے ہے کشف خاص سے مراد یہی ہے (صوفیہ اسے کشف الٰہی کہتے ہیں) کیونکہ یہ کشف نہ مقدمات عقلیہ اور نہ براہین نظریہ سے ہوتا ہے اور نہ مکشوفات ملکوتیہ، جنیہ یا ملکیہ سے ہوتا ہے۔

قال الاشرف ۔ اَلْفَهْمُ النَّاشِی مِنْ مَقَامِ الْاِختَصَاصِ هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ تَقْلِيْدِ اَرْبَابِ الْحَقِيْقَةِ وَقُبُولِ اَقْوَالِهُمْ وَتَسْلِيْمِ اَحْوَالِهُمْ وَاِدْرَاكِ مَعَارِفِهُمْ وَكُوَشِفَهُمْ وَحَقَائِهِمْ وَدَقَائِقِهُمْ بِمُطَالِعَةِ كَلِمَاتِهِمْ وَفَهْمُ رُمُوزِهِمْ اِشَارَاتِهِمْ وَهُوَ الْمُسَمّٰى بِالْكَشْفِ النَّظْرِىْ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ مِنْ مَقَامِ الْاَخْتَصَاصِ وَغَايَةِ الْاِخْلَاصِ لَاَنَّهٗ طَوْرٌوَرَاءَ طَوْرِ الْعَقْلِ ۔

ترجمہ: حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا، فہم ناشی عن مقام اختصاص سے مراد ارباب حقیقت کی تقلید کرنا ہے (یعنی اولیاء عارفین کی) اس طرح سے کہ ان کے اقوال کو قبول کرنے والا ہو ان کے احوال کو ماننے والا ہو اور ان کے معارف اور کشف اور حقائق و دقائق کا ان کے کلمات کے مطالعہ اور رموز و اشارات کا ادراک کر لیتا ہو۔ اس کا نام کشف نظری ہے۔ یہ حالت و کیفیت بھی اولیاء کرام کی خدمت اور ان کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ کشف نظری بھی عقل کے طریقہ

سے بلند و بالاتر ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ بخارا کے علماء ظاہر نے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب نصوص الحکم کے جلانے کا فتویٰ صادر کر دیا اور قریب تھا کہ وہ کتاب جلادی جائے اسی دوران ایک فاضل جلیل عالم نبیل صاحب عمل فصاحت و بلاغت سے آراستہ اور فنون علوم پر بلند مقام رکھتے تھے وہ آ گئے تمام علماء بخارا نے ان کا استقبال کیا اور بڑی عزت و تعظیم کے ساتھ شہر میں لائے ، اور ان سے استفتاء کا واقعہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب کو نہیں دیکھا اور جس کو نہیں دیکھا اس کی حقیقت نہیں جانی ایسی صورت میں اس کتاب کو کیسے جلانے کا حکم دے دیں علماء بخارا نے اس کتاب کو تلاش کر کے ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے کچھ دنوں تک پورے غور و فکر سے کتاب کا مطالعہ کیا، پھر علماء شہر نے ان سے کتاب جلانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے فرمایا۔ کتاب کے مضامین جو اپنے دل میں غور کرتا ہوں ایسے نہیں ہیں کہ اس کو جلا دیں اور جو مضامین اپنی سمجھ سے بالاتر ہیں اس کے بارے میں کیسے کہہ دوں کہ لوگ جلا دیں حق تعالیٰ نے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی روحانیت کی برکت سے کتاب کے جلانے سے باز رکھا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا اس گروہ کے کلمات وہی جان سکتا اور سمجھ سکتا ہے جس کا باطن نور وجدان اور نگاہ حضور عرفان سے روشن ہو ان کے بیان سننے اور سمجھنے کے لئے ادنی درجہ قابلیت کا یہ ہے کہ اسے کشف حاصل ہو یا فہم ناشی مقام اختصاص سے ہو۔

حضرت شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ کشف خاص اور فہم ناشی عن مقام اختصاص سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا کشف خاص سے مراد یہ ہے کہ سالک کے دل میں ایسے طریقہ سے نور الٰہی کا ظہور ہو کہ اسے پختہ عقیدہ اور سچے علوم حاصل ہوں کہ اللہ ہی کے لئے وجود ہے اور اللہ کے ماسوا جو کچھ نظر آتا ہے وہ اللہ ہی ہے جو ہر شی کے ظاہر و باطن و بصیرت کو گھیرے ہوئے ہے اور اسی کا اس میں ظہور ہے۔ کیونکہ یہ کشف عقل و برہان سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ جن و ملک کے کشف سے حاصل ہوتا ہے یہ خاص فضل رب اور فیضان الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور فہم ناشی عن مقام اختصاص سے مراد یہ ہے کہ ارباب حقیقت کی تقلید کرنا ہے (یعنی اولیاء کاملین اور کبار عارفین کی تقلید) اس طرح سے کرنا ہے کہ ان کے اقوال کو قبول کرنے والا ہو اور ان کے احوال کو ماننے والا ہو اور ان کے معارف اور کشف اور حقائق ودقائق کو ان کے کلمات کے مطالعہ اور ان اشارات سے اچھی طرح ادراک کر لیتا ہو۔ یہی کشف نظری ہے یہ حالت و کیفیت بھی اولیاء کرام کی خدمت اور ان کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ سچی محبت و عقیدت سے ان کی صحبت اختیار کیا ہو کیونکہ یہ کشف نظری بھی عقل سے بالاتر ہے یہ بھی اللہ والوں کے فیضان نظر ہی سے ملتا ہے۔

قال الاشرف كَلِمَةُ التَّصَوُّفِ وَحِكَايَةُ التَّعرُّفِ بَحْرٌ مِنْ بِحَارِ الْعِرفَانِ وَمَعْدَنٌ مِنْ مَعَادِنِ الْوِجْدَانِ يَخْرُجُ اللَّؤلُؤ وَالْمَرْجَانُ۔

ترجمہ: حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا تصوف اور معرفت کا ہر کلمہ اور حکایت عرفان عرفان کے دریاؤں میں سے ایک دریا ہے

اور وجدان کے کانوں میں سے ایک کان ہے جن سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔

جامع لطائف اشرفی حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ سے عرض کیا کہ اولیاء کرام صوفیاء عظام کی باتوں اور حکایتوں کے سننے اور مطالعہ کے ذریعے سے علم حاصل کرنے میں کونسی شرط اور نیت ملحوظ رکھنی چاہیے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس جماعت کے تالیفات اور تصنیفات کے مطالعہ کرنے میں چار چیزوں کا لحاظ کرنا چاہیے۔

اوّل مطالعہ کرنیوالوں کو چاہیے کہ مطالعہ کرنے میں اس کا مقصد ومنشاء کوئی نفسیاتی غرض وسبب نہ ہو۔ مثلاً طبیعت کا رنج دور کرنا، نفس سے سستی زائل کرنا۔ یا روایتوں اور حکایتوں کو یاد کر کے اپنی دانائی ظاہر کرنا۔ یا مشکوک اور اعتراضات کی جگہوں پر اطلاع پانے کا شوق اور کہنے والوں کی غلطی نکالنا نہ ہو۔ کیونکہ ان خواہشوں کا مقصد ومنشاء برے اخلاق کی صفتوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے اور اس سے کوئی فائدہ بھی حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ (برائیوں اور غلطیوں کا تلاش کرنے والا ہلاکت کے سوا اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا اس سے بچنے ہی میں بھلائی ہے) مطالعہ کا مقصد وسبب صرف طلب حق ہو۔ اس راہ کی رہنمائی طلب کرنا مقصود ہو۔ تا کہ طالب کو سچائی کی برکت سے اولیاء کرام کے کلمات سمجھنے اور پانے میں اس کی فہم وبصیرت میں کشادگی حاصل ہو۔

دوم مطالعہ کرنے میں میانہ روی اختیار کرے تھک جانے سے پہلے چھوڑ دے (ذوق جب تک باقی رہے اور تھکاوٹ جب تک محسوس نہ ہو اس وقت مطالعہ مفید

وبہتر ہے) نفس پر ظلم نہ کرے کہ اس سے قلب وذہن کی صفائی پر خلل واقع ہو۔

سوم اپنی ظاہری سمجھ پر بھروسہ نہ کرے اس لئے کہ سید عالم ﷺ کے ہر کلمہ میں اور سید عالم ﷺ کی اتباع میں چلنے والے اولیاء اللہ کی باتوں میں ہر بات اور کلمہ کے اندر ایک ظاہر معنی ومفہوم ہے اور ایک باطن معنی ومفہوم ہے۔ اس لئے کہ تصوف اورعرفان کی باتیں ایک دریا ہیں جس میں غوطہ لگانے والے موتی اور مرجان نکالا کرتے ہیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہر جگہ اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے سے پرہیز کرے اور اپنی عقل کے گھوڑے کو مہمیز لگائے۔ اپنے قلب ووجدان سے اس میں غور وفکر کرے سنجیدگی سے جتنا غور وفکر کرے اتنا ہی معانی پائے گا صحیح فہم وبصیرت کی ضرورت ہے تا کہ آہستہ آہستہ درجۂ کمال تک پہونچے ہر علم میں ایک فہم کی راہ ہے یہاں تک کہ اس کے باطن تک اس کی رسائی ہو جائے۔

چہارم طلب میں دشواریاں ہیں ان دشواریوں کو برداشت کرنے کی قوت ہو اور مقصود کے پانے میں طویل مدت پر صابر رہے اور ہر فہم کے موافق ایک علم پیش کرے تا کہ آہستہ آہستہ مقصود تک پہونچ جائے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اگر چہ اولیاء کرام کے ارشادات مؤثر ہوتے ہیں لیکن جب تک ان کی سیرت وعادات کو اپنا کر اس راہ میں نہیں چلے گا مقصود تک نہیں پہونچے گا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید آپ کے نشانِ قدم پر اپنا پاؤں رکھ کر پیچھے پیچھے چل رہا تھا آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ اے عزیز کیا کر رہا ہے اس نے جواب دیا حضور آپ کے قدم پر قدم رکھ کر چل رہا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا

میرے قدم پر قدم رکھ کر چلنا تو کیا اگر بایزید کی کھال بھی پہن لے گا تو کچھ نہ پائے گا۔ جب تک تو بایزید کا عمل نہ کرے گا مقصود کو ہرگز نہ پائے گا۔

مقصود کو پانے کے لئے بایزید کا علم اور اسکی سیرت کو اپنی سیرت اور اپنا عمل بنانے کے بعد ہی مقصود تک پہونچنے کی راہ کھلتی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراء قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جس نے کسب ومجاہدہ کا عمل نہ کیا وہ دربار مشاہدہ تک ہرگز نہیں پہونچ سکتا۔ جس کے دل میں دربار مشاہدہ تک پہونچنے کی آرزو ہو تو لازم ہے کہ وہ کسب ومجاہدہ کرے اس لئے کہ مشاہدہ کی راہ یہی ہے لیس المشاهدة بغير المجاهده۔ مجاہدہ کے بغیر مشاہدہ نہیں ہے۔

حضرت مخدوم سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف کے معانی اکابر نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن مجھ کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بہتر معلوم ہوتا ہے کہ التصوف کله ادب یعنی تصوف سراسر ادب ہے کیونکہ تصوف کے کل مقاصد اور معانی لفظ" ادب میں شامل ہیں اس جماعت کے کل احوال ومقامات کا خلاصہ اس لفظ میں بیان کر دیا ہے اقرار وحدانیت التزام ملازمت درویشاں، عبادات ومعاملات، انکسار، اذکار واشغال جلسہ، مراقبہ، مشاہدہ فی الحقیقت سب ادب کے اجزاء ہیں۔

قال الاشرف اَلتَّوحِیدُ فَنآءُ الْعَاشِقِ فِیْ صِفَاتِ الْمَحْبُوبِ

حضرت اشرف قدس سرہ نے فرمایا۔ توحید یہ ہے کہ عاشق کا محبوب کے صفات میں مٹ جانا۔

حضرت سیدنا عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ نے عرض کیا حضور اگرچہ ارشاد میں توحید وتفرید کی ساری باتیں داخل ہیں اور اصحاب ذوق ووجدان اور ارباب شوق وعرفان کا مقصود پورا پورا پایا جارہا ہے لیکن ازراہ کرم توحید کے تفصیلی مراتب بیان فرمائے جائیں تاکہ حاضرین مجلس پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

حضرت قدوۃ الکبراء نے آپ کے سوال پر پوری توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

ترجمہ، عوارف میں مذکور ہے کہ توحید کے چند مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ توحید ایمانی۔ اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے صفت الوھیت کی بے مثلی اور اس کے معبود ہونے کی یکتائی کا قرآن وحدیث کے مطابق ارشادات ودلائل کے ساتھ دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اس کا اقرار کرے۔ اور یہ توحید رسول کو سچا ماننے اور ان کی صداقت پر اعتقاد رکھنے کا نتیجہ ہے اور علم ظاہر سے یہ توحید حاصل ہوتی ہے۔ بندہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے شرک جلی سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اس کو دین عجائز بھی کہتے ہیں حدیث میں ہے کہ عَلَیْکُمْ دِیْنُ الْعَجَائِزِ۔ (تم پر بوڑھی عورتوں کا دین لازم ہے)

دوسرا مرتبہ توحید علمی کا ہے۔ اور یہ باطن علم یعنی علم الیقین سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ سالک راہ تصوف کی ابتداء (طریقت کی ابتداء) یہ ہے کہ یقین جانے کہ خالق حقیقی اور مطلق موثر صرف خداوند قدوس ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور کائنات کی ہر ذات وصفات کو اور افعال کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفت مطلق کے نور وحقیقت کا پرتو اور سایہ سمجھے مثلاً جہاں کسی میں اس کو علم وقدرت وارادات، سمع بصر نظر

آئے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت وارادات اور سمع بصر کا ایک اثر اور پرتو جانے اس کو وضاحت سے یوں سمجھئے کہ آپ انسان کے اندر صفت علم اور قدرت، ارادہ، سمع، سننے کی قوت وآلہ اور بصر دیکھنے کی قوت جو دیکھ رہے ہیں یہ درحقیقت خداوندقدوس کی مذکورہ صفت کا اثر ہے اور پرتو ہے یہ انسان کی یہ اپنی صفت نہیں ہے اسی طرح تمام صفات اور افعال کو سمجھئے۔

اور اسے اس طرح بھی سمجھئے کہ تمام کائنات جو اسماء وصفات الٰہیہ کے مظاہر ہیں اب اگر کسی انسان کو ان مظاہر خلقیہ سے یعنی کائنات کی کسی شئی یا انسان سے مزاج کے موافق یا خلاف مزاج کوئی چیز پہونچے کوئی نفع یا کوئی تکلیف واقع ہو تو یہ سب اللہ کی جانب سے جانے درمیان والے کو معذور سمجھے بالکل اسی طرح جیسے لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم ہے اگر نفع پہونچے تو اللہ کا شکر ادا کرے اس کی حمد وثنا کرے۔ اس لئے کہ وہ ان مظاہر میں ظہور فرما کر اس پر لطف وکرم فرما رہا ہے اور اگر نقصان ہو کوئی تکلیف پہونچے تو درمیان والے کو معذور سمجھے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مظاہر میں ظہور فرما کر تنبیہ کر رہا ہے۔ کہ مرضیٔ الٰہی کے خلاف کرنے سے باز آجاؤ اپنی غلطیوں پر نظر کر کے رجوع الی اللہ کرو توبہ کرو اور اسی کی رضامندی تلاش کرو اور غفلت دور کر کے وقت ضائع نہ کرو۔ مظاہر اور مخلوق کو مؤثر اور تکلیف دینے والا نہ جانے ایسی نظر رکھنے والا صوفیاء کرام کے نزدیک موحد ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِکَ مِنکَ۔ اے اللہ تجھ سے تیری پناہ ہے یعنی جب آپ قہر کی تجلی کا مشاہدہ فرماتے ہیں تو تجلی جمال کی پناہ میں

آتے اور مذکورہ دعاء پڑھتے اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے۔

تیسرا مرتبہ توحید رسمی ہے۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ کوئی ذہین انسان کتابوں کو دیکھ کر اور توحید کی باتوں کو سن کر توحید کا تصور کر لے اور اس کے دل میں توحید کی کوئی شکل ظاہر ہو اور وہ شکل اس کے دل میں جم جائے۔ توحید کے الفاظ سے توحید کا اثر نہیں پیدا ہوتا ہے الفاظ حقیقت تک نہیں پہونچا سکتے نہ اس کی لذت سے آشنا کر سکتے ہیں ایسے لوگوں کے دل میں توحید کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

چوتھا مرتبہ توحید حالی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ توحید کی حالت موحد کی لازم صفت ہو جائے اور وجود کی تمام تاریکیاں نور توحید میں بالکل گم ہو جائیں اور نور توحید موحد کے نور حال میں اس طرح پوشیدہ اور داخل ہو جائیں جیسا تاروں کی روشنی سورج کی روشنی میں فنا ہو جاتی ہے اور اس مرتبہ توحید حالی میں موحد کا وجود، وجود واحد کے مشاہدہ جمال اور دریائے یگانگت میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ اس کی نگاہوں میں ذات وصفات واحد کے سوا کچھ باقی نہیں رہ جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے وجود کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس توحید کو واحد کی صفت جانتا ہے اور مشاہدہ کو بھی واحد کی صفت دیکھتا ہے اس طرح سالک کی ہستی بحر توحید میں غرق ہو کر ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ خود حضرت قدوۃ الکبریٰ اعلیٰ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا اَلتَّوحِیدُ بَحرٌ وَالْمُوَحِّدُ فِیهِ قَطرَۃٌ لَمْ یَبْقَ مِنْهُ اَثَرٌ۔ توحید ایک دریا ہے اور موحد اس میں ایک قطرہ ہے جس کا کوئی نام ونشان نہیں رہتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کا قول ہے۔ اَلتَّوحِیدُ مَعْنًی تَضْمَحِلُ

فِیۡہِ الرُّسُومُ وَتَنۡدَرِجُ الۡعُلُومِ وَیَکُونُ اللّٰہَ کَمَالَمۡ یَزَلۡ ۔توحید وہ حقیقت ہے جس میں نقوش فنا ہو جائیں اور علوم داخل ہوں اور اللہ جیسا تھا ویسا ہی ہے الان کما کان یعنی ذات مطلق نے جس شان کے ساتھ اپنے مظاہر خلقیہ میں ظہور فرمایا سالک کے عروج میں سارے تعینات تو محو ہو جاتے ہیں مظاہر کے نقوش مٹ جاتے ہیں لیکن ذات کی شان میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے جیسا وہ قبل ظہور تھا ویسا ہی بعد ظہور بھی تعینات ہونے کے باوجود باقی اور قائم ہے توحید علمی اگر چہ توحید حالی سے کم درجہ کی ہے لیکن توحید حالی سے اس کا مزاج ملتا جلتا ہے اسی لئے توحید علمی کی یافت والے کے لئے توحید حالی تک پہونچنے کا راستہ آسان تو ہو جاتا ہے۔

''توحید علمی اور توحید حالی کا فرق''

توحید حالی نور مشاہدہ سے ہے اور توحید علمی نور مراقبہ ہے۔توحید حالی سے اکثر نقوش بشریت مٹ جاتے ہیں (اور توحید علمی سے نقوش بشریت کم مٹتے ہیں (صفات بشریت توحید علمی میں کچھ باقی رہتے ہیں)

توحید حالی میں بعض نقوش بشریت کے باقی رہنے کا سبب یہ ہے کہ موحد کاموں کے انجام دینے اور باتوں میں خوبصورتی اور افعال میں باقاعدگی رہے (عین عبد بعض صفات کے ساتھ قائم رہتا ہے) یہی وجہ ہے کہ توحید کا حق کما حقہ اس زندگی میں ادا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ تقاضائے بشریت اگر چہ بعض پھر بھی ہیں وہ عبد اور رب کے درمیان حجاب ہیں اس زندگی میں حجاب کلی طور پر ختم نہیں ہو سکتے حضرت شیخ ابوعلی دقاق نے اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلتَّوحِيْدُ غَرِيْمٌ لَايُقْضٰى دِيْنُهٗ وَغَرِيْبٌ لَايُودّٰى حَقَّهٗ توحید ایک قرض خواہ ہے جس کا قرض ادا نہیں کیا جاسکتا اور ایک مسافر ہے جس کا پورا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔

موحدین خاص یعنی اولیاء عظام میں وہ ہستیاں جن کو قرب خاص سے نوازا گیا ان پر تجلی ذاتی جب ہوتی ہے تو اس وقت صفات بشریت یک بارگی مٹ جاتی ہے لیکن اس تجلی کے بعد پھر وہ تقاضائے بشریت لوٹ آتے ہیں اور باقی رہتے ہیں غلبۂ توحید حالی کی ایک علامت یہ ہے کہ مغلوب الحال کی زیارت سے خدا یاد آنے لگتا ہے اور دوسری علامت یہ ہے کہ مغلوب الحال پر تکلیف کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

قال الاشرف ۔ الایمان شمس تطلع من شرق قلب الایمان ینتقی من نورہ ذراریر الشرک والطغیان۔

ترجمہ: حضرت مخدوم نے فرمایا کہ ایمان ایک سورج ہے جو انسان کے دل کے مطلع سے طلوع ہوتا ہے اس سے شرک اور طغیان کی تاریکی چھٹ جاتی ہے۔

ایمان نام ہے خداوند قدوس کی الوھیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق و اقرار کرنا جہاں تک اللہ رب العزت کے وجود کو مان لینے اور اس کی الوھیت کو تسلیم کرنے کی بات ہے تو ایک ہوشمند و دانشمند کے نزدیک پوری کائنات اور اس کے اندر کی ہر چیز خدا کے وجود پر دلیل ہے۔ کائنات کے اندر جس چیز پر نظر ڈالی جائے ہر شئی اپنی خاموش زبانی سے اس کا پتہ دے رہی ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ☆ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ہوشمند کی نگاہ میں سبز درخت کی ہر پتی صانع عالم کی معرفت کی ایک کتاب ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراء قدس سرہ نے فرمایا کہ ذرات عالم میں سے ہر ذرہ چار چیزوں کی گواہی دیتا ہے ایک یہ ہے کہ وہ زبان سے کہتا ہے میں پہلے معدوم تھا اپنے آپ موجود نہیں ہوا اس لئے کہ معدوم سے کوئی فعل وجود میں نہیں آتا۔ میرا بنانے والا ہے جس نے مجھے بنایا ہے یہ ہستی اس کے وجود پر گواہ ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ حق تعالیٰ ایک ہے اگر ایک کے بجائے دو ہوتے تو دونوں میں ٹکراؤ ہوتا ایک چاہتا ہے کہ موجود کرے دوسرا چاہتا ہے کہ موجود نہ کرے اس جھگڑے میں میرا وجود نہیں ہوتا۔ میں موجود ہو گیا تو جان لیا کہ بنانے والا ایک ہے۔

تیسرا یہ ہے کہ حق تعالیٰ عالم ہے کیونکہ بنانے والا جب تک عالم نہ ہو اس سے کوئی چیز ایجاد نہیں ہو سکتی ہے لہذا پہلے علم پھر ایجاد۔

چوتھے جاننے والا قدرت والا ہے کیونکہ جو ایجاد پر قادر نہ ہوگا تو بلاشبہ وہ عاجز ہوگا اور جو عاجز ہوگا وہ اللہ نہیں ہو سکتا لہذا کائنات کا ہر ذرہ زبان حال سے کہہ رہا ہے پیدا کرنے والا واحد ہے عالم ہے قادر ہے ازلی اور ابدی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراء قدس سرہ نے فرمایا شریعت کے اصول وفروغ ہیں اس کے اصول ایمان کی دلیل کا استحضار ہے جو صانع عالم اور اس کی وحدت اس کا ازلی وابدی ہونے کا اثبات ہے اور اس کے فروع اوامر ونواہی شرعیہ احکام فرضیہ کی ادائیگی امور آخرت کے ہونے کا یقین کرنا ہے جسے قرآن وحدیث نے بیان کیا ہے حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایمان شرعی جس کا کتب میں ذکر ہے ظاہر ہے اور وہ عوام کا ایمان ہے۔

لیکن خواص کا ایمان جو حقیقی مومن ہیں وہ اس سے سوا ہے مومن حقیقی کی پانچ علامتیں ہیں جس میں یہ پانچ علامتیں ہوں گی وہ حقیقی مومن ہے۔

اول اِنَّمَا الْمُؤمِنُونَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ ۔ بیشک مومن وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے توان کے دل ڈر جائیں۔ اور خوف الٰہی کی علامت اوامر ونواہی کی پابندی ہے

دوم وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا ۔ اور جب ان کے سامنے قرآن یعنی قرآن حضور دل سے سنتے ہیں تو ان کے اندر احکام قرآن پر یقین بڑھ جاتا ہے۔

تیسرے وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ، وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

یعنی اپنے دل کا معاملہ خداوند قدوس سے وابستہ رکھتے ہیں اور اپنی بیوی بچوں کی روزی وغیرہ کے معاملے میں غیر اللہ کی جانب توجہ نہیں کرتے۔ حیلہ وتدبیر کے قریب نہیں ہوتے۔

چوتھے اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ۔ وہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں۔

یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ وہ نماز ادا کرتے ہیں اور ان کا دل حضور وشہود میں ہے۔

پانچویں وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔ اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

یعنی ان کو دنیاوی، واخروی نعمتیں اور علم ومعرفت عطاء کیا ہے وہ سب اللہ کے

بندوں پر ایثار کرتے ہیں۔

اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُؤمِنُونَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۔یہی لوگ حقیقی مومن ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس بلند درجے ہیں اور مغفرت اور پاکیزہ رزق ہے۔

مفسرین نے بیان فرمایا کہ رزق یہ ہے کہ خواص کے دل کو نور معرفت عطاء فرماتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کعبہ پر فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اَلْمُومِنُ اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ۔مومن کعبہ سے افضل ہے۔

خواص عالی ہمت ان پانچ چیزوں پر ہی اکتفاء نہیں کرتے بلکہ ان سے آگے بڑھ کر جو کچھ حق کے سوا ہے اس کی نفی کرتے ہیں حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ۔ ایمان غیر خدا سے اعراض کرنا اور خدا کی جانب متوجہ ہونا ہے۔ اس ایمان کا ثمرہ مشاہدہ قربت ورویت رب ہے۔ اور اس درجہ والوں کا ابلیس کچھ نہیں بگاڑ سکتا ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور صورت ایمان یہ ہے کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھ سکتے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

اَلْکُفْرُ اَرْبَعَۃُ اَوْجُہٍ کُفرُ الشریعۃ کما قال تعالیٰ وَمَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ والثانی الطریقۃ کقولہ تعالیٰ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ کَافِرُوْنَ۔

کفر چار قسموں پر ہے کفر شریعت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جو اپنے دین

سے پھر گیا اور اسی حال کفر میں مر گیا دوسرا طریقت جیسا کہ اللہ نے فرمایا روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کے منکر ہیں۔

ایضاً من نال بصارته وزاغ بصيرته الى الدنيا والعقبىٰ هذا كفر الطريقة والثالث كفر المعرفة كما قال المحقق المعرفة حجاب المعارف والمعروف لانها غير والاقبال الى الغير كفر عند الاخص والرابع كفر الحقيقة من مكث من اهل الحقائق فى المحبة والعشق والتوحيد فهو محجوب عن لقاء المحبوب والمعشوق والجمال الاحدية وهذا الكفر عن اصحاب المحو فى الله.

جس کو آنکھ کی بینائی ملی اور اس کے دل کی بینائی دنیا و عقبیٰ کی طرف پھر گئی تو یہ کفر طریقت ہے۔ تیسرا کفر معرفت جیسا کہ محقق نے کہا معرفت معارف ومعروف کا حجاب ہے کیونکہ وہ غیر ہے اور غیر کی طرف رخ کرنا اخص الخواص کے نزدیک کفر ہے۔ چوتھا کفر حقیقت جو ٹھہر گیا اہل حقائق میں سے محبت اور عشق اور توحید میں پس وہ لقاء محبوب اور جمال احدیت سے محجوب ہے اور یہ اصحاب محو فی اللہ کا کفر ہے۔

اور صوفیاء نے کہا ہے کہ کفر کی تین قسمیں ہیں، ابلیسی، محمدی، حقیقی، کفر ابلیسی کا تعلق نفس سے ہے کیونکہ نفس صنم اکبر ہے اور اس کی پرستش کفر ابلیسی ہے (یعنی نور ابلیس ظاہر ہوتا ہے اور اسے نور خدا سمجھ کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ کفر محمدی کا تعلق دل سے ہے ابتدائے سلوک میں ایک نور ظاہر ہوتا ہے جو درحقیقت نور محمدی ہے لیکن سالک اسے نور الوہیت سمجھ کر پرستش کرنے لگتا ہے اور یہ کفر ہے لیکن ایسا کفر

ہے جس پر ہزاروں ایمان قربان ہیں تیسرا کفر حقیقی جوحق تعالیٰ سے منسوب ہے یہ بغیر ذوق والہام کے سمجھ سے بالاتر ہے۔

جب تک سالک خود پرستی میں مبتلا ہے اس وقت تک خدا پرستی سے دور ہے جب اس سے فارغ ہو گیا تب وہ خدا پرست ہو گا۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عقیدۂ اہلسنت و جماعت پر یقین رکھنا اور جو کچھ وعدہ وعید کلام مجید اور احادیث میں ہے اس کو اپنا نصب العین بنانا شریعت کی پہلی بنیاد ہے اگر ان میں سے کسی کا انکار کیا تو ساری عبادتیں اکارت اور ضائع ہو جائیں گی۔

قال الاشرف، التوبة هى الاعراض عن افعال القبيحة والإقبالُ عَلَى اَعْمَالِ الْحَسَنَةِ۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف قدس سرہ نے فرمایا توبہ برے افعال سے منھ پھیرنا اور اچھے افعال کی جانب لوٹ جانے کا نام ہے۔

توبہ عبارت ہے افعال ناپسندیدہ چھوڑ کر افعال حمیدہ پر مضبوطی سے قائم ہو جانا اور بشری کدورتوں اور اخلاق ذمیمہ سے اپنے آپ کو پاک کر لینا اس لئے کہ جب تک بندہ برے اخلاق میں مبتلا رہتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دور اور محجوب رہتا ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ اخلاق حمیدہ کی ہر صفت تمام عبادتوں کا اصول اور سالک کی تمام سعادتوں کی بنیاد ہے

حتی کہ اگر سالک ایک صفت حمیدہ کو اپنا لے تو باقی اوصاف اس کے ضمن میں شامل رہتی ہیں۔تمام انسانوں کو توبہ کی ضرورت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔

ہر وقت توبہ کرتے رہیں تا کہ اصول حق کی سعادتوں سے وہ حصہ پاتے رہیں کفار کفر سے توبہ کریں اور ایمان لائیں فرمانبردار اخلاص کی طرف مائل ہوں۔ عام مومنین ظاہری برائیوں سے توبہ کریں باطنی خوبیاں اپنائیں۔اہل سلوک ادنیٰ مقام سے اعلیٰ مقام کی جانب رجوع کریں۔اصحاب کشف یقین کی جانب سبقت کریں۔ہر شخص اعلیٰ مقام کی جانب رجوع کرے کہ یہ اس پر فرض ہے۔سچی توبہ یہ ہے کہ پھر دوبارہ اس گناہ کی جانب نہ پلٹے اور صغیرہ پر اصرار نہ کرے کہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ توبہ سے بالاتر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔اور کوئی مکان انابت سے بڑھ کر نہیں ہے۔اگر کوئی شخص توبہ کی نیت سے قدم اٹھاتا ہے تو اگرچہ اسے توبہ نصیب نہیں ہوا اور موت آ گئی وہ عنداللہ مغفورین میں شمار ہوگا بندہ کے ہر عضو میں گناہ ہے ہر عضو سے توبہ کرنا لازمی ہے۔

حضرت مخدوم بہار قدس سرہ نے فرمایا،توبہ علی قدر مراتب ہوتی ہے۔اس میں کسی کی قید نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون** اے مومنو!تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید سے کہ تم کو کامیابی ملے۔صحابۂ کرام ہمہ تن تائب کفر سے بیزار گناہوں سے دور نیکی سے

رغبت عبادت میں مشغول پھر بھی توبہ کا حکم ہے۔

ایک بزرگ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا توبہ ادنیٰ اعلیٰ سب پر فرض ہے ہر آن ہر ساعت توبہ لازم ہے۔ مگر ہر محل میں توبہ کی صورت الگ ہے۔ کافر پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان لانا فرض ہے۔ عاصیوں پر معصیت سے توبہ کرنا اور عبادت میں مشغول ہونا فرض ہے۔ محسنوں پر افعال حسن سے احسن کی جانب قصد کرنا فرض ہے۔ سالکان راہ حق کسی مقام پر نہ ٹھہریں سلوک وسیر جاری رکھنا فرض ہے سالک کے لئے ہر مقام ومنزل سے اعلیٰ مقام ومنزل ہے وہ سیر وطیر جاری رکھیں ٹھہرنا گناہ ہے۔

توبہ اگر صرف گناہ ظاہری سے ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کو توبہ کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ حضرات تو گناہ صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہیں۔ مگر ان حضرات سے بھی توبہ ثابت ہے اور وہ معنا اپنی جگہ پر ٹھیک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تجلی ربانی ہوئی اور عالم بے خودی سے جب ہوش میں آئے تو آپ نے فرمایا تُبتُ اِلَیکَ میں نے تیری طرف توبہ کی۔ بظاہر توبہ کا محل نہ تھا لیکن آپ کو یہ خیال آیا کہ ارنی کہنا اپنے اختیار سے خلاف ادب ہے۔ دوستی میں اختیار آفت ہے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اِنّی لَاَستَغفِرُ اللّٰہَ فِی کُلِّ یَومٍ سَبعِینَ مَرَّۃً میں ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں اس استغفار کا سبب یہ تھا کہ آپ کو ہر ساعت ترقی درجات ہوتی تھی۔ جس مقام پر ہوتے استغفار کرتے اعلیٰ مقام کی جانب عروج فرماتے۔

عوام کی توبہ اس لئے ہوتی ہے کہ اپنے نفس پر ظلم کیا نافرمانی کی اللہ سب

گناہوں کو معاف فرمادے تاکہ اس کے عذاب سے بچیں۔ خاص لوگوں کی توبہ اس لئے ہوتی ہے جس قدر نعمتیں عطاء ہوئیں اور جس قدر رحم وکرم ہوا اور ہو رہا ہے اس اعتبار سے مطلق خدمت ادانہیں ہوتی۔ اور خاص الخاص لوگوں کی توبہ اس لئے ہوتی ہے ہم نے اپنے آپ کو صاحب قوت وطاقت سمجھا اپنے آپ کو موجود خیال کیا، حالانکہ صاحب قدرت وطاقت وہی ہے اور موجود بھی وہی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ کی سولہ قسمیں ہیں۔ دو ہاتھ میں، (۱) چوری اور (۲) مومن کا خون ناحق، اور چار زبان میں ہے۔ گالی دینا، جھوٹ بولنا، (۳) پاکدامن عورت پر عیب لگانا، (۴) اور جھوٹی قسم کھانا، تین پیٹ میں ہے، (۱) سود کھانا، (۲) شراب پینا، (۳) یتیم کا مال کھانا۔ دو پوشیدہ مقام ہے۔ زنا کرنا لواطت کرنا۔ ایک پاؤں میں ہے جہاد میں فوج سے بھاگنا، اور چار دل میں ہے اللہ کے ساتھ شرک کرنا گناہ پر اصرار کرنا اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ اللہ کے مکر سے بے فکر ہونا۔

گناہ پر شرمندہ ہونا اللہ سے قریب ہونے کا سبب ہے حضرت قدوۃ الکبراء نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسا گناہ جو بندہ کو حق تعالیٰ تک پہونچادیتا ہے اور وہ کونسی عبادت ہے جو انسان کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔

آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہ عبادت جو انسان کے اندر خود پسندی پیدا کرے وہ خدا سے دور کر دینے والی ہے۔

اور وہ گناہ جس سے بندہ پشیمان وشرمندہ ہو وہ خدا سے قریب ہونے کا سبب ہے خدا سے قریب کر دیتا ہے۔

قال الاشرف، اَلْوَلَایَۃُ ھِیَ قِیَامُ الْعَبْدِ مَعَ الْبَقَاءِ بَعْدَ الْفَنآءِ وَاتِّصَافُہ بِصِفَۃِ التَّکْمِیْنِ وَالصَّفَا۔

ترجمہ: حضرت اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا۔ ولایت بندہ کا فناء کے بعد بقاء کے ساتھ قائم ہونا اوراس کا تمکین وصفاء سے متصف ہوجانا ولایت کے معنی قرب کے ہیں ۔(یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوجانا)

سالک جب راہ سلوک میں قدم رکھتا ہے تو اس کا پہلا سفر سیر الیٰ اللہ ہے یہ عروج کی پہلی صورت ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی جانب یعنی صفات بشریت سے نکل کر صفات ملکوتی سے متصف ہوتا ہے وہاں سے عروج کرتا ہے تو جبروت صفات الٰہیہ کی تجلیوں میں سیر جاری رہتا ہے یہاں تک کہ سیر الیٰ اللہ کی انتہاء کو پہونچ جاتا ہے اس وقت اسے فناء کلی حاصل ہوتی ہے یہ فناء فی اللہ ہے اور جب مقام واحدیت میں قدم رکھتا ہے یہ سیر فی اللہ میں ہوتا ہے جہاں اسے بقاء حاصل ہوتی ہے جسے بقاء باللہ کہتے ہیں اسی مقام میں سالک صفات بشریہ سے مکمل نجات پاکر صفات الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے۔ یہی صفت تمکین وصفاء سے متصف ہونا ہے۔ یہ ولایت خاصہ ہے۔

حضرت شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ سے ولی کے شرائط دریافت کیا۔

آپ نے فرمایا اَلْوَلِیُّ قَلْبُہٗ مُسْتَانِسٌ بِاللّٰہِ وَمُتَوَحِشٌ عَنْ غَیرِ اللّٰہِ ولی کی شرط یہ ہے کہ اس کا دل اللہ سے مانوس ہو اور غیر خدا سے متوحش ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد ہی سے اسے سکون ملتا ہے اور اسی کی یاد میں ہمیشہ رہنا اسے پسند ہے اسی کے ذکر وفکر میں ہمیشہ لگا رہتا ہے غیر خدا سے گھبراہٹ اور وحشت ہوتی ہے اس سے وہ دور بھاگتا ہے۔ دوسری شرط آپ نے یہ فرمایا۔

مِنْ شَرْطِ الْوَلِیِّ اَنْ یَّکُوْنَ مَحْفُوْظًا ولی کی شرط میں سے یہ ہے کہ وہ گناہوں سے محفوظ کر دیا گیا ہو۔ اس سے گناہ کا صادر ہونا بند ہو گیا ہو۔ کیونکہ گناہ اللہ تعالیٰ سے حجاب و دوری ہے اور ولی کبھی کسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دوری کو گوارہ نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ گناہوں سے نفرت کرتا ہے دور بھاگتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تحفظ کا خواستگار رہتا ہے۔

حضرت شیخ کبیر نے عرض کیا محفوظ سے مراد سب گناہوں سے محفوظ ہوتا ہے یا بعض گناہوں سے حضرت مخدوم قدس سرہ نے فرمایا۔ شَرْطُ الْوَلِیِّ اَنْ یَّکُوْنَ مَحْفُوظًا مِنَ الْاَصْرَارِ عَلَی الْمَعْصِیَّۃِ حَتّٰی لَایُصِرُّ عَلٰی الذُّنُوبِ الصِّغَارُ ولی کی شرط یہ بھی ہے کہ وہ کسی بھی گناہ کو بار بار نہ کرے یہاں تک کہ صغیرہ گناہ بھی اس سے بار بار نہ ہو اس سے بھی وہ محفوظ کر دیا گیا ہو صغیرہ پر اصرار بھی بارگاہ رب کے ادب کے خلاف ہے حضرت سید اشرف قدس سرہ نے حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سنا فرمایا انبیاء علیہم السلام قصدا اظہار گناہ سے معصوم ہیں اور اولیاء اقدس اسرارھم گناہ کی ذلت سے محفوظ ہیں۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ولی کی ایک اہم شرط یہ بیان فرمایا کہ قول وفعل اور اعتقاد میں سید عالم ﷺ کا فرمانبردار ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی۔ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، فرمانبرداری کو، اور فرمانبرداری و نیازمندی میں کوئی کمی نہ ہو کیونکہ تابع متبوع کے حکم میں ہے ایسے ہی لوگوں کے لئے مناسب ہے۔ اور ماسوا اللہ اور ہوا وہوس سے دور ہو دنیا کی اچھائی برائی کی جانب بالکل متوجہ نہ ہو۔ نیز حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ولی کی ایک شرط یہ ہے کہ عالم ہو جاہل نہ ہو۔ متصل نہ ہو منفصل ہو جب منفصل ہوگا خود متصل ہو جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اَلطَّھَارَۃُ اِنْفِصَالٌ وَالصَّلٰوۃُ اتِّصَالٌ فَمَنْ لَمْ یَنْفَصِلْ فِیْ طُھُوْرِہٖ عَمَّا سِوَاہُ لَمْ یَتَّصِلْ فِیْ صَلٰوتِہٖ اِلَیْہِ طہارت انفصال ہے اور نماز اتصال ہے تو جو طہارت میں غیر خدا سے منفصل نہ ہوگا (جدا نہ ہوگا) تو نماز میں متصل بھی نہ ہوگا (یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ سے قریب بھی نہ ہوگا) اور جب اتصال انفصال کا نتیجہ ہے تو منفصل (یعنی جو غیر خدا سے جدا ہو چکا ہے) صاحب کشف ہوگا اور جب صاحب کشف عالم ہوگا جاہل نہ ہوگا، عالم ربانی ولی ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جاہل کو دوست نہیں بناتا۔ یہاں علم سے مراد علم وراثت ہے حدیث ہے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءَ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ یہ علم وراثت اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عنایت سے ملتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراء نے فرمایا اگر ولی کو علم نہ ہو تو بھلائی برائی نہیں جانے گا اور تاریکیوں، کدورتوں کے جنگل میں پریشان رہے گا۔ **قال الاشرف، اِنَّ اللّٰہَ نَاصِرُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ثُمَّ اَخرَجَھُمْ عَنْ حُجُبِ الطَّبِیْعَۃِ وَ کَشَفَ عَنْ قُلُوبِھِمْ نُورُ الْاَحَدِیَۃِ** ۔حضرت سید اشرف نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی مدد فرمائی پھر ان کو طبیعت کے حجابات سے نکالا اور ان کے دلوں سے احدیت کے نور کو ظاہر فرمایا۔

اس ارشاد میں حضرت قدوۃ الکبراء قدس سرہ نے اس بات کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ پروردگار عالم مومنوں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب فرما کر اس پر علم وعرفان کے دروازے کھول دیتا ہے اور ان سے دین حق کا کام لیتا ہے ہر زمانے میں ایسا ہوتا آیا ہے۔حضرت شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے دین حق کا کام لینا چاہتا ہے اس کو اس زمانے کے تقاضا کے مطابق علم عطاء فرماتا ہے اور ان سے اس زمانے کا کام لیتا ہے۔اس میں علم دراست (یعنی وہ علم جو پڑھکر حاصل کیا جاتا ہے) کو دخل نہیں ہے۔اس لئے کہ اگر علم دراست سے مقصود حاصل ہو جاتا تو علوم ظاہر کے علماء وفضلاء ہر زمانے کے اولیاء واصفیاء کے امام وپیشوا ہوتے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

حضرت نور العین نے حضرت مخدوم سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا علم وراثت سے کیا مراد ہے۔

آپ نے جواب ارشاد فرمایا علم وراثت وہ علم ہے جو بے سیکھے حاصل

ہوتا ہے اور ایسا علم جو بے بولے مل جاتا ہے۔ وہ علم لدنی ہے جو وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ کے خزانہ سے ولی کو یہ دولت ملتی ہے جس کو یہ علم نصیب ہوا ہو وہ ولی ہے اگر چہ بظاہر اس نے ایک حرف نہ پڑھا ہو نہ لکھا ہو ایسی ہستیاں متقدمین صوفیاء میں بہت سی گذریں ہیں اور متاخرین میں بے حساب ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام احمد نامقی جامی رحمۃ اللہ علیہ پڑھے نہیں تھے بائیس سال کی عمر میں توبہ کی توفیق پائی اور پہاڑ پر جا کر مجاہدہ وریاضت مشغول میں ہو گئے اور اٹھارہ سال بعد چالیس سال کی عمر میں ان کو خلق کی ہدایت کے لئے حکم ہوا علم لدنی کے دروازے ان پر کھل گئے تین سو سے زائد کتابیں توحید و معرفت اور علم اسرار وحکمت اور سلوک طریقت اور اسرار حقیقت میں تصنیف فرمائیں کسی عالم و حکیم نے ان کی کتابوں پر آج تک کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور ساری کتابیں آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی ﷺ سے مدلل ہیں اور آپ کی زندگی میں آپ کے ہاتھ پر تین لاکھ آدمیوں نے توبہ کی اور گناہوں کے راستہ کو چھوڑ کر عبادت و معرفت کی راہ اختیار کیا۔

نگار من کہ بمکتب نہ رفت وخط نوشت بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد میرے محبوب ہے نہ مکتب گیا نہ کچھ لکھا پڑھا، اک شارۂ ابرو سے مسئلہ (علم) سیکھا اور صدر مدرس ہو گیا اسی طرح حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور حضرت شیخ ابوالعباس قصاب قدس سرہما بھی پڑھے ہوئے نہ تھے قاف اور کاف میں تمیز نہیں کر سکتے تھے لیکن یگانۂ روزگار اور اپنے عہد کے غوث ہوئے تھے۔

اسی طرح خواجہ محمد معشوق طوسی نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن خواجہ احمد غزالی نے

ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ قیامت کے دن صدیقوں کو تمنا ہوگی کہ وہ خاک ہوتے تاکہ ان پر خواجہ محمد معشوق کے قدم پڑ جاتے، اور وہ پاک ہو جاتے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر طوس کی جامع مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے خواجہ محمد معشوق نے جو حاضر مجلس تھے اپنی قبا کے بند باندھے تو شیخ ابوسعید کی زبان گنگ ہوگئی ایک ساعت کے بعد ابوسعید بولے کہ "اے سلطان عالم قبا کے بند کھولئے آپ نے ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو باندھ دیا ہے۔

سبحان اللہ! یہ کیسے امی تھے جن کے زبان و دل سے تمام علوم کے چشمے جاری ہوتے تھے رب کریم پیرومرشد کے صدقے میں ان کے دوستوں سے ہمیں بھی حصہ عطاء فرمائے (آمین)

قَالَ الاشرف، حَشْمَۃُ الْمُلُوکِ ظِلٌّ مِنَ الْاُلُوهِیَّتِ وَالْخُضُوعِ اِلَیْهِمْ نُوعٍ مِنَ الْعُبُودِیَۃِ ۔

ترجمہ: بادشاہوں کا دبدبہ الوھیت کا سایہ ہے اور ان کے سامنے خاکساری برتنا اللہ کی بندگی کی قسم ہے۔

حکومت وسلطنت چلانا یہ خدا کی خلافت و نیابت ہے یہ کام اخلاق خداوندی کے ساتھ چلانے میں سعادت مندی ہے "خُلقِ آفریں کار کن" کائنات کے پیدا کرنے والے کے اخلاق سے کام انجام دیا جانا چاہئے۔

فقیر مکمل، عارف کامل ہوتا ہے تمام موجودات اس کے نزدیک اسماء الٰہی کے آئینے ہیں اور تمام کائنات صفات لامتناہی کی مظہر ہے۔

اولیاء کرام بادشاہ وقت کو اللہ کی صفت تکوین کا مظہر دیکھتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی صفت الوھیت کا دبدبہ ظاہر ہوتا ہے اولیاء کرام کا بادشاہوں کی تعظیم کرنے کی وجہ یہی ہے وہ دیکھتے اور جانتے ہیں کہ بادشاہ کی تعظیم درحقیقت بادشاہی عطاء کرنے والے کی تعظیم ہے بادشاہوں کے ذریعے سے ظالموں کا ظلم کمزروں پر بند ہوتا ہے اشرار راہ راست پر آجاتے ہیں ضعیفوں اور ناتوانوں کو انصاف ملتا ہے، عادل بادشاہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور اس کا تعلق رب العلمین سے براہ راست ہوتا ہے یعنی کثیر وسائل کا محتاج نہیں بس ایک برزخ کبریٰ کا وسیلہ اسے کافی ہے عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ اولیاء اللہ کو بادشاہوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ اس سے دور ہوتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبراء قدس سرہ نے اسے غلط قرار دیا اور ایسے خیالات کو جہالت سے تعبیر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

میاں اصناف خلق واطراف افق این سخن متداول است کہ فقیر را با سلاطین وملوک چہ نسبت ودرویش را نجواقین سلوک کردن چہ حاجت باید دانست کہ این اصطلاح عوام غلطی است عظیم کو بوی جہل وپندار ونفخہ سہل واستکبار از ین سخن می آید، اے عزیز اگر خود راستہ از دیگر میدانی آں خود محمل ابلیس وفعل تلبیس است وصفت نفس امارہ قال اللہ تعالیٰ اَنَا خَیْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِی مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔ عوام میں یہ بات بہت مشہور ہے پھیلی ہوئی ہے کہ فقیر کو امراء اور بادشاہوں سے کیا نسبت ہے فقیروں کو امراء وحکام کے ساتھ ربط وتعلق کی کیا ضرورت ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ عوام کے اندر یہ اصطلاح بڑی غلطی ہے اس سے جہالت اور پندار کی بو آتی ہے۔ اے

عزیز اگر خود کو دوسروں سے بہتر سمجھے گا تو یہ عمل خود ابلیس اور فعل تلبیس ہے اور یہ نفس اماره کی صفت ہے، اللہ نے فرمایا ابلیس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں آدم سے بہتر ہوں اسلئے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور آدم مٹی سے بنے ہیں اس قسم کا دعویٰ نفس امارہ کی صفت ہے جو انسان کو ہلاکت وتباہی کی جانب لیجانے والا ہے۔ اگر خود کو بہتر وکامل ہونے کا خیال کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ادنی سے اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو غلط اور باطل ہے۔ حدیث میں آیا ہے سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَفْضَلُ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یومَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ کَامِلٌ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجے میں سب سے افضل کامل انصاف ور بادشاہ ہوگا۔

دوسری حدیث ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

عَدْلٌ مَسَاعَةٍ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةٍ ایک ساعت کا انصاف ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا۔

سُلْطَانٌ عَادِلٌ خَیْرٌ مِنْ مَطَرٍ وَابِلٍ انصاف کرنے والا بادشاہ برسنے والے بادل سے بہتر ہے کوئی بادشاہ فرعون سے زیادہ جابر اور ظالم نہیں تھا۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے پاس جا کر تبلیغ کا حکم دیا۔ اور یہ فرمایا۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا اس سے نرمی سے بات کرنا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم نے بہت سے سلاطین زمانہ کو دیکھا ہے کہ احکام سلطنت کے جاری کرنے میں نسبت شہود یہ سے پلک جھپکنے

کے برابر بھی غافل نہیں رہتے۔ کافور بادشاہ نے حضرت شیخ اسلم طوسی کو ایک خط لکھا اور کچھ سونا نذر بھیجا۔ شیخ نے قبول نہ کیا اور یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں تو نے جن لوگوں سے لیا ہے اسے واپس کر دے کافور نے جواب لکھا، اے مرد، میں اموال کو سختی سے وصول کروں یا نرمی سے تیرا اس میں کیا دخل ہے کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اس کے درمیان ہے۔ اب بتا کہ کافور کہاں ہے اور تو نے حق سے کیوں نہیں قبول کیا۔

حضرت خواجہ عبداللہ انصار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کافور کی یہ معرفت اسلم طوسی کی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی قدس سرہ نے فرمایا کل کائنات اسماء وصفات خداوندی کی مظہر ہے اور بادشاہ وقت اللہ تعالیٰ کے امر تکوینی کے مظہر ہیں وہ اپنے مرادات ومقاصد کے حصول میں زیادہ وسائط کے محتاج نہیں وہ ہر وقت اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہر عارف کو ان کے آداب کی رعایت کرنا چاہئے۔

حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے زمین اور کھیتوں کو حکمت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ زمین آباد رہے اور مخلوق کو اس کا فائدہ ملتا رہے۔ اگر لوگ یہ جان لیں کہ زمین آباد کرنے میں کیا اجر وثواب ہے تو وہ ہرگز کھیتی کرنا نہ چھوڑیں، کھیتی نہ کرنے میں گناہ عظیم ہے۔ اگر کسی کے پاس اتنی زمین ہے کہ وہ ہر سال ہزار من غلہ پیدا کرتا ہے اور سستی سے اس نے نو سو من غلہ

پیدا کیا تو اس نے مخلوق کو ایک سومن غلہ سے محروم کیا ہے آخرت میں اس سے باز پرس ہوگا کہ ایسا کیوں کیا۔ بادشاہ پر لازم ہے کہ رعیت کی ذمہ داری وزراء ونائبین کے سپرد نہ کرے اس لئے کہ اس سے رعایا پر وہ شفقت نہیں ہوسکتی جو بادشاہ کرتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ شفقت پانچ قسم کے لوگوں کے پانچ طرح کے لوگوں پر ہوتی ہے۔

(۱) خدا کی رحمت بندوں پر (۲) اور نبی کی رحمت امت پر (۳) اور بادشاہوں کی رحمت رعایا پر (۴) اور ماں باپ رحمت وشفقت اولادوں پر۔ (۵) اور شیخ کی مریدوں پر۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ امراء وزراء اور صنعت وحرفت والے بھی سلوک وعبادت میں مشغول ہیں۔

بادشاہوں سے ملنے اور قریب ہونے میں شرط یہ ہے کہ نفس کو دخل نہ ہو اور دنیا طلبی مقصود نہ ہو کہ یہ ہلاکت وتباہی ہے اولیاء کاملین کا بادشاہوں سے قریب ہونے کا واحد مقصد یہی رہا ہے کہ اس کے ذریعے دین حق کا نفاذ ہو اور کمزروں کو ظلم سے نجات اور انصاف ملے اور ظالم ظلم سے باز رہیں۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں جب سلطان ابراہیم شرقی حاضر ہوئے اور حضرت مخدوم کے ہاتھوں پر بیعت کی حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کو عدل وانصاف قائم کرنے کا

حکم فرمایا۔ان کے حقوق کی نگرانی ان کے جان ومال عزت وآبرو کی حفاظت کی نصیحت کی یہ بھی اللہ کی عبادت ہے اور سلوک الی اللہ کی قسم ہے۔

قال الاشرف، اَلارَادَۃُ وَھِیَ دَاعِیَۃٌ مُختَلِفَۃٌ فِی الصُّدُوْرِ مُقَدَّمَۃٌ عَلَی الْاَفْعَالِ۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ارادت لوگوں کے سینوں میں مختلف قسم کا داعیہ ہے یہ افعال پر مقدم ہے۔

جب پروردگار عالم اپنے فضل اور کرم سے کسی کو نوازتا ہے اور رحمت کی نظر سے اس شخص کی جانب توجہ فرماتا ہے تو پھر ایسے انسان کے دل میں ارادت کا خیال پیدا ہوتا ہے اور اس کے دل میں مرید ہونے کی خواہش بیدار ہوتی ہے۔اور وہ انسان آخرت کی فکر میں لگ جاتا ہے اور یہی فکر اسے کسی مرشد کامل کی بارگاہ تک پہونچاتی ہے۔

اگر چہ آج کے مادہ پرستی کے دور میں ایسے لوگ شاذ ونادر ہی پائے جاتے ہیں جن کے دل میں خدارسی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے یقیناً ایسے جذبہ کا بیدار ہونا بادر رحمت الٰہی کے دلآویز جھونکے کا ہی نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے۔

بیعت وارادت حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ سے آج تک مشائخ سے منقول ہے اور ایک بزرگ کا دوسرے بزرگ تک سلسلہ بہ سلسہ چلا آرہا ہے لہذا اولیٰ وانسب یہی ہے کہ ارادت کا تعلق ایسی ذات سے قائم کیا جائے جو خدارسیدہ ہو اور بارگاہ الٰہی میں برگزیدہ ہو۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا اولیا

روزگار اور اصفیاء زمانہ سے بیعت وارادت کے ذریعے مستفید ہونے کے لئے یہ آیت اصل بنیاد ہے۔

یاایُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو، تفسیر قیامی میں ہے کہ اَلْوَسِیْلَۃُ اِلَی اللّٰہ کے معنی مشائخ اور فقراء کا تقرب ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَجْلِسَ مَعَ الْاَنْبِیَاءِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ الْعُلَمَاءِ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ الْفُقَرَاءِ۔ جو یہ چاہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی مجلس میں بیٹھے تو اسے چاہئے علماء کے پاس بیٹھے اور جو خدا کے ساتھ بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ فقراء کے ساتھ بیٹھے حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا مشائخ کے واسطوں کا سلسلہ حضور سید عالم ﷺ تک ہمارے زمانے میں بہت طویل ہے اور اس طویل ہونے کی وجہ سے راہ سلوک وطریقت اور زیادہ روشن ہوگئی ہے اور اس کے فوائد زیادہ ہوگئے۔

حضرت اخی علی مصری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کے سلسلے کے درمیان واسطے جتنے زیادہ ہوں گے معتبر ہونے کی دلیل ہے اور مشائخ کے سلسلے میں وسائط جتنا زیادہ ہوں گے اتنا ہی وہ بہتر ہے۔

بچوں کی بیعت کے سلسلے میں حضرت مخدوم قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر باپ اپنے بچوں کو جس شیخ سے چاہیں مرید کرا دیں ایسی ارادت وبیعت جائز ہے۔

حضرت قدوہ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ بعض مشائخ روزگار صوفی صافی

کردار صاحب ہمت جوانمرد کی بیعت لیتے ہیں جو صالح و نیک ہوں اس کی بیعت لیتے ہیں لیکن اس فقیر کا خیال یہ ہے کہ ہر رذیل، شریف اور ادنیٰ اعلیٰ سے وہ کسی طبقہ سے ہوں مشائخ اسے اپنی بیعت میں قبول کرلیں اور وہ لوگ جو توبہ کرنا چاہتے ہیں اسے بھی بیعت کرلیں، مشائخ کرام اللہ تعالیٰ کی صفت غفار کے مظہر ہیں اسی طرح ان کی صفت ستاری عیب پوشی ہے لہذا جو شخص مہربانی اور رحمت حق کو بدکاروں گنہگاروں سے دور رکھتا ہے وہ منصب مشیخت کے ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ۔

عورتوں کی بیعت بھی بزرگوں نے لیا ہے۔ عورتوں کو مرید کرتے وقت نماز، روزہ کی تاکید کرنی چاہئے اور شوہر کی رضاجوئی کی ترغیب دینا چاہئے تاکہ عورت اپنے شوہر کی فرمانبرداری کریں۔ اور زیب و زینت کے ساتھ اچھے الفاظ میں خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کریں۔ شوہر کی دلجوئی ایک ایسی عبادت ہے کہ کوئی ورد اور وظیفہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔

آپ نے مرید کے لئے چار چیزیں شرط قرار دیں کہ اگر اس میں یہ پائی جائیں تو وہ حقیقۃً مرید ہے وہ چار یہ ہیں۔

(۱) مرض و صحت دونوں اس کے نزدیک برابر ہوں دونوں حالت میں اللہ سے راضی رہے۔

(۲) محتاجی اور مالداری دونوں اس کی نظر میں برابر ہوں۔

(۳) مخلوق کی تعریف یا برائی دونوں اپنے لئے برابر جانے۔

(۴) جنت ودوزخ دونوں اس کے نزدیک برابر ہو۔

مخدوم بہار حضرت شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص مرید حق ہے وہ دنیا کو ترک کردیتا ہے اور آخرت پر قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ سوائے مراد ومقصود کے جو کچھ اس کے آگے آتا ہے سب کو اپنی راہ کا زنار وبُت سمجھتا ہے جیسا کہ۔ ایک بزرگ سے سوال کیا گیا مَا الطَّاغُوتُ فَقَالَ مَاشَغَلَکَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوتُکَ جو چیز تم کو حق کی طرف سے روکے اور اپنی طرف متوجہ کرے وہی اس راہ میں بت ہے۔ مرید کو چاہئے کہ کمر ہمت جان جی دھوکر باندھے اور مردانہ وار دین کی راہ میں قدم رکھے اور کسی مہربان ومشفق کی اقتداء کرے تاکہ وہ پیر سلوک راہ طریقت میں اس کی مدد کرتا رہے اور اس کو منزل کی آفت سے خبر دیتا رہے۔

آج فی زمانا توبہ کرنے والا جب توبہ کرنے کی غرض سے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرے تو یہ نیت وارادہ ہو کہ وہ دین پر مضبوطی سے قائم رہے گا اپنے دین وایمان کو بچانے کے لئے ہر حال سے گذر جانے کی ہمت اپنے اندر رکھے۔ آج ایمان کا بچالیجانا ہی ولایت اور کامیابی ہے۔

جب قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ ظفرآباد میں قیام پذیر تھے وہاں جامع مسجد ظفر خاں میں حضرت شیخ چراغ ہند اور حضرت قدوۃ الکبریٰ سے ملاقات ہوئی یہ حضرات وہاں تشریف فرما تھے کہ وہاں ڈاکوؤں کی ایک جماعت آئی یہ مشہور زمانہ ڈاکو تھے انہوں نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سامنے ارادت ہونے کی درخواست کی اور بہت مصر ہوئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے از راہ انکسار حاجی چراغ ہند سے فرمایا

کہ آپ ان لوگوں کو مرید کرلیں انہوں نے فرمایا ارادت نام ہے توبہ کا اور یہ لوگ توبہ کرتے نہیں پس کیسے ارادت میں داخل ہو سکتے ہیں بہت اصرار کے باوجود بھی وہ راضی نہ ہوئے۔ تو حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا ہم جوانمرد لوگ ہیں اور سائل کو اپنے دروازے سے ناامید واپس نہیں کرتے آپ نے ان لوگوں سے کہا آگے آؤ وہ آگے بڑھے اور آپ نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جیسے ہی ان کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں آیا ان پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ توبہ استغفار کرنے لگے۔ آپ نے ان کو توبہ کرائی ان کے سروں پر ٹوپی رکھی بال تراشا، بیعت کی برکت سے ان کو سلوک کی توفیق ہوئی اور وہ سب زمانے کے مشہور بزرگان طریقت ہوئے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا ہم اس وقت تک کسی کو مرید نہیں کرتے جب تک لوح محفوظ میں اپنے مریدوں کی فہرست میں ان کا نام نہیں دیکھ لیتے، اور کسی کے ہاتھ میں اس وقت اپنا ہاتھ نہیں دیتے جب تک مغفورین میں ان کا نام لکھا ہوا نہیں پاتے۔

قال الاشرف، السلوک ھو الخروج عن صفات البشرية والدخول فی مقامات العلية۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ علیہ نے فرمایا، سلوک یہ ہے کہ طالب کا صفات بشریہ سے نکلنا اور مقامات علیہ میں داخل ہونا ہے۔

سلوک صوفیاء کرام میں ہر گروہ کے طریقے الگ الگ ہیں مقصود ہر ایک کے سلوک کا ایک ہی ہے وہ ہے صفات الٰہیہ سے متصف ہونا اللہ تک پہونچنا۔

حضرت عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ نے حضرت مخدوم سے عرض کیا مشائخ کے اقوال ہیں الطُّرُقُ الی اللّٰہِ بعَدَ دِ انفاسِ الْخَلَائِقُ اللہ تک پہونچنے کے راستے مخلوق کی سانسوں کے برابر ہیں۔ اور ایک بزرگ نے فرمایا حق تعالیٰ کا راستہ نہ شرق میں ہے نہ غرب میں، نہ عرب میں نہ عجم میں۔ بلکہ بندہ کے دل میں ہے بظاہر دونوں باتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے ایک قول سے غیر محدود اور ایک سے محدود ہے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے جواب ارشاد فرمایا۔ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنفَاسِ الْخَلایِقِ سے راستہ کی کثرت مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد حق کا پانا ہے۔ ہر سالک کو ہر سانس میں اللہ کی صنعتوں اور غیر متناہی ایجادوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا میں نے ہر شئی میں اللہ کا مشاہدہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ ہر مصنوع ایک راہ کی طرح ہے جو صانع کی طرف اس کا رخ ہے۔

ہر شئی میں ایک نشانی ہے جو اس بات کی جانب رہنمائی کر رہی ہے خدا ایک ہے، حق تعالیٰ تک پہونچنے اور حق سے ملنے کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے۔ جیسے جسم سے جسم کا ملنا یا عرض کا عرض سے، یا جوہر کا جوہر سے، یا علم کا معلوم سے، یا عقل کا معقول سے، یا شی کا شئی سے ملنا ہوتا ہے، تَعَالیٰ اللّٰہ عَنْ ذَالِکَ عُلُوًّا کَبِیرًا (اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے)

اگر چہ کہ مشائخ اور علماء کے درمیان وصول الی اللہ ہی بولا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ملنے کا مفہوم یہ ہے کہ ما سوا اللہ سب سے انقطاع اور دوری ہو، قلب و روح جتنا حق تعالیٰ سے مشغول ہو حق سے قریب اور اتصال ہے۔ جس قدر غیر حق سے فراغت

ہوگی اتنا ہی تقرب ہوگا حق کے ساتھ مشغولیت اتصال ہے نزدیکی ہے اور غیر حق کے ساتھ مشغولیت اللہ سے جدائی اور دوری ہے، دنیا سے جدائی عقبی سے اتصال ہے اور دنیا و عقبی سے جدائی اللہ تعالیٰ سے اتصال اور قربت ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ارشاد فرمایا۔ مراتب ظہور ونزول میں آخری مرتبہ، مرتبۂ انسان ہے، تمام مشائخ کے طریقۂ سلوک کے مشارب دو کے درمیان ہی دائر ہیں۔

سلوک سلسلۂ تربیت، دوسرا سلوک وجہ خاص۔ انسان جو آخری مرتبہ ہے اسے عروج کی آخری منزل تک پہونچنے کے لئے پیر کامل کا دامن پکڑنا چاہئے۔

جس کے اندر پانچ خصوصیت پائی جائے۔ اول عبدیت خاص سے مخصوص ہو۔

دوسرا براہ راست حق کی عطاء کے قبول کرنے کا استحقاق ہو۔

تیسرے مقام عندیت سے رحمت خاص پانے کی خصوصیت ہو۔

چوتھے حق تعالیٰ سے علوم سیکھنے کا شرف حاصل ہو۔ پانچویں علوم لدنی کی دولت حاصل ہو ایسے پیر کا دامن مضبوط پکڑے، اور اس کی کامل اتباع کرے۔

پیر کے لئے لازم ہے کہ مرید کو علوم شرعیہ جس کی اصلی ضرورت ہے سکھائے تاکہ وہ سنت رسول اللہ ﷺ پر صحیح طریقہ سے عمل کر سکے اور سید عالم ﷺ کے قدم بقدم اپنی زندگی گذارے اس لئے کہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر سالک اپنے رب تک پہونچتا ہے اس راہ میں ذرا بھی کجی ہوئی تو منزل مقصود پانا ممکن نہیں ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا جس نے ایک ساعت کے لئے سنت ترک کردیا وہ ہلاک ہوگیا۔

دوسرے بعض عقاید صوفیہ اجمالاً مرید کو سکھائے اس کے بعد مناسب حال جو اشغال ہوں اس میں مشغول کرے۔ جس سے اسے مرتبہ بمرتبہ عروج حاصل ہو ناسوت سے ملکوت کی جانب ملکوت سے جبروت کی جانب، اور جبروت سے لاہوت کی جانب، اور لاہوت سے ہاہوت کی جانب ہر مرتبہ میں بے شمار منازل اور مقامات ہیں۔

سلوک سلسلہ تربیت سے منزل مقصود پانے کے لئے سالکوں کو چالیس سال یا اس سے زائد لگے ہیں اور سلوک وجہ خاص سے اگر شیخ کامل کا مکمل تعاون اور خاص توجہ وعنایت شامل ہو جائے تو ایک ہفتہ ایک ماہ میں بھی منزل مقصود پاسکتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ اللہ کا فضل جسے چاہے عطاء کر دیتا ہے۔

وصول الی اللہ کے چار راستے ہیں۔ ذکر فکر یعنی مراقبہ تلاوت قرآن کریم اور کامل ومکمل مرشد کی صحبت، ان چاروں طریقوں میں سب سے افضل طریقہ مرشد کی صحبت ہے اور یہ اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ حضرت سید شاہ عبد الطیف قادری قدس سرہ فرماتے ہیں سلوک الی اللہ کی تین شکلیں ہیں۔ اول ریاضت ومجاہدہ۔ دوسرے مراقبہ۔ تیسرے تفکر۔ تفکر کی اول صورت یہ ہے کہ موجودات ممکنہ اسماء وصفات الٰہی کے مظاہر اور اس کی صورتیں ہیں اور اسماء وصفات میں جس شئی کی جیسی قابلیت تھی اس کے مطابق اس شئی کا ظہور ہوا۔ اس لئے موجودات کو کثیر آئینے فرض کرو اور جو کچھ تم ان آئینوں میں دیکھتے ہو خواہ محسوسات میں ہوں یا معقولات میں ہوں جنہیں تم اپنی آنکھ کان، وغیرہ سے دیکھتے اور محسوس کرتے ہو یا عقل کے ذریعہ ان کے وجود کا ادراک

کرتے ہو ان سب کو حق تعالیٰ کے اسماء وصفات کی صورتیں سمجھو، (تا کہ اہل کشف ہو جاؤ)

تفکر کی دوسری صورت یہ ہے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ سمجھو اس میں حق کا مشاہدہ کرو کہ وہ اپنے تمام اسماء وصفات سے اس میں موجود ہے، تا کہ اہل مشاہدہ ہو جاؤ۔

تفکر کی تیسری صورت جو اس سے زیادہ بلند ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح ملاحظہ کرو کہ تمام عالم کو تم دیکھ رہے ہو اور اس کو جانتے ہو اور تمہاری ذات سب کو احاطہ کیئے ہوئے ہے اور تمہاری ذات کے اندر سب مرتسم ہیں اب خود تمہاری ذات آئینہ ہوئی ان تمام اشیاء کا جو کائنات میں ہیں پہلے تم حق کا مشاہدہ غیر خود میں کیا تھا اب تم نے حق کا مشاہدہ خود میں کیا۔

چوتھی صورت تفکر کی اس سے بھی بلند یہ ہے کہ اب یہ ملاحظہ کرو کہ ممکنات اپنی ذات سے غیر موجود ہیں یعنی ان کا وجود ہی نہیں ہے اور تمام صورتوں کو دیکھو کہ صرف حق کی صفات کی تجلی کے مظاہر ہیں اور حق ہی سے سب قائم ہیں۔ تو اب یہ سب حق ہی کا کمال و جمال ہیں جنہیں تم حق ہی میں مشاہدہ کر رہے ہو۔

پانچویں صورت تفکر کی اس سے بھی بلند تر ہے اور یہ ہے کہ اپنی ذات کے پردے کو درمیان سے ہٹا دو یعنی تمہیں اپنے وجود کا بھی ادراک نہ رہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں شاہد و مشہود ایک ہو جاتے ہیں (شہود کی یہ کیفیت لمحاتی ہے)

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔

سلوک الی اللہ تعالیٰ عبارت از طلب حضور اوست نزد خود چوں اوتعالیٰ از

جسمیت ولوازم آں پاک است حضور اوبیکی از سہ طریق میسر می تواند شد،

اول تصور کہ آں رادر عرف شرع تفکر گویند ودر اصطلاح اہل سلوک مراقبہ ونگرانی نامند، دویم ذکر، سویم تلاوت کلام اوتعالیٰ۔

سلوک الی اللہ اپنے نزدیک اس کے حضور کی طلب کا نام ہے چونکہ اللہ تعالیٰ جسم اوراس کے لوازم سے پاک ہے لہذا اس کا حضور تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے میسر آئے گا۔

پہلا تصور ہے جس کو عرف شرع میں تفکر کہتے ہیں اور اہل سلوک کی اصطلاح میں مراقبہ ونگرانی کہتے ہیں دوسرا ذکر ہے تیسرا کلام اللہ کی تلاوت ہے۔

قال الاشرف، اَلذِّکْرُ عِبَارَۃٌ عَنِ الْمُدَوامَۃِ عَلٰی الْکَلِمَۃِ الطَّیِّبَۃِ۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا ذکر نام ہے کلمہ طیبہ ہمیشہ پابندی سے پڑھتے رہنے کا قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَاذْکُرُ اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو اس امید سے کہ تم کو کامیابی ملے۔ دین ودنیا کی ہر کامیابی کی ضمانت اللہ کا ذکر ہے کثرت ذکر یہ ہے کہ کسی وقت بھی انسان اللہ کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل نہ رہے صوفیاء کرام کے نزدیک کوئی سانس باہر اور اندر جانے والی اللہ کے ذکر سے خالی نہ رہے، صوفیاء کرام کے نزدیک غفلت موت ہے یہی وجہ ہے کہ صوفیاء نقشبندی جب مریدوں کو ذکر کی تقلین کرتے ہیں تو یہ اصطلاح بھی ان کے ذہن نشیں کر دیا جاتا ہے ہوش دردم'' (یعنی کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو کوئی سانس غفلت میں نہ نکلے) نسبت داشت، یعنی قلب کا

تعلق جب رب تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو جائے تو اس نسبت اور ربط سے پلک جھپکنے کے برابر بھی غفلت نہ ہونے پائے۔

کلمہ طیبہ کا ورد و ذکر انسان کے اندر سے تمام کثافت کو ختم کر دیتا ہے اور حجابات اٹھ جاتے ہیں بشری تقاضے آہستہ آہستہ ختم ہو جاتے ہیں، اور یہ عنصری جسم لطیف سے لطیف تر ہو جاتا ہے یہانتک کہ اس کا قلب آئینہ ہو جاتا ہے، جس میں وہ اپنے یار کا مشاہدہ کرتا ہے کثرت ذکر یہ ہے کہ آدمی اتنا ذکر کرے کہ اللہ کا ذکر اس کی عادت اور ملکہ ہو جائے غیر اختیاری طور پر اس کی زبان سے جاری رہے۔

حدیث میں ہے کہ اللہ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں کہیں، حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر عشق الٰہی کے میخانہ کی شراب ہے، آب رواں اور کبھی نہ ختم ہونے والا چشمہ کا پانی ہے۔ جو پوشیدہ طریقہ سے پیاسے کے حلق میں پہونچتا ہے کونین کا مقصود کائنات کا وجود اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسی شراب اور اسی پانی کے ایک گھونٹ کا اثر ہے جب انسان کے وجود میں اتر جاتا ہے تو اس کا دل انتہائی مستی اور ذوق سرخوشی اور شوق سے جمال الٰہی کی طلب میں مشغول ہو جاتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ کلمۂ لا الہ الا اللہ کی ظاہری اور باطنی خصوصیات ہیں، ظاہری یعنی شرعی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا افضل الذکر لا الہ الا اللہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور باطنی اور عرفانی خصوصیت یہ ہے کہ **الیہ یصعد الکلم الطیب** اس کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتا ہے وہ کلمہ طیب

لا الہ الا اللہ ہے۔ یہ کلمہ بارگاہ رب تک چڑھتا ہے اس ذکر کی خصوصیت یہ ہے کہ کسی وقت کے ساتھ پابندی نہیں ہے۔ نہ کسی حالت کے ساتھ معین ہے بلکہ ہمہ وقت اور ہر حال میں ذکر جاری رہے۔ جیسا کہ قرآن ناطق ہے۔ اَلَّذِینَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًاوَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔ جو اللہ کا ذکر کھڑے، اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کے ذکر کے مقابلے میں اپنے ذکر کا وعدہ فرمایا ہے۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا یہ خصوصیت صرف امت محمد یہ ﷺ کو عطاء ہوئی ہے کسی امت کو یہ چیز نہیں ملی ہے۔

حضرت خواجہ عبداللہ سہل تسری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کا ثواب دیدار الٰہی ہے جنت تو عمل کا ثواب ہے۔ اس کلمہ کی عظمت یہ ہے کہ جب کافر لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو یہ کلمہ اسے کفر کی تاریکی سے نکال دیتا ہے اور اس کے دل میں نور توحید پیدا کر دیتا ہے اسے ثبات عطاء کرتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ جو کوئی کلمہ لا الہ الا اللہ کو مردہ یا زندہ کی نجات و بخشش کے لئے پڑھے تو اس کو ضرور نجات حاصل ہوگی۔ جیسا کہ حدیث ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا جس کو ۷۰۰۰۰ ستر ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھ کر بخشد یا جائے اللہ تعالیٰ اس سے عذاب اٹھالیتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

حضرت مخدوم سید شرف الدین مخدوم بہار قدس سرہ نے فرمایا اس کلمہ کو لازم کرلو کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی حمایت میں اپنی جائے پناہ بنالو۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا لا الہ الا اللہ حِصْنِی فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ۔ لا الہ الا

اللہ میرا حصار ہے جو شخص میرے حصار میں آ گیا میرے عتاب وعذاب سے محفوظ ہو گیا اس میں شک نہیں کہ جب تک مرید منزل مقصود تک نہیں پہونچتا ہے ہمہ قسم کا خوف اور راہزنوں کا کھٹکا لگا رہتا ہے اگر ایسے محفوظ حصار میں آ گیا تو وہ بے خوف ہو گیا۔

دوسری حدیث ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا، اِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَقُولُ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَلَّ صَدَقَ عَبْدِىْ اَنَا اللّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَا اَشْهَدُ يَا مَلَائِكَتِى اِنِّى قَدْغَفَرْتُ بِصِدْقٍ مَاقَالَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه ۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو خداوند قدس فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا واقعی میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اے فرشتو تم گواہ رہو اس بندے کے سچ کہنے کی وجہ سے ہم نے اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جب دل ذاکر ہو اور زبان خاموش ہو یہی مرتبہ حقیقت ذکر کا ہے اور یہ ذکر کا انتہائی مقام ہے اس وقت دل کی آواز اسی طرح سنی جاتی ہے جس طرح زبان کی آواز" دل زبان ہو جاتا ہے اور زبان دل ہو جاتی ہے حضرت مخدوم جہانگیر فرماتے تھے کہ جب بندہ صدق نیت سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو عرش جنبش کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔

قال الاشرف، التفکر ھو الاخراج عن الباطل والاندراج فی الحق الکامل۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ باطل سے نکلنا اور کامل حق میں مندرج ہونا تفکر ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ کوئی عبادت تفکر سے بالاتر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس عظیم نعمت سے تمام مخلوق پر مختار فرمایا ہے یہ انسان کے اندر اعلیٰ ترین جوہر ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ای برادر تو ہمیں اندیشہ☆ مابقی تو استخواں وریشہ

اے بھائی تو سراپا تفکر ہے اندیشہ ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ محض ہڈیاں رگیں اور پٹھے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اندیشہ گل کنی گل باشی ☆ اندیشہ کل کنی کل باشئی

تو اگر یہ تفکر کرے کہ تو پھول ہے تو واقعی پھول ہے۔ اور اگر تو یہ تفکر کرے کہ تو کل ہے تو واقعی کل ہے بزرگوں نے فرمایا تم وہی ہو جو تم سوچتے ہو۔

صوفیہ کرام کے نزدیک اس کے چند مراتب ہیں۔ جب مقدمات علوم میں سالک غور وفکر کرے تو اسے تذکر کہتے ہیں اور اس مقام سے ترقی کر کے بلند مقام کی جانب پہونچے تو فکرت ہے اور فکرت سے جو کچھ حاصل ہو تو وہ تفکر ہے۔

حدیث میں آیا ہے۔ **قال صلی اللہ علیہ وسلم تفکر ساعة خیر من عبادة سنة۔**

اول تھوڑی دیر تفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ مبتدی کا تفکر کرنا ظاہری گناہوں اور باطنی برائیوں کے اندر تا کہ مافات کا تدارک ہو سکے یعنی کھوئی چیز

کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔

دوم تفکر ساعة خیر من عبادة ستین سنة ۔تھوڑی دیر کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

یہ متوسط کے لئے ہے کہ اپنے وجود کے گناہوں اور اپنے احوال اور شعور کے اندر نظر کرے اور اس سے خود کو باز رکھے یہ ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

سوم تفکر ساعةٍ خیر مِنْ عِبَادَةِ الثَّقْلَیْن تھوڑی دیر کا تفکر جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ منتہی کے لئے ہے جو مقام خلافت اور نیابت میں قیام کئے ہوئے ہے اور تجلیات الٰہی وکونی جو اس کی ظاہری و باطنی حرکتیں ہیں اس میں غور وفکر جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہٗ نے فرمایا فقیر کے نزدیک پہلا اشارہ تذکر سے توحید افعال کی جانب ہے اور دوسرا اشارہ دلالت فکرت توحید صفات پر ہے اور تیسرا اشارہ حصول تفکر توحید ذات کی طرف ہے کہ اس میں فنا ہو جانے کی طرف ہے افعال وصفات کے ساتھ اس لئے کہ سالک کا حصول کار اور وصول آثار صرف تفکر نہیں ہے۔ بلکہ تفکر کا نتیجہ کچھ اور ہی چیز ہے اور وہ غیبت وجود ہے۔ یعنی اپنے وجود سے غافل وغائب ہو جانا تفکر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات ہی میں ہو سکتے ہیں ذات الٰہی میں تفکر ممکن نہیں بلکہ ممتنع اور محال ہے۔ وہاں صرف تحیر وحیرت اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

حضرت مخدوم اشرفؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ سب سے بہتر نعمت جو انسان

کے دل میں رکھی گئی ہے اور عظیم ترین دولت جس کی طرف لوگوں کو رغبت دلائی گئی ہے وہ تفکر ہے۔

قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے صاحب فکر اور صاحب ذکر کو شرف خطاب سے نوازا ہے چند مقامات پر یاددھانی کرائی گئی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔

جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں وہ غور وفکر کرتے ہیں کہتے ہیں اے رب ہمارے یہ سب تو نے بیکار نہیں پیدا کیا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا۔

زہی کز فکر یوی در جلادت ☆ ہزاراں سال ندید از عبادت

کیا ہی عمدہ ہے یہ سرمایہ جس کی بدولت فکر کو توانائی حاصل ہوا یسی توانائی جو ہزاروں سال کی عبادت سے بھی نہیں آسکتی ہے۔

از اں فرمودن فرخندہ افعال ☆ کہ فکرت ساعت وسبعین الف سال

یہی وجہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ساعت کی فکر ستر ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔

زہی بہر تفکر تیز رفتار ☆ کہ او را نیست ہر دہ بحر وکہسار

سبحان اللہ تفکر کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ دریا و پہاڑ کوئی اس کے لئے

رکاوٹ نہیں ہو سکتے۔

اشرف ازفکر یابد بہرہ سالک ☆ شود بر گردش افلاک مالک

اے اشرف سالک اگر فکر سے بہرہ ور ہے تو یقیناً گردش افلاک کا مالک بن جائے گا۔

قال الاشرف، اَلْمُشَاهِدَةُ هِیَ مَعَائِنَةُ الْوَجُودِ فِیْ مِرْأةِ رُؤْیَةِ الْمَقْصُودِ بِعَیْنِ الْیَقِیْنِ الْمَفْقُوْدِ۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ وجود کا مراتب وجود میں معائنہ کرنا اور یقین کی آنکھوں سے مقصود کا دیکھنا مشاہدہ ہے۔

رویت باری کا مسئلہ ہر دور میں جہاں علماء کے درمیان مختلف فیہ رہا وہاں صوفیاء کے درمیان بھی اختلاف رہا ہے اور آج بھی اس کی یہی صورت ہے۔

اَجْمَعُوا اَنَّهُ لَایُریٰ فِی الدُّنّیَا لَابِالْاَبْصَارِ وَلَا بِالْقُلُوبِ

علماء اہلسنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ دنیا میں اس کا دیدار نہیں ہوسکتا ہے نہ آنکھوں سے ہوسکتا ہے نہ دل سے ہوسکتا ہے۔

حضرت قدوہ الکبریٰ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کہ بعض مشائخ نے مشاہدہ، وصول، رویت اور یقین کو الفاظ مترادف (یعنی معنی ایک ہیں لیکن الفاظ مختلف ہیں) کہا ہے کہ لیکن محققین صوفیاء نے مشاہدہ وصول اور رویت میں فرق بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ مختلف ہیں اور فرمایا کہ مشاہدہ اور وصول کا تعلق اس جہاں فانی سے ہے اور رویت دار آخرت میں اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

حضرات صوفیاء اور مشائخ کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں میں حق تعالیٰ کا دیدار تمام مومنین و مومنات کے لئے آیات قرآنی، احادیث کریمہ اقوال صحابہ مشائخ اخص الخواص کے اقوال سے جائز ہے۔

فرق یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو آخرت میں چشم سر سے دیدار نصیب ہوگا۔ اور خاص بندے اولیاء کرام دیدۂ دل سے دنیا میں مشاہدہ کریں گے لیکن یہ مشاہدہ کیفیت وغیرہ سے پاک ہے۔

اور اخص الخاص حالت خواب اور مراقبہ میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ ابراہیم نے فرمایا میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو ایک سو بیس بار دیکھا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اللہ کو دیکھنے کے بارے میں روایت آئی ہے کے ایک ہزار بار دیکھا ہے۔

اور امام حنبل نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا تو میں نے اپنے رب سے سوال کیا سب سے افضل عبادت کیا ہے تو جواب ملا قرآن کی تلاوت افضل عبادت ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر شبلی قدس سرہ سے ایک شخص نے سوال کیا وصل کیا ہے آپ نے فرمایا دوخواہشات کو دور کردے وصل ہوجائے گا۔

پھر سوال کیا دوخواہشات کیا ہیں آپ نے فرمایا ایک ذرہ تمہارے سامنے

کھڑا ہے وہ تمہارے لئے خدا سے حجاب ہے۔ پھر سائل نے دریافت کیا ذرہ کیا ہے۔

آپ نے فرمایا دنیا و آخرت یہ ذرہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مِنکُم مَن یُّرِیدُ الدُّنیا وَمِنکُم مَن یُّرِیدُ الاٰخِرَۃ تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے اور کوئی آخرت چاہتا ہے ان میں اللہ کا طالب کون ہے۔ حضرت شبلی نے پھر فرمایا۔

اِذا قُلتَ اللّٰہ فَھُوَ اللّٰہ وَاِذا سَکتَّ فَھُوَ اللّٰہ یامَنْ ھو لاھو سبحانه وحده لاشریک له۔

جب تو نے کہا اللہ تو وہ اللہ ہی ہے اور جب تو خاموش رہا تو اللہ ہی ہے اے وہ ذات جس کے سوا کچھ نہیں وہ اکیلا اور شرک سے پاک ہے۔ یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو گئے۔

حضرت امام ابوبکر قحطی فرماتے ہیں۔

رَأیتُ رَبَّ العزّۃ عَلٰی صُورَۃِ النَّبِیِ الْاُمِّیِ ۔ میں نے خدا کو نبی امی کی صورت میں دیکھا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں، سَتَرُوْنَ رَبَّکُم یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَمَاتَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عنقریب قیامت کے دن تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کا چاند دیکھتے ہو۔

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ رویت تین طرح کی ہے یقین، مشاہدہ اور عیانی یقین یہ جملہ مومنین کو حاصل ہے کہ ہر ایک جانتا ہے کہ حق تعالیٰ کی رویت حقیقی ہے اور ہم اس کا دیدار کریں گے۔ اور مشاہدہ یہ خواص کے ساتھ مخصوص ہے وہ حق تعالیٰ کا دیدار

دنیا میں بھی دل کی آنکھوں سے کرتے ہیں اور عیانی کل قیامت کے دن سر کی آنکھوں سے اس کا دیدار کریں گے۔ صوفیاء محققین کے نزدیک تجلی حق بے صورت ممکن نہیں اور عروس معنوی کا مشاہدہ بے نقاب صوری کے واقع نہ ہوگا لہذا شیخ سے بڑھ کر کون تجلی ہوگی کہ مرید اس صورت میں لذت مشاہدہ پائے گا حضرت شمس الدین بلخی فرماتے تے اگر کل حق تعالیٰ شرف الدین کی صورت میں تجلی نہیں فرمائے گا، تو ہرگز میں اس کی طرف التفات نہ کرونگا

اگر فردا نہ بینم صورت دوست

اگر قیامت کے دن دوست کی صورت نہ دیکھی مجھے کیا

چہ کار آید مرا اگر صورت اوست

کام دے گی اگرچہ اسی کی صورت ہو

قال الاشرف، رُؤيَةُ الْمَشَائخِ عِبادَةٌ لِوفَاتِ هٰذِهِ الْعِبادَةُ لَيْسَ لَهَا وَقْتُ الْقَضاء۔

حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مشائخ کا دیدار ایسی عبادت ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس عبادت کی قضاء ادا کرنے کا وقت نہیں ہے۔

حضرات صوفیاء کرام کے نزدیک مشائخ کی زیارت ایک بڑی نسبت ہے اور ایک بلند مقام ہے مشائخ کرام کے دیدار کو غنیمت سمجھنا چاہئے کہ اگر بزرگوں کے دیدار کا موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر اس کو نہیں پا سکتا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ کوئی شخص گناہ کبیرہ کا

ارتکاب کرتا ہو اور صغیرہ سے بھی نہیں بچتا ہو اس کے باوجود اس پر کسی درویش کی کیمیاء اثر نگاہ پڑ جائے تو بہت جلد اس کو گناہوں کے بھنور سے نکال کر توبہ کے ساحل پر پہونچا دے گا۔

آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شیخ عیسیٰ میاد یمنی ایک بازاری عورت کے پاس سے گذرے آپ نے اس سے فرمایا کہ میں عشاء کی نماز کے بعد تیسرے پاس آؤنگا یہ سنکر وہ بہت خوش ہوئی اور خود کو خوب بناؤ سنگار کیا اور عمدہ لباس پہن کر بیٹھی نماز عشاء کے بعد شیخ عیسیٰ اس کے یہاں پہونچے اور اس کے گھر میں دو رکعت نماز ادا کر کے باہر نکل آئے اسی وقت اس عورت کی حالت دگرگوں ہوگئی آلات فسق وفجور توڑ کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور سارا مال ومتاع خیرات کر دیا اور آپ نے اس خاتون کا نکاح اپنے ایک مرید سے کر دیا اور اس مرید سے کہا کہ دعوت ولیمہ کرو اور اس میں عصیدہ پکاؤ اور اس کے لئے روغن خرید کر لاؤ وہاں کا ایک رئیس جو اس عورت پر مائل تھا سن کر تعجب کیا اس نے جب یہ سنا کہ ایک درویش سے نکاح کر دیا گیا ہے اور دعوت ولیمہ کے لئے عصیدہ پکانے کہا ہے تو اس نے مذاق کی غرض سے دو بوتل شراب کی شیخ کے پاس روانہ کر دیا کہ یہ عصیدہ کے لئے روغن ہے حضرت شیخ نے وہ دونوں بوتل عصیدہ میں ڈلوا دیا، اور شراب لانے والے سے کہا تم بھی کھا کر جاؤ عصیدہ میں پڑا ہوا روغن اتنا لذیذ تھا کہ اس سے پہلے اس نے کبھی نہیں کھایا تھا، امیر کو جب اس کرامت کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے بھی آ کر شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ فرائض وواجبات کے بعد سالک کے لئے مشائخ کا دیداران کی ملاقات بہت اہم ہے ان اولیاء کرام کی خدمت میں اپنی گرانمایہ عمر کو صرف کرے اس لئے کہ ان کی ملاقات سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ بہت سے چلوں اور زبردست مجاہدوں سے بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔

خاص کر اپنے پیرومرشد کی نگاہ لطف وکرم مرید کے لئے اکسیر دولت ہے۔ نہیں معلوم کس وقت پیر کی نگاہ اکسیر سے مرید اکسیر بن جائے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ جس نے بہت سے مشائخ کی زیارت کی ہے وہ کم زیارت کرنے والوں سے افضل اور برتر ہے۔ نیز حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ صوفیاء کرام کے لئے سب سے عظیم نسبت مشائخ کا دیدار اوران کی صحبت ہے پیروں کا دیدار صوفیاء کرام کے فرائض میں سے ہے۔ مشائخ کے دیدار سے جو حاصل ہوتا ہے وہ کسی چیز سے نہیں حاصل ہوتا کسی کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ اس نے فلاں بزرگ کی زیارت کی ہے یا فلاں بزرگ کی صحبت اٹھائی ہے یقیناً وہ شخص محترم اور بڑا ہے۔ مشائخ کا دیدار نعمت غیر مترقبہ ہے کہ اگر ان کے دیدار کا موقع میسر ہونے پر اگر کوئی ان کا دیدار نہ کرسکا اور موقع گنوادیا تو یقیناً وہ پھر یہ نعمت نہیں پاسکتا۔

حضرت مخدوم بہار قدس سرہ نے فرمایا مرید کے لئے صحبت ایک بڑی اہم چیز ہے اور طبیعتوں میں صحبت کی غیر معمولی تاثیر ہوا کرتی ہے یہاں تک کہ باز جو ایک پرندہ ہے آدمی کی صحبت میں دانا ہوجاتا ہے اور طوطا بولنے لگتا ہے تربیت سے گھوڑے

انسان کی صحبت میں رہ کر حیوانیت چھوڑ دیتے ہیں اور آدمی کی عادتیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اور یہ سب صحبت ہی کا اثر ہے کہ ان کی اصلی عادت اور فطری طبیعت مغلوب ہو جاتی ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مجرم کو سولی دیدی گئی اسی رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے اندر سیر کر رہا ہے بزرگ نے اس سے دریافت کیا تو ایک برا قاتل تھا آخر تجھے ایسا مرتبہ کیسے مل گیا اس نے جواب دیا کہ جس وقت مجھے سولی دی جارہی تھی اسی وقت حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ وہاں سے گذر رہے تھے انہوں نے میری جانب دیکھا انہوں نے مجھے نظر رحمت سے دیکھا اور میرے لئے دعاء فرمائی اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مرتبہ عطاء فرمایا ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مرید شیخ سے ہرگز بے نیاز نہیں ہوسکتا کیونکہ جو کچھ دولت میسر آتی ہے وہ سب اسی کی ہمت کی بدولت ہے اور کس طرح مرشد سے بے نیاز ہوسکتا ہے کہ وہ برزخ ہوتا ہے جو برزخ البرازخ کا پرتو و مظہر ہوتا ہے۔

قال الاشرف، اَلصُّوفِی هُوَالْمَوصُوفُ بِصَفَاتِ اللّٰهِ سِوَی الْوُجُوبِ وَالْقِدَمَ ۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو وجوب وقدم کے سوا تمام صفات الہیہ سے موصوف ہو۔

وجوب اور قدم کا نمونہ کسی مخلوق میں نہیں پایا جا سکتا۔ باقی تمام صفات کا عکس اور نمونہ سالک اس سے متصف ہوتا ہے، صفات الہیہ کا ظہور صوفیاء کرام کی ذات میں حسب استعداد و صلاحیت ہوتا ہے، اور کمی زیادتی کے ساتھ ہوتا ہے یعنی کبھی کسی صفت کا ظہور غالب ہوتا ہے کوئی صفت مغلوب ہوتی ہے۔ اور یہ کیفیت سالک کی صلاحیت و استعداد کے سبب سے ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی ولی کی ذات میں کوئی صفت غالب تر ہو کر ظاہر ہوتی ہے دوسرے ولی میں دوسری صفت اسی طرح غلبہ کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ نے حضرت قدوۃ الکبریٰ سے اولیاء کرام کے اقسام اور ان کے ناموں کی تفصیل بیان کرنے کی درخواست کی۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ ترجمۂ عوارف المعارف میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد واصلین حق کی دو قسم ہے۔

اول مشائخ صوفیہ کا وہ طبقہ جو رسول اللہ اکرم ﷺ کے کامل اتباع کے سبب مرتبۂ وصول پر پہونچ گئے اور اس کے بعد وہ خلق کی ہدایت کے لئے ماذون اور مامور ہوئے یہ حضور سید عالم ﷺ کی کمال درجہ متابعت کے سبب سے بحر توحید وجمع سے بقاء کے ساحل پر پہونچے نجات پائی تا کہ مخلوق کی رہبری کریں۔

دوسرا طبقہ یہ لوگ درجہ وصول تک تو پہونچے لیکن کامل و مکمل نہ ہونے کے سبب مخلوق کی ہدایت و رہبری ان کے سپرد نہیں کی گئی۔ یہ بحر توحید وجمع سے باہر نہ آسکے کسی کو ان کی خبر نہ ملی۔

اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے راہ سلوک میں قدم رکھا وہ بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو مقصد اعلیٰ کے طالب ہیں ان کا مقصد صرف وجہ اللہ ہے ان کے بارے میں قرآن نے کہا ہے یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ۔ وہ لوگ اللہ کے دیدار کے خواہاں ہیں۔

دوسرا وہ لوگ جو مقصد سفلی کے طالب ہیں یہ آخرت کے خواہشمند ہیں ان کے بارے میں قرآن نے کہا ہے۔ وَمِنْكُمْ مَنْ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ اور تم میں سے وہ لوگ جو آخرت کے طالب ہیں۔

حضرت نور العین نے حضرت قدوۃ الکبریٰ سے پھر عرض کیا حضور ابدال، اوتاد، اور غوث وغیرہ جو ارباب ولایت اور اصحاب ہدایت ہیں ان کا مرتبہ اور منصب کیا ہے ان کی ذمہ داری کیا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان میں سے بعض حضرات کو اپنی بارگاہ کا سرہنگ اور نائب بنایا ہے اور اہل عالم کی اصلاح کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے انسان کی ضروریات کے سلسلے میں احکام کا اجراء ان کے سپرد کیا ہے ان کی دس قسمیں ہیں، ان میں سے دو قسم والے امور انسان اور احکام عالم سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ اولیاء مکتوم اور مفرد ہیں جو شانِ بے نیازی سے متصف ہیں۔ وہ دس یہ ہیں۔

(۱) غوث (۲) امامان (۳) اوتاد (۴) ابدال (۵) اخیار

(۶) ابرار (۷) نقباء (۸) نجباء (۹) مکتومان (۱۰) مفردان۔

خداوند قدس نے نبوت کا ایک درجہ باقی رکھا ہے جو اولیاء سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ حضرات والیان عالم ہیں انہیں کی برکت سے بارش ہوتی ہے سبزہ اگتا ہے اور کافروں کی فوجوں پر مومنوں کو فتح حاصل ہوتی ہے یہ باہم مشورہ کر کے کاروبار عالم سرانجام دیتے ہیں۔ ہر ولایت میں قطب علیحدہ ہوتے ہیں اور دنیا میں برکات وحسنات کا قیام ان کے فیض سے ہے۔

لیکن قطب الاقطاب جن کو قطب الدائرۃ اور غوث تمام عالم میں ایک ہی ہوتے ہیں عنداللہ یہ عبداللہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ یہ یگانۂ روزگار ہوتے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہم السلام یا حضرت اسرافیل علیہم السلام کے قلب پر ہوتے ہیں یعنی ان کے مشرب پر ہوتے ہیں۔

حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غوث کے بائیں جانب جو امام ہوتا ہے وہ دنیا کا محافظ ہوتا ہے اور داہنے جانب والا عالم ملکوت کا ناظر ہوتا ہے بائیں جانب والا داہنے والے سے افضل واعلیٰ ہوتا ہے اس لئے غوث کے بعد وہی غوثیت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے بائیں جانب والے کا نام عبدالملک داہنے والے کا نام

عبدالرب ہوتا ہے۔

اوتاد چار ہوتے ہیں مشرق والے کا نام عبدالحی مغرب کا عبدالعلیم جنوب کا عبدالقادر، شمال کا عبدالمرید یہ بھی ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ ابدال سات ہوتے ہیں یہ اپنے مقام سے سفر کرتے ہیں تو ایک جسم اپنی ہم شکل اپنے مقام پر چھوڑ جاتے ہیں تا کہ کسی کو غیر حاضری نہ معلوم ہو بعض نے چالیس بتائے ہیں اخیار تین سو ہیں ابرار ۴۰ ہیں نقباء تین ہیں نجباء چار ہزار ہیں یہ خود کا کمال نہیں جانتے اور نہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

قَالَ الاشرف، اَلْمَعْرِفَةُ هِیَ رُؤْیَةُ الْحَقِّ فِی مَرَاتِبِ الظُّهُورِ مِنَ الْاَفْعَالِ وَالصِّفَاتِ وَالذَّوَاتِ مِنْ حَیْثُ الصُّدُورُ۔

ترجمہ: حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا معرفت یہ ہے کہ افعال، صفات اور ذوات کے مراتب ظہور میں حق تعالیٰ کے افعال، صفات اور ذات کا مشاہدہ کرنا ان مراتب میں ظاہر ہونے کی حیثیت سے حضرت نورالعین نے عرض کیا عارف کا غایۃ درجہ حضور بیان فرمادیں، آپ نے فرمایا اجمالی طور پر جانی اور معلوم کی ہوئی چیز کو دوبارہ تفصیلی صورتوں میں پہچاننے کو معرفت کہتے ہیں۔

اس کو ایک مثال سے یوں سمجھ کہ علم نحو کے اندر یہ بتایا جاتا ہے کہ عامل لفظی و معنوی کیا عمل کرتے ہیں یہ علم نحو کا علم اجمالی ہے اور بے ساختہ عربی عبارت پڑھنا اور ہر عامل کا استعمال بے ساختہ کرتے ہوئے جاننا یہ علم تفصیلی ہے اسی طرح اجمالی طور پر عرفان یہ ہے کہ عالم میں موجود حقیقی اور علی الاطلاق فاعل حق تعالیٰ ہے۔

اور تفصیلی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذات وصفات کو تفصیلی صورتوں میں اور ہر نئے واقعات میں پہچان لینا ہے۔ جب تک سالک کو توحید کا اجمالی علم نہ ہو تفصیلی مشاہدہ اسے حاصل نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا سالک تفصیلی صورتوں اور ہر نئے متضاد واقعوں اور حالتوں میں، نفع، نقصان اور عطاء و منع اور قبض و بسط میں ضار و نافع اور معطی و مانع اور قابض و باسط اللہ تعالیٰ ہی کو جانتا اور دیکھتا ہے تو بلا تکلف اور توقف اسے عارف کہیں گے جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا عارف ایک آئینہ ہے جس میں سوائے حق کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے حضرت عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ سے عارفوں کے مراتب دریافت کئے، فرمایا صاحب نصوص الحکم شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارفوں کے چند طبقے ہیں۔

بعض لوگ عقل سے عرفان حاصل کرتے ہیں اور اثر و فعل اور موجودات کو دیکھ کر مؤثر اور فاعل اور موجد پر دلیل لاتے ہیں۔

اور بعض لوگ عرفان حق خود حق سے حاصل کرتے ہیں جیسا کہ حدیث ہے عرفت ربی بربی میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے پہچانا، عرفان حق کو حق سے پہچانا ایسا ہے جیسے آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اور حق کی تلاش عقل سے کرنا ایسا ہے جیسے کہ آفتاب کے طلوع کو چراغ سے پہچاننا کہ صبح ہوئی تو چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی۔

عارف وہ ہے جو حق کا مشاہدہ اشیاء میں کرے اور اشیاء ظہور جمال اور تجلیات جلال حق کی آئینہ ہیں جیسا کہ بعض اہل کشف کا قول ہے مَارَأَيْتُ شَيْئاً اِلَّارَايتُ اللّٰهَ فِيْهِ یعنی میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر میں اس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا۔

اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عَرَفْتُ اللّٰهَ بِاللّٰهِ وَعَرَفْتُ مَاسِوَى اللّٰهَ بِنُورِ اللّٰهِ یعنی میں نے اللہ کی معرفت اللہ سے حاصل کی اور اللہ کے سوا کو اللہ کے نور سے پہچانا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ عارف کو چاہئے کہ تمام مظاہر

کائنات اور موجودات میں نور الٰہی کا مشاہدہ و معائینہ کرے اگر منفعت کا مظہر ملے تو یہ جان لے کہ اسم النافع (نفع پہونچانے والا) کی تجلی ہے جو اس مقام پر جلوہ فرما ہے لہذا شکر ادا کرے۔ اور اگر نقصان کا ظہور ہو تو یہ جان لے کہ اسم الضار (نقصان پہونچانے والا) کی تجلی ہے جو نقصان میں ڈال رہی ہے۔ اگر چہ بظاہر نقصان ہے لیکن حقیقت میں نفع ہے سالک یہ جان لے کہ اس سے کوئی غلطی ہوگئی ہے جس پر اسے تنبیہ کی جارہی ہے تاکہ اس سے باز آجائے اور اللہ کی جانب رجوع کر کے استغفار کرے اللہ سے گناہوں کی بخشش چاہے۔

حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دل میں عرفان کی بنیاد اور معرفت کا لباس اگر چہ ریاء کاری سے ہو سب امور سے بہتر ہے۔ عارفین کی ریاء مریدوں کے اخلاص سے افضل ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ معرفت، ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا عابد بغیر معرفت کے پن چکی کی طرح ہے جو نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

عارف وہ ہے جس کو ایک لحظہ کے لئے بھی غفلت نہ ہو اور ہر فعل میں خدا کا مشاہدہ کرے سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے ایک مرید دہلی سے دو منزل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ اور وہ حضرت کے حسب ارشاد سلوک طے کر رہے تھے اتفاقاً ایک وقفہ پیش آیا اور وہ کسی طرح دور نہ ہوتا تھا پیر و مرشد کی خدمت میں آئے حضرت نے مناسب تدبیروں سے ان کا تردد دور کر دیا۔ وہ واپس ہوگئے پھر ایک مدت بعد دوسرا حجاب آیا حاضر خدمت ہوئے بہت علاج کیا مگر

وہ حجاب دور نہ ہوسکا۔ حضرت نے فرمایا صبر کرو مفتح الابواب کوئی راستہ کرے گا۔ وہ مایوس گھر واپس ہوئے راستہ میں ایک مسجد میں قیام کیا اس مسجد کی چھت پر کچھ نوجوان خربوزہ کھارہے تھے اوران پر چھلکا پھینک رہے جسم پر چھلکا پڑتا تو ایک حجاب دور ہوجاتا اس طرح ان کا تمام عقدہ حل ہوگیا اور وہ شکرانہ بجالائے۔

قَالَ الاشرف، اَنْ یَکُوْنَ الشَّیْخُ عَارِفًا بِاَحْوَالِ الْمُرِیْدِ وَعَالِمًا بِعُلُومِ التَّجْرِیْدِ وَالتَّفْرِیْدِ حَتّٰی یَنْصَحَهُ وَیُرْشِدَهُ عَلٰی حَسْبِ حَالِهٖ وَیَحُرَّهُ مِنْ مَخَاوِفِ وَمَفَاسِدِ سَبِیْلِهٖ وَلَوْلَا یَتَّصِفُ بِالْاَوْصَافِ الْمَذْکُورَةِ فَکَیْفَ یَجُوزُ الْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ وَاَخْذُ الْمَلَابِسِ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پیر کو مرید کے احوال کا عارف اور تخلیہ وتنہائی کے علوم کا عالم وباخبر ہونا چاہئے، تاکہ وہ مرید کے مناسب حال اس کی ہدایت کرسکے اور راہ سلوک کے خطرات اور لغزشون کو اسے بتا سکے، اور اگر یہ باتیں اس میں نہیں ہیں تو اس کی پیروی اور اس سے کلاہ لینا کیسے جائز ہوگا۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے نزدیک پیر بننے اور پیشوائی کا اہل دو شخص ہے ایک سالک مجذوب، دوسرا مجذوب سالک۔

سالک مجذوب وہ ہے جس نے پہلے قدم سلوک سے صفات نفسانی کے تمام ہلاکت خیز مقامات کو طے کرلیا ہو اور پھر جذبات سبحانی اور واردات ربانی کی مدد سے قلبی وروحی درجات وعروج سے گذر کر عالم کشف ویقین کو پہونچا اور انوار حقائق اور اسرار دقائق کے دید ومشاہدہ تک پہونچ گیا ہو وہ سالک ومجذوب ہے۔

مجذوب وسالک وہ ہے کہ اولاً جذبات الٰہیہ کی مدد واعانت سے مقامات ودرجات کی بساط طے کیا اور عالم کشف وشہود میں پہونچا اور اس کے بعد قدم سلوک سے تمام مراحل ومنازل کا معائینہ کیا اور حقیقت حال کو عالم صورت میں پالیا ہو مجذوب سالک ہے۔ یہی دو ہیں جن کی قوت الٰہیہ اور جذبات نامتناہیہ عالم تصرف میں اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے کہ گمراہی کے بستر پر پڑے اور جہالت کے تاریک گھروں میں پڑے مریضوں کی نگہداشت وعلاج کر سکتے ہیں۔

اور طالبان راہ حق کی استعداد وقابلیت کی نیرنگیوں اور مقامات رہنمائی کے طریقے ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں نیز آپ نے ارشاد فرمایا۔ اسی طرح ذی استعداد سالک کی تربیت اویسیہ طریقہ پر بھی ہوتی ہے اس لئے کہ اس کے روحانی مربی محمد رسول اللہ ﷺ ہوتے ہیں یا پھر کوئی ولی اللہ اس کی روحانی تربیت کرتے ہیں۔ جیسا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کی حالانکہ دونوں بزرگوں کے زمانے میں تقریباً ایک صدی کا فرق ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کی حالانکہ ان دونوں بزرگون کے زمانے میں بھی ایک صدی سے زائد کا فرق ہے۔

نیز متعدد بزرگوں سے بھی ذی استعداد سالک کی تربیت ہوتی ہے۔ حضرت شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قدوۃ الکبریٰ سے عرض کیا کہ متعدد بزرگوں سے سلوک کی تکمیل کس طرح ہوتی ہے۔

آپ نے جواب ارشاد فرمایا اگر طالب صادق کی استعداد وقابلیت بلند پرواز واقع ہوتو اس پر پیر کو چاہئے کہ اس کو دوسرے پیر کے سپرد کر دے جو حصول مرادات اور وصول مقامات میں اس سے زیادہ بلند یا پایہ ومقرب ہو۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ اس نے رہنمائی کا منصب امر الٰہی کے سبب اختیار نہیں کیا ہے بلکہ جاہ طلبی مقصد ہے۔ اس سے دور ہو جانا چاہئے۔ یا شیخ تک پہونچنا ممکن نہ ہو کہ طالب کے گھر سے بہت دور ہے۔ یا شیخ دار آخرت کوچ کر چکا ہو ایسی صورت میں مقصد حاصل کرنے کے لئے ایک یا متعدد شیخ کے پاس جا کر سلوک تمام کرنے خدارسی حاصل کرے۔

طالب کی تربیت آہستہ آہستہ کی جائے تدریجاً اسے ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب عروج کرایا جائے۔ اول مرتبہ سے ثانیہ، ثانیہ سے ثالثہ، ثالثہ سے رابعہ، رابعہ سے خامسہ اس طرح سے دھیرے دھیرے اعیان ثابتہ تک پہونچایا جائے۔ پھر وہاں سے نزول کرے اور ان مراتب پر بتدریج ترقی کرائے۔ یہاں تک کہ سلوک جذب سے بدل جائے تا کہ اس کی سیر طیر سے مجاہدہ مشاہدہ ومعائینہ سے بدل جائے۔

سالک جب تک مکمل طریقہ سے محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہیں کرتا اس وقت تک اسے خدارسی کی منزل پانا ممکن نہیں ہے۔

سنت رسول اللہ ﷺ کی جتنے کامل طریقہ سے پیروی ہوگی اسی اعتبار سے اسے عروج نصیب ہوگا اور حجابات دور ہوں گے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید☆ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبوب مطلق سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ کائنات کی آفرینش سے مقصود وہی تھے خلعت محبوبی صرف ان کو یا ان کے تابعین کو دیا گیا محبّ کے مرتبہ سے محبوبی تک بغیر ان کی متابعت کوئی شخص نہیں پہونچ سکتا۔ حقیقت محمدی کے ساتھ محبت قدیم کا جذبہ ویسا ہی ہے جیسا کہ مقناطیس کا لوہے کے ساتھ۔ مقناطیس نے اپنی خاصیت جاذبہ مجذوب ومحبوب کو عنایت کی کہ دوسرے لوہے کو جذب کر سکے اسی طرح روح محمدی نے جو مجذوب ومحبوب حق ہے جذب کی خاصیت ہزاروں مومنوں کی ارواح کو عنایت کی اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق اس خاصیت سے حصہ پایا صحابہ، تابعین، مشائخ اور علماء سب اسی خاصیت سے فیضیاب ہوئے۔ اور ہر مرید بامراد ہو گیا۔

جو شخص مشائخ کی ارواح سے رابطہ پیدا کرتا ہے اس میں محبت الٰہی کی صفت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ مشائخ کی ارواح روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہیں تو جس مرید کی روح شیخ کامل کی روح سے متصل ہوتی ہے وہ محبت کی خاص میراث پاتا ہے اور محبوبی ومرادی کے مرتبہ کو پہونچتا ہے لیکن جس شیخ نے محبت الٰہی کی خاصیت کسی دوسرے شخص سے حاصل نہ کی ہو وہ مرتبہ مرادی ومحبوبی پر نہیں پہونچتا ہے اور ولایت وتصرف کے مقام تک اس کی رسائی نہیں ہوتی۔

قال الاشرف، اَلْحَیْرَۃُ نوعَانِ حَیْرَۃُ الْمَذْمُومِ وَالْمَحْمُودِ اَلْاَوَّلُ لِاَرْبَابِ النَّظْرِ وَالْبُرْهَانِ وَالثَّانِیُ لِاَصْحَابِ الْکَشْفِ وَالْعَیَانِ۔

حضرت سید اشرف نے فرمایا۔ حیرت دو قسم کی ہیں حیرت مذموم اور حیرت محمود۔ پہلی اہل نظر و برہان کے لئے ہے دوسری اہل کشف و وجدان کے لئے ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا راہ توحید و تفرید میں سالک و طالب کے دو گروہ ہیں۔ ایک بحث و افکار والے ہیں۔ اور دوسرے کشف و ابصار والے ہیں۔

اہل بحث و افکار کا طریق کار یہ ہے کہ وہ عقل سے دلائل قائم کرتے ہیں کہ وجود ممکنات کو واجب الوجود کے اثبات کے لئے بطور دلیل لاتے ہیں۔ اس راہ میں چلنے والے زیادہ تر بادیہ شکوک و شبہات میں پھنس کر رہ گئے اور منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکے بلکہ بیشتر بادیہ ضلالت میں گم ہو کر تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور انہیں کچھ ہاتھ نہیں آیا۔

اور اصحاب کشف و اعیان والے توفیق الٰہی اور عنایات ربّانی سے وہ تقلید کی گمراہی سے باہر آ گئے اور کامل تصفیہ قلب و تزکیۂ باطن کے ذریعہ اس راہ میں رواں دواں ہوئے اور کشف و شہود کے ذریعہ سے معرفت کی منزل تک پہونچ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ وہم و گمان کے غبار کو جھاڑ کر آگے بڑھ گئے اور انہوں نے عین الیقین و حق الیقین کو پا لیا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا ایک حیرت مذموم ہے جو دلائل و براہین کے تعارض سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اصحاب نظر و برہان کو لاحق ہوتی ہے۔

دوسری حیرت محمود ہے۔ یہ واردات و الہام کے پے در پے واقع ہونے سے

ہے یہ ارباب کشف ووجدان کو حاصل ہوتی ہے۔ اسی کی جانب سید عالم ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

رَبِّ زِدْنِی تَحَيُّرًا۔ اے رب میری حیرت زیادہ فرما۔

تحیر کے معنی ہیں سرگشتہ وگم ہونا۔ متحیر وہ ہے کہ حیرت میں ڈوبے اور اپنے حال کی طرف لوٹ آنے (اس سے نکلنے) کی قوت نہ رہے۔

استغراق سے صفت افعالی کا کشف ہوتو اس سے جلد ہی اپنی حالت پر واپس آسکتا ہے لیکن متحیر کو صفت ذاتی کا کشف ہوتا ہے اور جو کچھ دنیا وعقبی میں ہے اس پر ظاہر ہوجاتا ہے وہ اپنی قوت سے حالت اصلی پر واپس نہیں ہوسکتا۔ البتہ خدا جب اس کو واپس لانا چاہتا ہے تو حواس ظاہر درست ہوجاتے ہیں حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ پر ہمیشہ تحیر طاری رہتا۔ اور تین اوقات میں وہ حالت صحو میں آجاتے۔ اول نماز کے وقت۔ دوم کسی مہمان کے آجانے کے وقت۔ تیسرے افطار کے وقت۔

مشہور ہے کہ اس حالت میں جو آپ کی نظر مبارک سے مشرف ہوجاتا وہ درجۂ ولایت پر پہونچ جاتا۔ کہا جاتا ہے یہ نعمت تحیر خاندان چشت سے مخصوص ہے انہوں نے بے مجاہدہ یہ نعمت مشاہدہ پائی ہے۔

تحیر اللہ کی جانب سے ایک عظیم نعمت ہے آدمی کا کمال تحیر ہی میں ظاہر ہوتا ہے۔ تحیر کے اندر سات سو مقامات ہیں۔ اور اہل تحیر پینتالیس گروہ میں ہیں۔ ان میں سے ہر گروہ ایک مقام ومرتبہ رکھتا ہے۔ تحیر کے مختلف اسباب ہیں۔ کسی کو موت کی

ہیبت سے کسی کو عذاب قبر کے خوف سے کسی کو قیامت کی ہولنا کیوں سے۔

اور خواص کی حیرت راہ سلوک کی بے نہایتی اور بارگاہ رب العلمین کی بے غایتی سے ہوتی ہے اور اخص الخواص، دریائے مشاہدہ وصحرائے معائینہ میں سرگرداں رہتے ہیں انوار وصول اور آثار حصول میں متحیر رہتے ہیں۔ مَاعَبَدُنَاکَ حَقّ عِبَادَتِکَ۔ ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی۔ مَاعَرَفنَاکَ حَقَّ مَعرِفَتِکَ ہم نے کما حقہ تجھے نہیں پہچانا، کی آواز بھی حالت تحیر ہی کی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا ذات میں تحیر کفر تک لیجاتا ہے اور صفات میں خالص توحید ہے اور بعض محققین نے کہا ہے کہ ذات میں بھی تحیر ہے۔

وَحَقِیقَۃُ الْمَعرِفَۃِ تَحَیُّرُ وَعَجزٌعَنْ دَرْکَ الِاْدرَاکَ معرفت کی حقیقت تحیر اور ادراک سے عاجز ہونا ہے تحیر کی علامت سکوت ہے مشاہدہ جمال میں اس طرح استغراق ہوتا ہے کہ شب وروز مشرق ومغرب کی خبر نہیں ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں کہ اصحاب تحیر صبح کی نماز سرائے کبریا میں پڑھتے ہیں ظہر کی عرش کے سامنے، عصر کی کعبہ میں مغرب کی بیت المقدس میں اور عشاء کی بیت المعمور ہیں جس مصلی کی نماز ایسی نہ ہو وہ عاشقوں کے نزدیک تارک صلوۃ کے برابر ہے۔

تحیر سے بلند تر کوئی مقام نہیں ہے تمام انبیاء اسی مقام پر تھے اور بعض اخص اولیاء کو بھی اس منزل کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ عالم تحیر کے صدق کا اثر یہ ہے کہ اگر ساتوں آسمان وزمین گرم کر کے صاحب تحیر کے قدم کے نیچے رکھدیئے جائیں

تو بھی اس کو جنبش نہ ہو۔

نقل روایت ہے کہ سید عالم ﷺ ایک رات دن تحیر میں رہے اور کہتے تھے کہ الٰہی میری امت کا حال میرے بعد کیا ہوگا۔ تب جبرئیل علیہ السلام سورہ اخلاص لائے اور کہا جو شخص تین چیزوں سے دل ہٹائے اسے تحیر کی سعادت نصیب ہوگی۔ اول حرام کھانے اور سیری سے زیادہ کھانے سے دوسرے اوقات ممنوعہ میں سونے سے تیسرے مخلوق کی صحبت ہے۔

قال الاشرف، اَلْکَرامَۃُ ھِیَ خَارِقُ الْعَادَۃِ تَصْدُرُ عَنْ ھٰذِہِ الطَّائِفَۃَ عَلٰی حَسْبِ الْمُرَادَ وَالْغَیْرِ۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف قدس سرہ نے فرمایا کرامت وہ خلاف عادت کام ہے جو اس گروہ سے بالارادہ یا بغیر الارادہ ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید شرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا اولیاء اللہ سے کرامت کا ظہور عقلاً ونقلاً ہر طرح جائز ہے، جواز عقلی کی دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لئے یہ امر محال نہیں ہے بلکہ ممکنات سے ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بعض حضرات نے سوال کیا کہ کرامت اولیاء کے اثبات پر کون سے دلائل ہیں جن سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کرامات اولیاء حق ہے اور اس کا ثبوت احادیث صحیحہ اور اجماع اہلسنت و جماعت سے اس پر دلیل ہے۔

اور کتاب الٰہی میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَا

الْمِحْرَابَ وَجَدَعِنْدَهَا رِزْقًا جب حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس محراب میں آتے وہاں پر حضرت مریم کے لئے کھانے پینے کی چیز پاتے۔ یہ آیت کرامت کا انکار کرنے والوں پر حجت ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا خلاف عادت امر، معجزہ، اور کرامات اور استدراج و جادو ایک ہی امر ہے۔

اگر کسی نبی سے خلاف عادت امر ظاہر ہو تو وہ معجزہ کہلائے گا۔ اور اگر کسی ولی سے خلاف عادت امر ظاہر ہو رہا ہے تو وہ کرامت ہے۔ اور اگر شریعت کے خلاف کرنے والے عاصی مجرم سے خلاف عادت امر ظاہر ہو رہا ہے تو وہ استدراج ہے۔

دوسری دلیل کرامت پر یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ان کے وزیر حضرت آصف بن برخیار نے تخت بلقیس پلک جھپکنے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیا۔

اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ۔ میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دیتا ہوں۔

تیسری دلیل حضرات اصحاب کہف کا تین سو سال تک سوئے رہنا اور فرشتوں کا ان کے کروٹ بدلتے رہنے کا واقعہ ہے۔

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَکَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ۔ اور ہم دائیں بائیں ان کی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور ان کا کتا (غار کے) دھانے پر اپنے بازو پھیلائے بیٹھا ہے اسی طرح بہت سی احادیث

کریمہ، کرامت پر دلیل ہیں۔ حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک عابد تھا۔ اس کی ماں اس سے ملنے آئی وہ نماز میں تھا ماں نے آواز دیا لیکن دروازہ نہیں کھولا۔ واپس ہوگئی دوسرے دن آئی اس دن بھی دروازہ نہیں کھولا، واپس ہوگئی۔ پھر تیسرے دن آئی اس دن بھی ایسا ہی ہوا عاجز ہوکر واپس ہوتے ہوئے اس نے جریج کے حق میں بددعاء کی کہ اے اللہ جریج کو رسوا کر۔

اتفاق ایسا کہ اسی دوران ایک فاحشہ عورت جریج کو گناہوں میں مبتلا کرنا چاہتی تھی لیکن جریج اس کی جانب التفات نہ کیا وہ عورت ایک گڈریہ سے حاملہ ہوگئی اور اس نے یہ مشہور کردیا کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ جب بچہ پیدا ہوا تو لوگ جریج کو پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گئے تاکہ اس کی سزا کی جائے۔ جب بادشاہ نے جریج سے حقیقت حال دریافت کیا تو جریج نے خود جواب دینے کے بجائے اس شیر خوار بچے سے کہا تیرا باپ کون ہے بتا۔ اس بچہ نے حکم خدا سے جواب دیا کہ میری ماں نے تم پر جھوٹ الزام لگایا ہے میرا باپ ایک گڈریہ ہے۔

علاوہ اسکے صحابہ تابعین اور مشائخ کرام سے اس قدر کرامات کا ظہور ہوا ہے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ اولیاء کرام کی کرامات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے ہرگز انکار نہیں کرنا چاہئے کہ اس سے دین کی بربادی وتباہی ہے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست بنالیتا ہے تو اس کو اپنی قدرت کا مظہر بناتا ہے اور اسے کائنات میں تصرف کا حق عطاء فرماتا ہے۔ اولیاء کرام سے اس کا ظہور درحقیقت حق تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہے اولیاء کرام حتی الامکان کرامتوں کا

اظہار نہیں کرتے، البتہ طالبوں کے اطمینان قلب کے لئے اظہار جائز ہے اس سے طالبوں کو استقامت علی الحق پر تقویت ملتی ہے۔ یا احقاق حق کے لئے کرامت کا ظہور جائز ہے۔ اس اظہار سے مقصود حق ثابت کرنا اور اہل ایمان میں ضعیف الاعتقاد کے عقیدہ کو استحکام عطاء کرنا مقصود ہوتا ایمان کو بچانا غرض ہوتا ہے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا کہ ہر نبی کہ ان کی امت کے کسی ایک کی کرامت اس نبی کے تمام معجزات میں سے ہے۔ یعنی درحقیقت امت سے کرامت کا ظہور اس نبی کے معجزہ ہی کا ظہور ہے کیونکہ امت کے اولیاء نبی کی شان کے مظہر ہوتے ہیں۔ لہذا امت کے کسی ولی سے فضل وکمال کا ظہور نبی ہی کے کمال کا ظہور ہے۔

قال الاشرف، اَسرَارُ الْمَشَائِخ دُرَدٌ وَالْفَاظُ الشُّعَرَاءِ اَصْدَافُهَا

حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مشائخ کے اسرار موتیوں کی طرح ہیں اور شعراء کے اشعار ان موتیوں کی سیپیاں ہیں۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے مختلف صاحب تصوف شعراء کے مختلف اشعار کے معانی ومطالب بیان فرمائے ہیں آپ کی مجلس مبارک طالبان حق کی رہنمائی اور تربیت کیلئے منعقد ہوا کرتی تھی اس میں جو لوگ آپ سے حقائق ومعارف سمجھنے کی غرض سے سوال کیا کرتے تھے آپ ان کو اطمینان بخش جواب سے نوازا کرتے تھے اسی طرح صوفیاء کرام کے حقائق پر مبنی اشعار کے مطالب سمجھنے والوں کی خواہش پر آپ نے تشریح بیان فرمائی ہے نمونۃً ایک رباعی کا حل پیش ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا کہ بعض شعراء متقدمین اور فضلاء کاملین کے کلمات اگرچہ شعراء کی اصطلاحی زبان میں ہوتے ہیں لیکن تصوف کے مطابق اور معرفت کے موافق ان کا جائزہ لیا جاتا ہے وہ اشکال سے خالی نہیں ہوتے۔ البتہ توحید و معرفت میں بہت سے ایسے اشعار بھی ہیں کہ ان کے معانی کے لئے کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے مولانا جلال الدین رومی کی اکثر غزلیں، مولانا شیرین المعروف بہ مغربی اور حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی اوران جیسے دیگر حضرات کے اشعار میں۔ مثلاً حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کی رباعی جو تمام صوفیاء کی مشکلات کے حل میں ہیں۔ جو قضائے حاجات کے لئے پڑھی جاتی ہیں اور مہمات حل بھی ہوتے ہیں۔ ان میں یہ ایک رباعی بہت مشہور ہے کہ بیمار کے سرہانے اس کو پڑھی جائے تو اگر موت کا وقت نہیں آیا ہے تو یقیناً صحت ہو جاتی ہے۔

حوران بہ نظارۂ نگارم صف زد
رضوان زتعجب کف خود برکف زد
یک خال سیہ برآں رخاں مطرف
ابدال زبیم جنگ پر مصحف زد

اس کے حل میں بہت سے بزرگوں کو دشواری پیش آرہی تھی اس لئے کہ اس کے معانی کے پیش نظر بظاہر یہ دشواری تھی کہ بیماروں کے سرہانے پڑھنے اور اس کے معانی میں مناسبت نہیں معلوم ہو رہی ہے کہ آخر اس سے اس کا کیا تعلق ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ اس فقیر پر اللہ تعالیٰ نے اس

کے معانی کا القاء فرمایا اور اس سے بیحد تسکین قلب ہوئی۔ فرمایا اس رباعی کو سمجھنے کے لئے پہلے ایک مقدمہ کا مفہوم ذہن میں رکھیے کہ۔

حق تعالیٰ نے ارواح انسانی کو پیدا فرمایا کہ وہ مشاہدۂ جمال الٰہی اور معائنہ جلال الٰہی کریں۔ فاحببت ان اعرف (میں نے پسند کیا کہ پہچان جاؤں) اس ارشاد میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ارواح مشاہدہ جمال الٰہی میں مشغول تھیں اور معرفت جمالِ الٰہی کے شیریں پانی سے سیراب ہو رہی تھیں۔ ان ارواح کو اس مشاہد جمال الٰہی کے سبب جمال الٰہی سے محبت ہوگئی اس سے ایک نسبت ہوگئی۔ کہ مشیت ایزدی کے تحت ان ارواح کو عالم اسباب کی جانب پلٹا دیا گیا جس سے وجود حقیقی کے جمال پر حجاب آ گیا اگر چہ ان ارواح نے چاہا کہ پھر اسی مشاہدہ کی جانب لوٹ جائیں اور حسن ازل کے مشاہدہ میں اسی طرح غرق رہیں لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا اور عالم اسباب میں مشغولیت نے اتنا حجاب در حجاب ڈال دیا کہ وہ اس لذت مشاہدہ کو بالکل فراموش کر بیٹھی۔

ترجمہ: رباعی۔ حوروں نے میرے محبوب کے نظارہ کے لئے صف بنائی رضوان نے تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اس آراستہ چہرے پر ایک سیاہ تل لگا دیا۔ ابدال نے خوف سے مصحف پر ہاتھ رکھا۔

حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس رباعی کا بیمار کے سرہانے پڑھنا اس پر دلیل ہے کہ رباعی مذکور میں کوئی ایسی بات ہے جو عشاق کے سرور کا سبب ہے اور وہ حق تعالیٰ کی جانب رجوع ہو۔

رباعی کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ، حور سے مراد حور وغلماں ہیں جو بیمار کے سرہانے مرتے وقت نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

اور نگار سے مراد روح انسانی ہے۔ جس کو مقام محبوبی حاصل ہے اور رضوان سے مراد روح ہے جو دل کا دربان ہے اور رضوان کا تعجب کرنا اشارہ ہے حال نزع میں اس کے مطلع ہونے کا اس چیز پر جس کے لئے وہ مستعد رہا ہے خال سیہ سے مراد وہ ذلت وخواری وانکساری ہے مرنے والا جس سے دوچار ہے۔ یا اس سے مراد فقر حقیقی ہے جو روح کو مشاہدہ کے وقت حاصل ہوتی ہے اور ابدال سے مراد قوائے نفسانی ہے جن میں تغیر وتبدل ہے جو ماهیت انسانی سے ہے اور مصحف سے مراد حقیقت انسانی جو نسخۂ جامعہ ومظہر کلی ہے۔

اور چنگ زدن سے مراد ان کے بلندی کی طرف رخ کرنے سے ہے اس کے انحطاط کے زمانے میں۔

قال الاشرف، السماع تواجد الصوفية فی تفهیم المعانی التی يتصور من الاصوات المختلفة۔

ترجمہ: صوفیہ کا خوشی ظاہر کرنا ہے ان معانی کے سمجھنے سے جو مختلف آوازوں سے حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ جس مسئلہ میں حلت وحرمت مختلف فیہ ہو اس میں دلیرانہ اور بے باکانہ گفتگو نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ غور وفکر کے بعد اس میں بات کرنا چاہئے ایسے مختلف فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ سماع بھی ہے کہ اس

کومطلقانہ تو حرام کیا جا سکتا ہے اور نہ بغیر قید لگائے حلال کہہ سکتے ہیں۔

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ سماع علی الاطلاق نہ حرام ہے نہ حلال ہے جب تک یہ علم نہ ہو جائے کہ سماع کیا ہے اس کا سننے والا کون ہے۔

سماع کے بارے میں آثار پاک اور اقوال صحیحہ یہ ہیں کہ سماع نفس الامر میں مباح ہے، سماع کی تعریف یہ ہے کہ اَلسَّمَاعُ صَوْتٌ طَيِّبٌ مَوْزُوْنٌ وَمَفْهُوْمُ الْمَعْنٰی مُحَرِّکَ الْقُلُوْبِ ۔یعنی سماع ایسی پاکیزہ اور موزوں آواز کو کہتے ہیں جس کو سمجھا جا سکے اور دلوں کو حرکت میں لانے والی ہو۔ اس کے اندر کوئی وجہ حرمت نہیں ہے، حرام وہ چیز ہے جس کا ترک دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اور جس کے ثبوت ترک میں کوئی شبہ نہ ہو۔

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے فرمایا سماع کی چار قسمیں ہیں۔

اوّل حلال اس شخص کے لئے ہے کہ اس کا تمام میلان حق کی طرف ہو مجاز کی طرف بالکل رغبت نہ ہو۔

دوم مباح ایسے شخص کے لئے جس کا رجحان حق کی جانب زیادہ اور مجاز کی جانب کم ہو۔

سوم مکروہ ایسے شخص کے لئے جس کا رجحان مجاز کی جانب، حق سے زیادہ ہو۔

چہارم حرام ایسے شخص کے لئے ہے جس کا رجحان مجاز کی جانب ہو حق کی جانب نہ ہو۔

فتاویٰ عتاحیہ میں ہے کہ امام ابو یوسف سے غنا کی بات پوچھا گیا تو آپ

نے کہا جائز ہے اورامام محمد کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے اوراسی پرفتویٰ ہے اور جوروایات امام اعظم سے حرمت سماع کی منقول ہیں ان سے مراد آلات لہو میں، جوغنا آلات لہو کے ساتھ ہو وہ ناجائز ہے اور جس کے ساتھ آلات لہو نہ ہوں جائز ہے۔اگرسماع کوعلی العموم حرام کہا جائے تو احادیث صحیحہ کا انکار لازم آئے گا۔

ابوطالب مکی نے تحریر کیا ہے کہ سلف سے سماع کی اباحت ثابت ہے اورامام محمد غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ جس نے سماع کا علی العموم انکار کیا تو اس نے بعض صحابہ وتابعین اوراولیاء کا انکار کیا۔

حضرتؔ مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہ نے فرمایا مشائخ متقدمین میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی حضرت ابوبکر شبلی، حضرتؔ معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرتؔ بایزید بسطامی، حضرت ابوسعید، حضرت عبداللہ خفیف، حضرت ذوالنون مصری، اورحضرت ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ اسرارھم وغیرھم نے سماع سنا ہے۔

اورمتاخرین میں حضرتؔ شیخ الاسلام بابا فرید گنجشکر امہ، حضرتؔ قاضی حمید الدین، حضرت خواجہ قطب الدین حضرت نظام الدین قدس اسرارھم وغیرھم نے سماع سنا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اکثر ارواح اکابر مجمع میں حاضر ہوتی ہیں خاصکر اپنے عرس کے دن ان اکابر کی ارواح حاضر ہوتی ہیں۔اورہم نے بارہا دیکھا ہے کہ حضرت سید عالم ﷺ کی روحانیہ عرس کے ان مجمع اکابر میں حاضر ہوئی اورہم نے استفادہ کیا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص مجلس سماع میں حاضر ہوتا ہے کچھ ضرور پاتا ہے اور طالبان صادق جو اس مجلس میں شریک ہوتے ہیں مغفرت سے نوازے جاتے ہیں، نقل ہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ایک قوال آیا اور یہ شعر پڑھا

اندر غزل خویش نہاں گشت ☆ تا بر لب تو بوسہ زنم چونتو بخوانی

میں اپنی غزل میں پوشیدہ رہوں گا تاکہ جب تو پڑھے تو تیرے لبوں کا بوسہ لوں۔شیخ پر اس کا بہت اثر ہوا۔اور ان پر کیفیت طاری ہوئی جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو پوچھا یہ شعر کس نے کہا ہے لوگوں نے شاعر کا نام بتایا، آپ نے فرمایا اٹھو تاکہ اس کی زیارت کریں شیخ مجمع اور قوالوں کے ساتھ اس کی زیارت کو گئے یہاں بھی سماع ہو رہا تھا شیخ پر پھر اسی طرح اثر ہوا جب حال کی کیفیت زائل ہوئی تو شیخ نے فرمایا مسلمانو! گواہ رہو اس شعر کا کہنے والا اور اس کے سامعین اور قوال اور تمام حاضرین مجلس سب مغفور ہیں۔اور جنت میں پہونچیں گے انشاءاللہ۔

سماع اسرار الٰہی میں سے ایک راز ہے اور حق کے انوار نا متناہی میں سے ایک نور ہے وہی سعادت مند ہے جس کا دل خورشید سماع کا مطلع بن جائے یعنی جس کے دل کے اندر سماع کا حقیقی ذوق وشوق موجود ہو حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ ایسا سماع جس میں لہو وفسق نہ ہو مباح ہے لہذا سماع کو مطلقاً حرام کہنا درست نہیں تاکہ گناہ نہ ہو۔

شرح فصوص الحکم میں ہے کہ شیخ صدرالدین اور شیخ سعدالدین ایک

جماعت مشائخ کے ساتھ مجلس سماع میں حاضر تھے جب صحبت گرم ہوئی تو شیخ سعدالدین نے ایک حلقہ کی طرف نظر کی اور دیر تک باادب کھڑے رہے اس کے بعد آنکھیں بند کرلیں اور شیخ صدرالدین کو آواز دی جب وہ سامنے آئے تو اپنی آنکھیں کھولدیں اور کہا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اس مجمع میں تشریف فرما تھے لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ جو آنکھ مشاہدۂ جمال نبوی ﷺ سے مشرف ہوئی ہے وہ اول تمہارے چہرے پڑے۔ اسی مجلس میں شیخ سعدالدین کو ایسا عروج ہوا کہ روح قالب سے جدا ہوگئی تیرہ دن تک ان کا جسم مثل مردہ رہا اور حرکت نہیں کررہا تھا۔ جب روح قالب میں آئی تو وہ اٹھے لیکن ان کو خبر نہ تھی کہ کتنے دنوں تک بے ہوش رہے۔

قال الاشرف، الذات المطلقه وَاحِدَةٌ مثلة بِصُورَةِ الْمُوجُودَاتِ وَالاَکْوَانِ عَلی مَاهِیَ فِی حَدِّ نَفْسِهَا و حقیقتها ۔حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ذات مطلق واحد ہے موجودات کی صورت میں ظاہر ہے اور مخلوقات اپنی صورتوں پر ہیں اپنی ذات اور حقیقت کی حد میں۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ بباید دانست روش ارباب تصوف وسیرت اصحاب تعرف جملہ مبنی بر کتاب وسنت قولا وفعلا واعتقاداً۔ جان لینا چاہئے کہ صوفیاء کرام کا طریقہ اور عرفاء عظام کی سیرت ان کی زندگی پوری کی پوری کتاب وسنت پر قائم ہے ان کا قول ان کے فعل اور ان کا اعتقاد مکمل کتاب وسنت کے مطابق ہے۔ یہ حضرات علماء ربانی ہیں ان کا علم حقیقت ذات وصفات اور افعال باری تعالیٰ ہے اور یہی حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث

ہیں۔توحید کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ حق سبحانہ واحد ہے اس اعتبار سے کہ اس کا غیر موجود نہیں ہے۔ یہی توحید ہے جس کے ذریعہ مقربین کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوا یہی ان کا مقصود و مطلوب ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ توحید پر دلیل قائم فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی پہلی آیت جو اللہ تعالیٰ کی وحدت پر قطعی حجت اور وجود واحد کی مثبت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عربی طریقہ پر اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہم اللہ واحد کہتے ہیں اللہ مبتدا مسند الیہ ہے اور واحد خبر مسند بہ ہے اور ان کے درمیان اسناد وحدت سوئے باری تعالیٰ ہے۔ اللہ قسم علم ہے جو ذات پر دلالت کرتا ہے کسی صفت پر دلالت نہیں کرتا ہے کیونکہ صفت معنی ہے اور علم کے اندر معنی مقصود نہیں ہوتا ہے اور علم اور وصف میں تضاد ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں اور واحد اسم صفت ہے جو ذات پر معنی وحدت کے اعتبار سے دلالت کرتا ہے جو اس کے اندر پایا جاتا ہے اور بلا شبہ یہ وحدت مطلقہ ہے جو کسی صفت کی قید کا لحاظ نہیں ہے۔ کیونکہ وحدت ذات کی حیثیت سے ایک شئی ہے جو تقید و اسناد سے خالی ہے لہذا اللہ واحد کا مفہوم اس صورت میں یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ من حیث الذات واحد ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے اِنَّ اِلٰهَكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ بیشک تمہارا معبود ایک ہے۔

اور دوسری توجیہ اصول فقہ کی بنیاد پر یہ ہوگی کہ قل ھو اللہ احد آیات محکمات میں سے ہے اور ائمہ اربعہ کے اصول پر محکم وہ ہے جس میں تخصیص اور تاویل کا احتمال نہ ہو۔ اور نہ اس میں نسخ و تبدیلی کی گنجائش ہو۔ ایسی صورت میں قل ھو اللہ احد کا مفہوم

ایسی وحدت پر محمول ہو جس میں غیر کے وجود کا بھی احتمال ہو تو محکم کے اندر تاویل لازم آئے گی حالانکہ ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا الہ الا ھو انما الحکم الہ واحد جس میں وجود مثل کی نفی ہو رہی ہے۔ تیسری توجیہ علم کلام کی بنیاد پر یہ ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کے وجود کا اثبات کریں تو تناہی لازم آئے گی۔ اور یہ محال ہے ایسا اعتقاد گمراہی ہے۔

وجود واحد کے اثبات میں یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ اشیاء کا وجود بذات خود نہیں ہے بلکہ ہر شئی کا قیام حق کے ساتھ ہے۔ اور ایسے وجود کو صوفیاء کرام عدم محض جانتے ہیں اس لئے کہ یہ وجود اعتباری ہے۔

نوٹ (اس کے آگے تفصیل جاننے کے لئے لطائف اشرفی میں وحدت الوجود کی بحث دیکھیں)

قال الاشرف، الشَّطْحُ هُوَ اِفَاضَةُ مَاءَ الْعِرْفَانِ عَنْ ظَرْفِ اِسْتِعْدَادِ الْعَارِفِيْنَ حِيْنَ الْاِمْتِيَازِ۔

حضرت مخدوم قدس سرہ نے فرمایا کہ شطح کے معانی یہ ہیں کہ عارفوں کے ظرف استعداد کے پر ہو جانے پر اس سے عرفان کا پانی چھلک جائے صوفیاء کرام میں وہ حضرات جن پر تجلیات ذات کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ سکر کی حالت میں آ جاتے ہیں اور اس وقت ان کی نگاہ مقام عبدیت سے اوجھل ہو گئی ہو۔ اس وقت غیر اختیاری کیفیت میں ان کی زبان سے عندالشرع قابل گرفت جملے جاری ہو جاتے ہیں۔ جسے صوفیاء کرام شطحیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر جب وہ ہوش میں آ جاتے ہیں اور ان پر

ظاہر ہوتا ہے کہ قابل گرفت جملے ان کی زبان سے جاری ہو گئے ہیں تو اس سے وہ استغفار کرتے ہیں۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفیاء کرام کا طریقہ اور قانون جو مقرر اور جاری ہے وہ یہ ہے کہ عارفوں کے کلمات شطحیات کو نہ قبول کرنا چاہئے اور نہ ان کو رد کرنا چاہئے۔ یہ مقام وصول کا مشرب ہے عقل وخرد کی یہاں رسائی نہیں ہے۔ ان کلمات شطحیہ کی بزرگوں نے تاویل بھی کی ہے جو سمجھ میں آجانے کے قابل ہے مگر یہ ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے جو پاک طبیعت ہیں اور ان کے اندر ان تاویلات کو سمجھنے کی صلاحیت بھی ہے۔ عوارف المعارف میں ہے کہ ''سکر'' ارباب قلوب کے لئے مخصوص ہے اور یہ حال کا غلبہ ہے مشائخ کبار کی زبانوں سے بعض اوقات ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جن میں عجیب وغریب اسرار اور آثار پوشیدہ ہوتے ہیں انہیں سے سکر کے حال کی بقا ہے لیکن صاحب صحو کے لئے ایسا نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ فرماتے ہیں اصحاب صحو تخت تمکین پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور اصحاب سکر شراب تلوین سے مخمور ہوتے ہیں اہل صحو پر پردہ لازمی ہوتا ہے اگر چہ کہ یہ اصحاب شراب معرفت میں غرق ہوتے ہیں لیکن مدھوش نہیں ہوتے اور ان کا باطن ان کے ظاہر کو مغلوب نہیں کرتا، محققین واصلین حق کا یہی مقام ہے یہی ان کی سیرت ہے۔ اور اصحاب تلوین (یعنی صاحب سکر) کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے، ان کا ظرف استعداد تھوڑی سی شراب معرفت سے بھر جاتا ہے۔

اور ظاہر ہے جب جام بھر جائے گا تو اس سے ضرور کچھ نہ کچھ گرے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام حال تلوین میں تھے کہ کوہ طور پر تجلی الٰہی دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ اور حبیب خدا ﷺ متمکن تھے کہ مکہ سے قاب قوسین تک تمام منازل آپ نے طے فرمائے اور تجلی الٰہی سے سرفراز ہوتے رہے لیکن بے خبر و بے خود نہ ہوئے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندگی کے کامل اور تمام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تم ہر حال میں اس کے بندے بنے رہو۔ جس طرح وہ ہر حال میں تمہارا رب ہے۔ لہذا تم ہر اس چیز کو چھوڑ دو جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہے اس وقت تمہاری زندگی کی حالت خدائے تعالیٰ کی شان استغفار اور بے نیازی جیسی ہو جائے گی۔

●●●

قال الاشرف، حقیقة التوحید هی شهود الحق علی سبیل الملکة بحیث لاینفک عنه تصور ها فی القلب هذه هو الظاهر فی هذا المظاهر علی ماهی علیه فی حد نفسها و حقیقتها اللهم ارزقنا ولجمیع الطالبین هذه النسبة الشریفة و الملاحظه اللطیفة بحرمة النبی و اله الطاهرین۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا توحید کی حقیقت حق کا مشاہدہ کرنا ملکہ کے طریقہ پر اس طرح سے کہ اس کا تصور اس سے جدا نہ ہو۔ قلب میں اس کا تصور ہو اور مظاہر میں بھی اسی کا تصور ہو (یعنی ذات مطلق کی مثال شکل موجودات کی صورتوں پر ہو) جیسا کہ وہ فی حد نفسہ اور اپنی حقیقت پر ہے۔ اے اللہ ہم کو اور تمام طالبین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پاک آل کے صدقے میں وہ شریف نسبت اور لطیف مشاہدہ عطاء فرما۔

کسی چیز کی عادت ایسی ہو جائے کہ بغیر ارادہ کے بھی وہ چیز اس سے صادر ہوتی رہے اسے ملکہ کہتے ہیں۔ حقیقت توحید کا مسلسل اتنا تصور کیا جائے کہ انوار الٰہیہ اس کے پورے وجود میں اس طرح سرایت کر جائے کہ جب بھی حق کے مشاہدہ کا ارادہ کرے اسے اپنے قلب میں اپنے وجود میں اور ساری کائنات میں انوار الٰہیہ ہی نظر آئیں اور اس مشاہدہ کا اتنا استحضار ہو جائے کہ جدھر رخ کرے ادھر اللہ ہی نظر آئے تمام اشیاء اس مشاہدہ میں چھپ جائیں حتی کہ خود کی ذات وصفات بھی اس مشاہدہ میں غائب ہو جائے شہود کی اس نسبت سے ذرا بھی غفلت نہ ہونے پائے ہمہ

وقت اس نسبت کو قائم رکھے اس نسبت سے غفلت کو صوفیہ موت سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ ارباب ذوق وعرفان اور اصحاب شوق ووجدان کے نزدیک جس نے نسبت شریفہ کی نگرانی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں دم بھر کے لئے بھی غفلت وفراموشی کی اس کو مردار کہا کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا کل نفس یخرج بغیر ذکر الله فھو میتۃ ہر وہ سانس جو بغیر یاد الٰہی کے نکلے وہ مردار ہے اس غفلت کی موت کی خبر دنیا کے ہر چوپائے کو ہو جاتی ہے انسان کو اس کی خبر نہیں ہوتی ہے حضرت قدوہ الکبریٰ نے فرمایا توحید الٰہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنی شان یکتائی اور بے مثلی سے متصف ہے کسی کے کہنے اور اقرار کرنے سے نہیں کان الله لم یکن معه شی (اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی شئی اس کے ساتھ نہیں تھی) اور اب بھی اسی شان یکتائی اور ازلی صفت کمال سے متصف ہے کوئی تغیر وتبدل نہیں (الآن کما کان اب بھی وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ پہلے تھا) ماسوا اللہ کے کثرت وجود سے اس کی یکتائی پر کوئی اثر اور فرق نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماسوا اللہ کا وجود آج بھی اس کے وجود میں گم اور مٹا ہوا ہے کل شئی ھالک الا وجهه اور یہ حقیقت ان ہستیوں پر جو زمان ومکان کی تنگیوں سے آزاد ہو چکے ہیں ظاہر ہے اور وہ اسی طرح مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سید عالم ﷺ کے صدقے میں تمام اشرفیوں کو اس نسبت سے مشرف فرمائے۔ (آمین)

قال الاشرف، الذات البحث محتجب برداء کبریائه سرمدا ولم یصل الیه من الموجودات۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذات بحت اپنی کبریائی کی چادر میں ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہے اور کوئی ہستی کبھی اس تک رسائی نہیں کرسکی۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بزرگ میں سے حضرت شیخ الاسلام احمد آبادی نے نیاز مندانہ عرض کیا کہ آدمی بڑا حوصلہ منداور باہمت واقع ہوا ہے تو جب وہ سلوک میں مراتب وکمالات کے میدانوں کو طے کرکے بھی ذات بحت تک اس کی رسائی نہیں ہوئی تو پھر اس سے اس کو کیا نفع ہوا۔

آپ نے ارشاد فرمایا درجات تحقیق کی جانب قدم بڑھانے والوں اور بیابان توفیق کی سیر کرنے والوں کا یہ مقصد نہیں ہوتا ہے کہ وہ دریائے احدیت میں ڈوب جائیں اور الوہیت مطلقہ کے صحرا میں گم ہوجائیں بلکہ اس راہ میں چلنے والوں کے سلوک کا کمال یہ ہے کہ اپنی حقیقت موجودہ اور علمی صورتوں سے ان احکام کا مستحق ہوجوان سے جاری ہون اس کی مثال ایسی ہے کہ دنیا کی سلطنت میں کوئی شخص کتنا ہی بادشاہ کا مقرب ہوجائے اور ہر وقت مستعد اور حاضر باش ہو اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ کی ذات پر اسے تصرف اور اختیار ہو بلکہ اس قرب کا کمال یہ ہے کہ وہ وزیر یا نائب یا صدر ہوجائے اسی طرح یہ قرب خاص کا منصب عارفوں کے لئے ہے بس یہی صورت ذات بحت تک رسائی کا ہے۔

ذات بحت ہمیشہ عزت وکبریائی کے پردہ میں ہے وہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ اولیاء کرام کا یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ وہ ذات ادراک سے بالاتر ہے

کائنات اور موجوادت میں کوئی فرد ایسا نہیں خواہ اولیاء کاملین یا انبیاء مرسلین ہوں جس نے ادارک کیا ہو عظمت و کبریائی کے پردہ میں ہمیشہ مخفی و پوشیدہ ہے **لاتــدر کـــه الابـصــار** آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اس کو نہیں پاسکتیں ہیبت وجلال کے پردے نے ہر پرواز کرنے والوں کے پر جلا ڈالے باز وشل کردیئے ہیں۔

کس نہ دانست کہ منزل گہہ آں یار کی ست ☆ این قدرست کہ بانگے حبر سے می آید

کسی کو نہیں معلوم کہ یار کی منزل ومقام کہاں ہے اس سے عاجز ہوجانے کا نام ہی معرفت ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا **کل الناس فی ذات الله حمقی** تمام لوگ خدا کی ذات کے بارے میں نادان ہیں اس کی معرفت میں جاہل ہیں۔کسی بھی صورت میں خدا کی ذات کو سمجھ لینا محال ہے ممکن نہیں ہے حضرت شیخ کبیر نے عرض کیا جب ذات تک رسائی ناممکن ہے جیسا کہ فرمان رب ہے **لایحیطون به علما** علم اس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔پھر اولیاء اللہ کے مقامات ودرجات میں کمی بیشی کس طرح واقع ہے حضرت مخدوم اشرف قدس سرہ نے فرمایا کہ عارفوں اور سالکوں کی کامیابی اور عروج اور ناکامی ونزول کی تفریق صفات وتنزلات میں ہے۔(یعنی صفات کی تجلی کا جتنا متحمل ہوگا وہی اس کے مراتب ومقام ہیں اور ہر صفت کی تجلی غیر متناہی ہے اس کی حد ونہایت نہیں ہے **کل یوم فی شان** ہر آن اس کی شان نئی ہے ایک تجلی دوبار نہیں ہوسکتی)۔

آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز ☆ پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا التـفـکـر فـی ذات الـلـہ مـحـال فلم یبق التفکر الافی الکون اللہ تعالیٰ کی ذات میں فکر محال ہے تو اب فکر کی گنجائش صرف مخلوقات میں رہ گئی۔

قـال الاشـرف، سبـحـان من لاتغیر فی ذاته ابدا ولا منتهی فی حصول صفاته سرمدا۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پاک ہے اللہ جس کی ذات میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہے اور نہ اس کے صفات کے حصول کی کوئی انتہاء ہے۔

یعنی انسان کے عروج کمال کی کوئی انتہا اور غایت نہیں ہے ایک سالک راہ طریقت میں کروڑ سال بھی عروج کرتا رہے تو بھی کسی حد کو نہیں پہونچ سکتا اگر سالک ہر سانس پر اسے عروج وترقی نصیب ہوتی رہے تو حاصل کی ہوئی تمام نعمتیں ایک قطرہ ہیں اور جو باقی رہ گیا وہ دریا ہے اس کی ظاہر حالت ایک ذرہ ہے اور جو باقی ہے وہ آفتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی صفت کی انتہاء وغایت نہیں ہے کل یوم ھو فی شان ہر آن نئی شان نئی تجلی نئے جلوے اور ہر تجلی عروج کی ایک منزل ہے اس غیر متناہی (بے انتہا) تجلیوں کے باوجود اس کی ذات الآن کما کان ہے کوئی فرق نہیں ہے اور اس کے صفات کے جلوے غیر محدود یہ سالک کی ہمت پر ہے کہ وہ کتنا آگے عروج کرتا ہے کتنا اس کے جلوؤں کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں سمیٹ پاتا ہے ہے'' فکر ہر کس بقدر ہمت اوست'' اور جتنا بھی وہ پاتا ہے وہ صرف قطرہ ہے دنیا میں بھی عروج ہوتا رہے اس سے جدا ہونے کے بعد عالم برزخ پھر عالم حشر، پھر جنت کی ابدی

رہائش میں بھی عروج ہوتا رہے پھر بھی حاصل شدہ نعمت ذرہ اور قطرہ ہے۔ کیا خوب حضرت سعدی نے فرمایا ہے۔

نہ حسنت غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں ☆ بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں

باقی نہ تیرے حسن کی کوئی انتہا ہے نہ سعدی کے بیان کی حد ہے۔ استسقاء والا دریا میں پانی پیتے پیتے مرگیا اس کے باوجود اسکے پینے سے دریا میں کوئی کمی نہیں ہوئی (استسقاء ایک بیماری ہے جس میں مریض کتنا بھی پانی پیئے اس کی پیاس نہیں بجھتی ہے بلکہ اور بڑھ جاتی ہے یہی حال دریائے معرفت میں غوطہ لگانیوالے بلند حوصلہ عارفوں کا ہوتا ہے کہ ہمہ وقت یار کے جلووں میں غرق رہنے کے باوجود ان کی زبان پر ماعرفناک حق معرفتک تجھے ہم نے کما حقہ نہیں پہچانا کا نعرہ جاری رہتا ہے)

ہر آن تجلی کا تجدد اور نئی شان کا ظہور رب العلمین کی ذات وصفت کے اندر کوئی تغیر نہیں پیدا کرتا اگر چہ یہ تجلی کا تجدد بیک وقت کروڑوں انسان پر ہو رہا ہے اور ابد تک اسی طرح ہوتا رہے گا پھر بھی وہ آلان کما کان ہی کی شان سے متصف ہے اور کروڑوں انسان پر ہوتی تجلی ایک قطرہ سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتی ہے۔

صاحب بحر المعانی فرماتے ہیں کہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ دریا کے سفر میں تھا اسی دوران ایک گوریا کشتی کے کنارے آکر دریا سے پانی پی کر اڑ گئی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اس گوریا نے جو پانی دریا سے پیا ہے اس کے پیئے ہوئے پانی کو دریا کے پانی کے مقدار سے ممکن ہے ایک نسبت ہو جائے۔ لیکن پروردگار عالم نے تمام مخلوق جن وانس وملائک وغیرہ کو جو علوم عطاء فرمائے ہیں ان تمام کے علوم کو خدا

کے علم سے اتنی بھی نسبت نہیں ہوسکتی ہے باقی صفات کو اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ہر صفت کا یہی حال ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے لامحدود ہے اس کے وسعت کی کوئی حد نہیں ہے۔

قال الاشرف التصرف فی الحقیقة من الله تعالیٰ لان الکمال فی ان تصدر الافعال کلها بارادته واختیاره اذ صدورها بلا اختیار وارادة نقص والکمال فی ان یکون سمیعا وبصیرا ومتکلما وموجدا الی سائر صفاته الذاتیه والفعلیة والکمال فی ان یکون جمیع صفاته دائمه الثبوت ازلا وابدا اذا تخلف عن واحدة منها وقت مانقص

ترجمہ: حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تصرف درحقیقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے کیونکہ شان کمال اسی میں ہے کہ سارے افعال اس کے ارادہ اور اختیار سے صادر ہوں کیونکہ بے اختیار اور بے ارادہ افعال کا صادر ہونا ناقص وعیب ہے اور شان کمال اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع۔ بصیر، اور متکلم اور موجد اور تمام صفات ذاتیہ اور فعلیہ سے متصف ہو اور کمال اس میں ہے کہ اس کے تمام صفات ازلی اور ابدی ہوں ان میں سے کوئی بات بھی کسی وقت نہ ہوئی تو یہ نقص وعیب ہے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے یہ منقول ہے کہ اولیاء اللہ کا یہ مقررہ کردہ قانون ہے کہ تمام کائنات اسماء وصفات الٰہیہ کی مظاہر ہیں لیکن بادشاہوں پر مظہریت زیادہ روشن ہے اور بادشاہ اللہ کی صفت تکوین کے مظہر ہیں اور تمام بزرگون کا اس پر اتفاق ہے اس

لئے ان کے تمام آداب کا خیال رکھنا چاہئے اور عاجزی وانکساری سے پیش آنا چاہئے
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے معرفت کا دعویٰ کیا
اور دولت مندوں کے سامنے عاجزی اور انکساری نہ کرے تو دعویٰ معرفت میں وہ
جھوٹا ہے اس لئے کہ جب عارف کی رسائی توحید حقیقی تک ہوئی اور کثرت میں
وحدت کا جلوہ دیکھنے لگا کہ تمام کائنات آئینہ اور مظہر ہے جس میں محبوب حقیقی کا جمال
وکمال کے سوا کچھ ظاہر نہیں ہے تو دولت مندوں کے سامنے جو مظہر صفت غنا ہے
عاجزی نہ کرنا مشاہدہ حق کے نہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ حدیث میں ہے من تواضع غنیا
لغناہ فقد ذھب لہ ثلثا دینہ یعنی جس شخص نے کسی غنی کی تعظیم اس کے غناء
اور دولت مند ہونے کے سبب سے کیا اس کا دوتہائی دین جاتا رہا جواب یہ ہے کہ اس
حدیث کا ظاہری مفہوم صوفیہ کے قول کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ لیکن حقیقۃً مخالف
نہیں ہے کیونکہ ''لغناہ'' کی ضمیر غنی کی جانب راجع ہے نقصان اس وقت ہوگا جب
دولت کو اس غنی کی طرف منسوب کرے مگر جو شخص یہ جانتا ہو کہ غنا صرف حق کے لئے
ہے اور دولت مند کی غنا دراصل غنائے حق ہے جس کا ظہور اس سے ہو رہا ہے تو اس
کے سامنے عاجزی کرنا ضروری ہے۔

عارف کو فتوح نصیب ہو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس دینے والی کی صورت میں
درحقیقت حق تعالیٰ عطاء کر رہا ہے ہرات کا کافور بادشاہ حضرت شیخ اسلم طوسی کو ایک خط
لکھا اور کچھ سونا نذر میں بھیجا شیخ نے وہ نذر واپس کر دیا اور یہ کہا مجھ کو اس کی حاجت

نہیں ہے تم نے جن لوگوں سے زبردستی چھینا ہے اسے واپس کردو کافور نے جواب دیا کہ میں مال سختی سے وصول کروں یا نرمی سے تمہارا اس میں کیا دخل ہے کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا وللہ مافی السموات وما فی الارض وما بینھما (جو کچھ آسمانوں اور زمینوں اور اس کے درمیان ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے) اب بتا کہ کافور کہاں ہے اور تو نے حق سے کیوں نہیں قبول کیا۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کافور کی یہ معرفت اسلم طوسی کی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو تھوڑی معرفت عطاء کرتا ہے اگر وہ اپنی معرفت کے موافق کام انجام دیتا ہے تو اس کی معرفت بڑھا دیتا ہے اور معرفت کے خلاف کام کرتا ہے تو دی ہوئی معرفت سلب تو نہیں ہوتی لیکن زیادتی نہیں ہوتی ہے اور قیامت کے دن معرفت کے موافق معاملہ کیا جائے گا۔

قال الاشرف، المعرفة نوعان معرفة ذاتية ومعرفة صفاتية معرف الصفات يكون لسانه طويلا ومعرف الذات يكون لسانه كليلاً

حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا معرفت کی دو قسمیں ہیں معرفت ذاتیہ اور معرفت صفاتیہ صفات کے عارف کی زبان دراز ہو جاتی ہے اور ذات کے عارف کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ سے دریافت کیا معرفت ذات کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ذات حق میں علم کا نام جہل ہے اور معرفت کی حقیقت میں کلام کرنا

حیرت ہے اور اشارہ کرنا شرک ہے اور ذات حق میں بات کرنا نادانی ہے کیونکہ کسی
شخص کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں گفتگو نہیں ہے۔ اور جائز نہیں ہے کہ کچھ کہے،
مگر اتنا ہی جتنا کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جس کو بتا دیا، مگر اس کی
کیفیت ادراک (سمجھنے) کے قابل نہیں ہے مان لینے اور تسلیم کر لینے کے سوا کوئی چارہ
نہیں ہے حقیقت میں کوئی گفتگو نہیں وہاں صرف حیرت ہی حیرت ہے اللہ کے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا لا ابلغ مدحتک ولا احصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علی نفسک۔ اے اللہ میں تیری تعریف نہیں کر سکتا نہ تیری ثنا کر سکتا ہوں
تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی تعریف کی ہے اسے بس اتنا جان لو کہ وہ ہے اور اللہ
تعالیٰ یکتا اور بے مثال ہے اشارہ شرک ہے حق کے سوا سب باطل ہے حضرت جعفر
خلدی رحمہ سے لوگوں نے دریافت کیا عارف کون لوگ ہیں انھوں نے جواب دیا
عارف وہ ہیں جو نہیں ہیں۔ اگر وہ ہیں تو عارف نہیں ہیں۔ عارف کا دل آئینہ ہوتا ہے
جب اس پر نظر ڈالتا ہے تو اللہ کو دیکھتا ہے۔ اللہ کی ذات میں گفتگو جہالت ہے۔
اور حقیقت ومعرفت میں کلام کرنا حیرت ہے حیرت کا سبب ہے یعنی رب کی معرفت
میں کلام کرنا حیرت کا سبب ہے کیونکہ رب کی معرفت رب ہی کو ہو سکتی دوسرے اس
کام سے عاجز ومتحیر ہیں اور اس کی ذات کی جانب اشارہ کرنا شرک خفی ہے۔

حضرت شیخ خیر الدین سدھوری جو آپ کے اجل خلفاء سے ہیں انھوں نے
اپنے پیر حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سے عرض کیا کہ عارفین کے
مشہور قول من عرف اللہ کل لسانہ جس نے اللہ کو پہچان لیا اور اس کی زبان

گونگی ہوگئی۔ اور من عرف الله طال لسانه جس نے اللہ کو پہچان لیا اس کی زبان
لمبی ہوگئی۔ دونوں قول کی کیا تعبیر وتفسیر ہوگی۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا جب
بندہ کل کی نفی کرتا ہے تو ہر جز و وجود کل میں داخل ہوتا ہے حتی کہ بندے کا وجود بھی نفی
کے اندر شامل وداخل ہوتا ہے حالانکہ کوئی مثبت یعنی اقرار وثابت کرنے والا ہونا
چاہئے جو ذات خداوندی کا اثبات کرے اور اس وقت حکم اثبات ختم ہوجاتا ہے جس کی
وجہ سے وہ کل لسانہ کا مصداق بن جاتا ہے یعنی اسکی زبان گونگی ہوجاتی ہے
اور جب وہ صحرائے نفی سے نکل کر کوئے اثبات میں داخل ہوتا ہے اور دل کی آنکھ سے
انوار واسرار الٰہی کا مشاہدہ کرکے محفوظ ہوجاتا ہے اور تجلیات وکشف وارادات سے
لذت پاتا ہے اس وقت اس کا حال طال لسانہ کا مصداق بن جاتا ہے یعنی اس کی زبان
لمبی ہوجاتی ہے۔

قال الاشرف نهاية المعرفة هی وجدان الحق بحيث
لاينفک عنه كالبصارة عن البصر والسماعة عن السمع ۔

ترجمہ: حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا معرفت
کی انتہاء حق کو پانا ہے اس طرح کہ کبھی اس سے جدا نہ ہو جیسے بینائی آنکھ سے اور
سماعت کان سے۔

عرفان کی نسبت جو حق سے ہے اسی نسبت کا پانا یافت وشہود حق ہے اسی
نسبت کو قائم رکھنا اور اس سے غافل نہ ہونا ہی اصل کمال ہے یہ نسبت ہمیشہ قائم رہتی
ہے اسی کی جانب مذکورہ قول میں اشارہ ہے کہ جیسے آنکھ سے بینائی اور کان سے سماعت

جدانہیں ہے۔ اسی طرح نسبت معرفت حق سے جدانہیں ہے اسی کو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے دوسری جگہ یوں واضح فرمایا ہے کہ عارف رفتار و گفتار میں پلک جھپکنے کے برابر بھی نسبت سے غافل نہیں ہوتا۔ بلکہ کھانے پینے اور سونے میں بھی اس کو غفلت نہیں ہوتی ولی اور صوفی کا کوئی بھی تصرف کائنات میں درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کا تصرف ہے۔ اسی لئے کمال اس کو کہتے ہیں کہ تمام کام اختیار اور ارادے سے صادر ہوں۔

قال الاشرف. لاینبغی لاحد ان یشتغل فی اشغال التصوف الا ان یعلم علوم التعرف وعقائده واصطلاحاته ومقاماته واطلاق کلماته فی مجاری حالاته۔

ترجمہ: حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسے شخص کو اشغال تصوف میں مشغول ہونا درست نہیں ہے جو علوم معرفت اور تصوف کے عقائد واصطلاحات اور اس کے مقامات اور اس کے احوال کے مواقع میں کلمات کے اطلاق کو نہ جانتا ہو۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا جب مجھے حضرت عبدالرزاق کاشانی سے شہر کاشان میں شرف ملاقات حاصل ہوا اس وقت کچھ ارباب تصوف اور اصحاب معرفت حضرت شیخ سے فصوص الحکم مصنفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی سند حاصل کرنے کے لئے فصوص پڑھ رہے تھے میں بھی اس درس میں شریک ہو گیا۔ اس وقت وہ حضرات جو شریک درس تھے فصوص کا مقدمہ ختم کر چکے تھے میرے شریک درس ہونے پر حضرت شیخ نے مجھ پر خصوصی شفقت ومحبت کے سبب اس

مقدمہ کو دوبارہ پڑھایا۔ میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں شیخ اکبر کی اصطلاح کبیرہ اور فتوحات مکیہ کی ایک جلد نذر کیا۔

ایک دن حضرت نصیحت کی غرض سے اس فقیر اور بعض ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ اس فن کا طالب جب تک اصطلاح کی باریکیاں اور اس کے حقائق سے اچھی طرح آگاہ نہیں ہوجاتا اور بزرگوں وصوفیوں کے مقامات اور کلمات کے اسرار وعوارض کو نہیں سمجھ لیتا اس وقت تک وہ تصوف کے اندر آیات کا تعارض اور احادیث ومحکمات کا تقابل نہیں ختم کرسکتا۔ اور مشائخ کے کلمات کو صحیح محل پر نہیں صرف کر سکے گا۔ مثلاً آیت لیس کمثله شئی وهو السمیع البصیر اس آیت کا نصف تنزیہہ ہے اور دوسرا نصف تشبیہ میں ہے اگر علوم اصطلاح کا عالم نہ ہو تو اس کو کیسے سمجھے گا۔ اسی طرح بعض آیات سے موجودات کا عدم ثابت ہوتا ہے اور بعض سے وجود کا ثبوت ہوتا ہے اس کے درمیان کیسے توافق پیدا کرے گا لہذا فن تصوف کے اصطلاح کی باریکیاں سے اچھی طرح واقف ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

قال الاشرف. الخرفة علامة العشاق وهيبة النفاق.

ترجمہ:۔ حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خرقہ عاشقوں کی علامت ہے اور فاسقوں کے لئے ھیبت ہے خرقہ پہننا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور تمام مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ کے سر پر درۃ القاج درخشاں تھا۔ جو آپ کو بہشت میں عطاء کیا گیا تھا اور رب

کریم کی جانب سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خلعت عطاء ہوا جب آپ نے اسے زیب تن فرمایا تو آپ کے قلب مبارک میں یہ خیال آیا کہ میری امتیوں کو بھی اس خلعت سے حصہ نصیب ہوتو کیا اچھا ہوتا۔ فوراً جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے امتیوں کو بھی ایک حصہ ملے گا جس کے لئے ایک شرط مقرر کیجاتی ہے اس شرط پر جو اترے گا وہی اس کا حقدار ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے تشریف لائے تو آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اگر یہ خرقہ تم کو پہنا دیا جائے تو تم کیا کرو گے آپ نے فرمایا میں صدق وصفاء کی آخری حد تک جاؤنگا۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا میں عدل اونصاف کا ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑں گا۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں حیاء کی بارش سے کشت زار روزگار کو سیراب کرونگا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا چونکہ خرقہ نفس کا پردہ پوش ہے لہذا اس سے عیوب کے چھپانے کا کام لیا جائے گا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی یہ خرقہ تم کو مبارک ہو اس کی یہی شرط ہے۔

مشائخ کرام سے یہ روایت منقول ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے ایک کپڑا لائے تھے جس کے چار ٹکڑے کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹکڑا حضرت صدیق اکبر کو ایک حضرت عمر فاروق کو ایک حضرت عثمان کو اور ایک

حضرت علی رضی اللہ عنہم کو دیا اور ہدایت فرمایا کہ ان کو حفاظت سے رکھنا ضرورت کے وقت طلب کیا جائے گا چند دنوں کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا طلب فرمایا تو تین اصحاب کے پاس سے گم ہوگیا حضرت علی رضی اللہ عنہ چاروں ٹکڑے حاضر لائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو مبارک ہو تم پہنو اور دوسرون کو پہناؤ۔

قال الاشرف، الحلق والقصر هو وضع اشعار العلايق والعوائق عن فرق الطالب واقتصار اليدمن امور الكونين بطالب۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا کہ حلق وقصر یہ ہے کہ طالب کے سر سے علائق اور عوائق کے بال دور کیے جائیں اور طالب کے ہاتھ کو کونین کے امور سے روکا جائے۔

سر منڈنے یا بال تراشنے کا طریقہ تمام مشائخ کے درمیان رائج رہا ہے اور ہر دور میں یہ سلسلہ قائم رہا حلق وقصر سے یہ مفہوم مراد لیا جاتا ہے کہ طالب کی ذات سے دنیا کے تعلقات اور ان تمام رکاوٹوں کو ختم کیا جاتا ہے جو اسے خدا رسی کی راہ میں حجاب بن سکتے ہیں اور دنیا و آخرت کی ہر خواہش اس سے ختم کیجاتی ہے کوئی حرص وطمع وہ اپنے دل میں نہ پیدا ہونے دے بس صرف ایک لگن اس کے دل میں قائم رہے اللہ تعالیٰ کی قربیت کا حصول مقصد ہو بس۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قصر سے حلق افضل ہے لیکن مبتدی کے لئے پہلے قصر بہتر ہے کہ پہلی بار اس راہ میں قدم رکھنا دشوار ہے لہذا

تدریجاً ترتیب وار یہ کام انجام دیئے جائیں نہایت پر پہونچنے کے بعد حلق افضل ہے۔

حضرت مخدوم بہار شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کوئی شخص مرید نہیں ہوتا جب تک شیخ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لے سر کے بال نہ تراشے اور خرقہ نہ دے۔ خرقہ سے مراد ٹوپی یا اور کوئی کپڑا ہے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب حکم خداوندی کے بموجب محلقین رؤسکم (اپنے سروں کو منڈوا کر) حلق سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رب العلمین سے چار کلاہ لے کر آئے اور آپ کے سر اقدس پر رکھدیا۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سر مونڈے اور ان کے سر پر کلاہ ایک تر کی رکھدی پھر تکبیر کہدی اس کے بعد حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سر مونڈے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر کلاہ دو تر کی رکھدی پھر تکبیر کہی۔ پھر حضرت عمر فاروق نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سر کے بال مونڈے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر کلاہ تین تر کی رکھی اور تکبیر کہی پھر حضرت عثمان غنی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سر کے بال صاف کئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر کلاہ چار تر کی رکھی اور تکبیر کہی۔

چار پیر اور چار تکبیر کا یہی معنی مقصود ہے۔

قال الاشرف. الصلوۃ وھی الانفصال عن الصلوٰۃ والاقبال الی الصلوۃ. ترجمہ نماز سے جدا ہونا اور نماز میں متوجہ ہونا حضرت مخدوم سلطان سید

اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
اول ماافترض اللہ علی المسلمین الصلوٰۃ واول مایحاسبون علیھم یوم القیامۃ الصلوۃ ۔ پہلی چیز جواللہ نے مسلمانوں پر فرض کی وہ نماز ہے اور سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا حساب ہوگا وہ نماز ہے نماز جامع عبادت ہے اس لئے کہ اس میں مختلف عبادت شامل ہے ہر وہ عبادت جوتمام مخلوقات سے صادر ہوتی ہے وہ سب اس میں پائی جاتی ہے۔ ربوبیت کا اقرار، گناہوں سے معافی، فحشاء اور منکر سے دوری، خشوع وخضوع ذلت ومسکنت، طلب حاجت، وغیرہ سب کی جامع ہے۔

نماز میں چار اہم ارکان ہیں، قیام، قعود، رکوع وسجود عرش سے فرش تک جملہ مخلوقات انہیں چار صورتوں میں عبادت کرتی ہیں۔ اور وہ کائنات کے تمام موجودات کے عبادات نماز میں شامل ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ فرماتے ہیں نماز ظاہر شرعاً جوارح سے تعلق رکھتی ہے اور نماز باطن تفکر دل سے، نماز سرِ وروح استغراق بہ فیض سے۔ خواص کا بظاہر قصد کعبہ ہے اور توجہ باطن رب کعبہ ہے کیونکہ بدن کا سجدہ خضوع ہے اور دل کا سجدہ خشوع اور ماسوااللہ سے اعراض ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الـمُصَلِّی یُنَاجِیُ رَبَّہٗ نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔ نجوی کے معنی کسی سے راز کی باتیں کہنا حضرت قدوۃ الکبریٰ رسالہ غوثیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

قال الغوث، ایّ الصلوٰۃ اقربُ الیک، قال اللّٰہ تعالیٰ الصلوٰۃُ الَّتِی لَیُسَ فیھا سِوَائی والمُصَلِّی عنھا غائبٌ لَاصلوٰۃَ لِمَن لامِعُرَاجَ لَہٗ عِنُدِیُ الُمَحُرُومُ عَنِ الصلوۃِ مَنُ ھُو مَحُرُومٌ مِنَ لامِعُراجِ عندی

کماقال علیه السلام الصلوۃ معراج المومن ۔ حضرت غوث الاعظم نے عرض کیا اے اللہ تیرے نزدیک کونسی نماز زیادہ قرب والی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نماز جس میں میرے سوا کسی کی طرف دھیان نہ ہو حتی کہ نمازی خود سے بھی غافل ہو جائے ۔ جس کو میرے پاس معراج نہیں اس کی نماز نہیں نماز سے محروم وہ ہے جو میرے پاس معراج سے محروم ہے۔ جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز مومن کی معراج ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا نماز کی لذت چھ چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ حضور دل۔ فہم معانی۔ عظمت الٰہی خوف۔ رجا۔ اور حیاء سے۔ اور کہا گیا ہے کہ اَلْمُصَلِّی یَحْتَاجُ اِلٰی اَرْبَعَۃِ اَشْیَاءٍ خفاء النفس وَذِھَابُ الطَّبع صَفَاء السِّرّ وَ کَمَالُ الْمُشَاھَدَۃِ ۔ نمازی چار چیزوں کا محتاج ہے۔ خفاء نفس ۔ طبیعت کے بدل جانے ۔ اور سر کے صاف ہونے اور مشاہدہ کے کامل ہو جانے کا۔ اور اخص الخواص نماز شروع کرتے ہیں تو اِنِّی ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّی کا معنی ان کے دل پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس میں اپنی ان کی نفی اور وجود مطلق کا اثبات کرتے ہیں اور تکبیر میں ملک وملکوت کو محو جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کو اپنے ظاہر و باطن کا ناظر اور خود منظور تصور کرتے ہیں۔ کما قال علیه السلام الاحسان ان تعبد الله کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراک ۔ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ حاصل نہیں تو یہ دھیان رکھو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

عوام طریقت نماز میں صحو سے سکر کی جانب آتے ہیں نہیں جانتے کیا

ادا کررہے ہیں اور خواص طریقت سکر سے صحو کی طرف آتے ہیں تاکہ اداءنماز کی شرطین اوراس کے حقوق ادا کرسکیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا نماز ارکان خمسہ پر مشتمل ہے۔

اول روزہ جوکہ اکل وشرب و جماع سے رکنے سے عبارت ہے جو اس میں پائے جاتے ہیں۔ دوم زکوٰۃ جو حکم شریعت کے مطابق ایثار اموال سے عبارت ہے اور یہ نماز میں ایثار ثواب ہے تمام مسلمانوں پر۔ سوم حج کہ احرام ہے نماز میں تحریمہ ہے۔ چہارم جہاد جو کفار سے لڑائی کرنے سے عبارت ہے اور نماز میں وہ عین جہاد ہے اسلحہ یعنی شرائط نماز الوضوء سلاح المومن لشکر کثرت کو شکست دیکر بادشاہ وحدت کی فتح ونصرت ہوتی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ حضرت شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ نماز میں تکبیر مقام ہیبت اور قیام مقام قربت ہے اور قرأت مقام مکالمہ ہے اور رکوع مقام خشیت ہے اور سجود مقام مشاہدہ ہے اور قعود الفت ہے۔

عارف ربانی حضرت عین القضاۃ فرماتے ہیں کہ جو لوگ نماز ادا کرتے ہیں ان کا باطن نور مشاہدہ سے منور ہوتا ہے چاہتے ہیں کہ نور مشاہدہ تمام اعضاء میں سرایت کرجائے۔

اور جن لوگوں کو نماز میں حضور قلب نصیب ہے ان کے بارے میں صاحب شرح تعرف فرماتے ہیں۔ خَرَقَتِ الْحُجُبَ اَنْوَارَهُمْ وَجَالَتْ حَوْلَ الْعَرْشِ اَسْرَارَهُمْ وَجَلَّتْ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ اَقْدَارَهُمْ ان کے انوار نے پردوں کو چاک کردیا اور ان کے اسرار نے عرش کی جولانی کی اور ان کی قدرت صاحب عرش کے

نزدیک روشن ہوگئی حضرت مخدوم بہار قدس سرہ فرماتے ہیں منجملہ اوراعمال وعبادات کے نماز کی بات ہی کچھ اور ہے اس میں اسرار دراسرار معاملات در معاملات ہیں وہ بھی کیسے کیسے جن کا بیان کرنا ناممکن، بزرگوں نے کہا ہے۔ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَعْرِفْ جس نے اس مزے کو چکھا نہیں جانا نہیں۔ کتاب روح الارواح میں ہے کہ پانچ وقت کی نماز میں شب معراج کی یادگار ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس طہارت سے یہ تحفہ لائے ہیں جس عالم کا نام قاب قوسین ہے۔ تمہارا قد وقامت بہت چھوٹا کوتاہ ہے اور عزت قدر کا مقام کتنا بلند اتنا بلند رتبہ کہاں سے لا سکتے ہو کہ تمہیں معراج جسمانی نصیب ہو۔ اور یہ حشمت ودبدبہ بھی تم نہیں رکھتے ہو کہ براق تمہارے دروازے پر سیر ملکوت کے لئے آئے تو اب اس کی صورت یہی تھی کہ بطفیل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس امت مرحومہ کو الصلوٰۃ معراج المومن کا عظیم تحفہ سے سرفراز کر دیا جائے الحمد اللہ علی انعامہ۔

قال الاشرف. الصوم هو الامساک عن الاکل و اشرب والجماع وان یاتی بهما۔ ترجمہ: حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا روزہ کھانے پینے اور جماع کرنے اور ان دونوں کے اسباب سے روکنا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا روزہ سے مراد صرف بھوک نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ دوسرے فوائد اکٹھا ہو جاتے ہیں اگر صرف بھوک سے کمال حاصل ہوتا تو تمام جوگیوں کو کامل ہونا چاہئے معلوم ہوا کہ بھوک سبب کمال نہیں ہے بلکہ سبب کمال عرفان ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ مِنْ صَوْمِهٖ الاجوع

وعطش ۔ بہت سے روزہ دار ہیں کہ انہیں بھوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں۔
حضرت مخدوم سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشائخ کے اقوال ہیں کہ روزہ میں ریاضت ہے ریاست ہے مجاہدہ ہے سخاوت وکرامت، آشنائی وروحانی روشنی ہے اس سے دل کی بیداری بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ اور خاموشی سے زیادہ پسندیدہ عبادت ہماری بارگاہ میں کوئی نہیں۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا کہ اصحاب طریقت تمام اعضاء سے روزہ رکھتے ہیں تاکہ روزہ کی حقیقت حاصل ہو سکے۔ جیسے آنکھ کا روزہ کہ حرام چیزوں پر نظر نہیں کرتے اور جس پر نظر ڈالتے ہیں اسے حق کا آئینہ تصور کرتے ہیں۔ اسی طرح کان کا روزہ کہ لایعنی کلام کے سننے سے باز رکھتے ہیں اور جو کچھ سنتے ہیں اسے صوت حقیقی جانتے ہیں۔

زبان کا روزہ یہ ہے کہ زیادہ بولنے سے بچتے ہیں اور جو کچھ بولتے ہیں اس میں متکلم حقیقی کو ملاحظہ کرتے ہیں ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ چلنا پھرنا ہنسنا بولنا سب خدا کی طرف سے ہو خدا کے لئے ہو۔ نفس کا روزہ کھانے پینے سے امساک ہے۔ دل کا روزہ خواہش نفس کے خلاف عمل کرنا۔ روح کا روزہ امیدوں کا قطع کرنا ہے قیامت کے دن سب عبادتیں حق العباد میں دشمنوں کو دی جاسکتی ہیں لیکن روزے کا ثواب ضائع نہ ہوگا کیونکہ ہر عبادت کی جزاء جنت ہے مگر روزے کی جزا حق تعالیٰ ہے۔

اخص الخواص کا روزہ خالص للہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا صمت فلتصم سمعک وبصرک ولسانک، جب تو روزہ رکھے تو چاہئے

کہ تیرا کان تیری آنکھ اور تیری زبان و دل بھی روزہ رکھے۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ثَلٰثَةٌ يُفْطِرْنَ الْغِيبةُ وَالْكِذْبُ ، وَالْفُحْشُ وقال اغتاب صَائِمٌ اَفْطَرَ تین چیزیں روزہ کوتوڑ دیتی ہیں۔ غیبت، جھوٹ، اور بُری بات اور فرمایا روزہ دار غیبت کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، محققین صوفیہ کہتے ہیں کہ جس طرح قوت جسمانی کھانے پینے پر موقوف ہے اسی طرح قوت روحانی بھوکے پیاسے رہنے سے پیدا ہوتی ہے۔ الجوع طَعَامُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ بھوک خدا کی زمین میں خدائی غذا ہے۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جَوِّعُوا بُطُونَكم وَاظْمَاؤا اَكْبَادَ كُمْ وَاعَزُّوْا اَجْسَادَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَرَوْنَ رَبُّكُمْ عَيَانًا شکم بھوکا، جگر پیاسا، اور بدن برہنہ رکھو تو امید ہے کہ اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے۔ اس عالم میں دل کی آنکھوں سے اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے مشاہدہ نصیب ہوگا۔ حدیث قدسی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا كُلّ عَملِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ اِلٰى سَبْعِيْنَ الاالصَّومُ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِئْ بِهٖ جو عمل انسان کرتا ہے اس کا اجر دوگنا ملے گا یہاں تک کہ ایک کا ستر تک اضافہ ہوگا۔ مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور اس کی جزا خاص میں دونگا الصوم لی انا اجزی بــہ پر بحث کرتے ہوئے محققین صوفیہ فرماتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق ظاہری اعضاء کی حرکت سے نہیں ہے جبکہ دیگر فرض عبادت کی دائیگی کا تعلق اعضاء کی حرکت سے ہے اور اس کا علم بھی لوگوں کو ہوجاتا ہے

جبکہ روزہ کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے بندون کو نہیں۔ اسی لئے فرمایا روزہ میرے لئے ہے یعنی جس عبادت کا علم لوگوں میں نہیں ہے اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ لوگوں سے پوشیدہ عطاء فرمائے گا۔

دوسرا مفہوم یہ ہے الصوم لی سے مراد شان صمدیت ہے کہ بے نیازی میرے لئے ہے گویا صوم بمعنی صمدیت بے نیازی ہے کیونکہ صمد کی شان یہ ہے کہ وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے تو جو شخص کھانے پینے سے بے نیاز ہوا اللہ تعالیٰ کی صفت اپنا لے اسے اللہ تعالیٰ خود ہی اجر عطاء فرمائے گا۔

اور میں ہی اس کا اجر دونگا کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعمال حسنہ پر ثواب کی شرح کا ذکر فرمایا ہے مثلاً ایک کے بدلے دس اور دس کے بدلے سات سو نیکیوں کا اجر ہے۔ مگر روزہ دار کے بارے میں کسی ایسی شرح کا ذکر نہیں فرمایا ہے کیونکہ روزہ دار اصل صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور صبر کرنے والوں کے اجر کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں کیا ہے۔

اِنَّما یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ صابروں کو ان کا ثواب بے حساب بھرپور دیا جائے گا چونکہ روزہ میں تمام مرغوبات وشہوات، ولذات سے نفس رک جاتا ہے اور یہ رکنا اس کا صرف خداوند قدوس کے خوف سے اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے اور یہی روزہ داروں کو صبر کرنے والا بتایا گیا ہے لہذا اجر بھی اسی اعتبار سے رب العلمین عطاء فرمائے گا۔

قال الاشرف. الزکوٰۃ اخراج المال فی سبیل اللہ تعالیٰ اللغة

بـمـعـنـى الـعـطـايا قال عليه السلام الزكوة طهر الايمان وقال لايقبل الايمان الابالزكوٰة.

حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال کا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکالنا زکوٰۃ ہے اور لغت میں عطایا کے معنی میں ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ ایمان کی پاکی ہے۔ اور فرمایا ایمان زکوٰۃ کے بغیر قبول نہیں کیا جائے گا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا اہل شریعت کی زکوٰۃ کا حکم الگ ہے اور اہل طریقت کی زکوٰۃ کے ادائے طریق الگ ہیں۔ حضرت ابوبکر شبلی سے کسی نے پوچھا دوسو درم کی زکوٰۃ کتنی دینی چاہئے فرمایا فقہاء کے مذہب پر دوسو درم میں سے پانچ درم اور فقراء کے مذہب پر دوسو درم کی زکوٰۃ دوسو درم پانچ درم اوپر سے زائد دینا چاہئے اس نے دریافت کیا یہ کس کا مذہب ہے فرمایا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق کا مذہب ہے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا تو انہوں نے جواب دیا اللہ ورسول کو چھوڑا طہارت کی علت مال خرچ کرنا ہے اور پلیدی کی علت مال جمع کرنا ہے الزکوٰۃ طهور الایمان زکوٰۃ ایمان کی پاکی ہے اصل یہی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ فرماتے ہیں زکوٰۃ کے مختلف درجات ہیں۔ حق تعالیٰ نے زکوٰۃ نکالی خلق کو عدم سے وجود میں لایا، اور جب وجود بخشا تو بندوں کے مناسب حال عبادت کا حکم دیا۔ انبیاءؑ علیہم السلام کی زکوٰۃ مخلوق کو حق تعالیٰ کی

طرف ہدایت دینا۔ اور امر ونواہی کے احکام بتانا اور اغنیآء کی زکوٰۃ مال کا راہ حق میں خرچ کرنا۔ علمآء کی زکوٰۃ احکام دینیہ فقہ تفسیر احادیث وغیرہ بیان کرنا۔ اولیآء ومشائخ کی زکوٰۃ علم سلوک کی تلقین کرنا ہے۔ اور اخص الخواصؔ کی زکوٰۃ مرید صادق کو تصفیہ دل اور محبت ومعرفت کی دولت اور معارف وحقائق کی سعادت کا عطاء کرنا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے ایک قصیدہ میں ایک شعر ارشاد فرمایا کہ ؎

فما وجبت علی زکوٰۃ مال　　　وھل یجب الزکوٰۃ علی جواد

مجھ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی اور کیا زکوٰۃ شریف آدمی پر واجب ہوتی ہے

یعنی کریموں کا مال مبذول ہوتا ہے اور ان کی جان بے قیمت نہ مال میں بخیلی کرتے ہیں نہ خون کا قصاص لیتے ہیں ان کی کوئی ملکیت نہیں ہوتی ہے حضرت مخدوم بہار قدس سرہ فرماتے ہیں صوفیہ جان ومال دونوں اللہ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں ان کو ماسوی اللہ سے کچھ غرض نہیں ہے بزرگوں کا قول۔ الفقیر مالہ مباح ودمہ حدر فقیر کا مال مباح اور اس کا خون معاف ہے کوئی جرم نہیں درویش صادق نہ اپنے مال کا دعویٰ کرتا ہے نہ خون کا دعویٰ کرتا ہے۔

قال الاشرف. الحج ھو القصد الی طواف کعبۃ القلوب الجھاد ھو المحاربۃ بالنفس کما قال علیہ السلام رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر۔

کعبۂ دل کے طواف کا ارادہ کرنا حج ہے، اور نفس کے ساتھ جنگ کرنا جہاد ہے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی جانب لوٹے۔

حج واجب ہونے کے شرائط ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ۔ اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو راستے کی استطاعت رکھتا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن حج ہے جس وقت اس کے شرائط پائے پائیں گے حج فرض ہو جائے گا۔ اور صوفیاء کرام میں سے بعض نے کہا ہے کہ صحت بدن کے ہوتے ہوئے اور شرائط کی حاجت نہیں ہے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت فتح موصلی قدس سرہ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا راستے میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی وہ بھی چار ہاتھ پاؤں پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا بیت اللہ الحرام کا۔ فتح موصلی نے کہا تیری سواری چھوٹی ہے راستہ لمبا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے ذمہ چلنا ہے اللہ کے ذمے پہونچانا ہے پوچھا تیرا سامان سفر کہاں ہے، کہا میرا سامان سفر دل میں ہے اور وہ یقین ہے حضرت فتح موصلی نے کہا میری مراد کھانے پینے سے ہے اس نے جواب دیا اے بے خبر کیا کسی مہمان کو میزبان کے گھر کھانا پانی لیجاتے ہوئے دیکھا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ طالب حق کے لئے مطلوب کی طلب میں صحت بدن کافی ہے۔ اللہ کا عشق اس کا زاد راہ ہے اور یہ حال اہل ہمت کے ساتھ خاص ہے۔

ایک شخص نے حضرت شفیق بلخی سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا ہے انہوں نے پوچھا تیرے پاس زاد راہ کیا ہے اور اس نے جواب دیا میرے پاس زاد راہ کے لئے چار چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ جو رزق میرے لئے مقسوم ہے اس کے لئے مجھ سے زیادہ قریب کوئی نہیں ہے۔ دوم جو رزق غیروں کے لئے مقسوم ہے اس کے لئے مجھ سے

زیادہ کوئی بعید نہیں۔ سوم حکم خدا مجھ پر جاری ہے خواہ میں کسی جگہ ہوں چہارم اللہ میرے حال سے باخبر ہے میں کسی بھی مقام پر ہوں۔

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج میں مالی اور بدنی دونوں عبادت کی شرکت ہے اس میں بڑے اسرار اور رموز ہیں، درحقیقت زیارت کعبۂ معظّمہ زیارت خداوند جل وعلا ہے یعنی مکان کی زیارت سے مکین کی زیارت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں جب میں پہلی بار حرم محترم کی زیارت کو گیا تو جمال کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوا دل میں یہ خیال آیا کہ خالی گھر دیکھنے سے کیا حاصل ہر قسم کی عمارتیں تو بہت دیکھنے میں آئی ہیں میں تو صاحب خانہ کا متلاشی ہوں واپس چلا آیا دوسرے سال پھر گیا حرم میں پہونچا دل کی آنکھ کھولی مکان ومکین دونوں پر نظر پڑی خیال ہوا یہ کیا معاملہ ہے عالم الوھیت میں شرکت کہاں اور مرتبہ وحدانیت میں دوئی کا وجود کیونکر؟ پھر محبوب، خانہ، اور میں تین تین کا مجموعہ پناہ خدا، ایک کے سوا اس راہ میں دو دیکھنے والا علیحدہ ہے وائے بر حال ما کہ میں دو سے بڑھکر تین تک پہونچ گیا میں تو ملحد ہو گیا یہ سوچکر واپس لوٹ آیا اور تیسرے سال پھر پہونچا حرم میں آیا تو لطف محبوب نے مجھ کو آغوش رحمت میں لیا اور سارے حجابات میرے دل سے دور کر دیئے، معرفت کی شمع میرے قلب میں روشن کی انوار تجلیات نے میری ہستی کو خاکستر کر دیا اور پھر مجھے یہ خطاب ہوا **انت زائری حقا فحق علی المزور ان یکوم زائرہ** ۔ تو میرا سچا زائر ہے تو جس کی زیارت کیجاتی ہے اس پر حق ہے کہ زیارت کرنے والے پر

بخشش کرے اسے عزت سے سرفراز فرمائے۔

تا چشم برکشادم نور رخ تو دیدم　　تا گوش برکشودآ واز تو شنیدم

جب میں نے آنکھ کھولی تو تیرا ہی جلوہ دیکھا　　جب میں نے کان لگایا تو تیری ہی آواز سنی

مجاہدۂ نفس کو حدیث میں جہاد اکبر سے تعبیر کیا گیا ہے نفس کی محنت و مشقت اور اس کی سرزنش ہر مذہب اور ہر دین میں پسندیدہ مانی گئی ہے۔ دنیا کی تمام قوموں نے اس مجاہدے کو تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مخدوم بہار قدس سرہ نے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی فرماتے ہیں کہ آدمی کی طبیعت سرکش واقع ہوئی ہے بری صفتوں اور خراب اخلاق سے اس کی طینت مرکب ہے جیسا کہ آیات قرآن اور احادیث نبوی میں بیان کیا گیا ہے نفس امارہ کے تسلط کا اثر جب انسان پر پڑتا ہے تو یہ گمراہیوں میں مبتلا ہو کر ایمان کی روشنی سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ نفس ایک ایسا دشمن ہے جو آدمی کو محبوب اور پیارا ہوتا ہے اور محبوب کی عیب بینی سے آدمی اندھا ہوتا ہے اور آدمی نفس کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی ہے۔ مجاہدہ اس طرح کیا جائے کہ نفس ہلاک بھی نہ ہو اور نفس کی طبیعت بدل جائے۔ اس کی صفت نافرمانی کو فرمانبرداری سے بدل دینا ہی اصل تربیت حصول کمال کا سبب ہے۔ حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا سخت ریاضت اور مجاہدہ شاقہ کی وجہ سے نہایت کمزور ہو گئے تھے یہاں تک کہ ہاتھ پاؤں ہلانے سے بھی عاجز تھے ان کی آنکھیں حلقے میں دھنس گئی تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ حال دیکھا تو فرمایا یا عبداللہ ان نفسک علیک حق تمہارے اوپر

تمہارے نفس کا بھی حق ہے اس سختی سے ہاتھ کھینچ لو۔ اگر نفس کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرو گے تو پکڑے جاؤ گے گنہگار ہو گے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے تقویٰ کی تین منزلیں ہیں ایک شرک سے تقویٰ دوسرے بدعتوں سے تقویٰ تیسرے معاصی سے تقویٰ پس تقویٰ کے یہ معنی ہوئے کہ دین میں جن جن باتوں سے ضرور نقصان کا ڈر ہے ان سے پرہیز کرنا لازم ہے وہ باتیں جن سے دین میں نقصان کا ڈر ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محض حرام و معصیت دوسرے حلال چیزوں میں زیادتی اور فضول کرنا۔ اور یہ بہت ہوتا ہے کہ حلال چیزوں میں زیادتی آدمی کو حرام اور گناہ کی طرف لیجاتی ہے۔

قال الاشرف. السفر سفران الظاهرُ والبَاطِنُ سَفَرُ الظاهِرِ طَیُّ الاَرضِ بِمَشیِ الاَقْدَامِ وسَفَرُ البَاطِنِ بِاِرْشَادِ الاِمَامِ

حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سفر دو طرح کا ہے ظاہر اور باطن، سفر ظاہر زمین کا قدموں سے طے کرنا ہے اور سفر باطن امام کے حکم سے دلوں کا سیر کرنا ہے (امام سے مراد مرشد)

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا سفر کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا سیروا فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبة المکذبین هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین ۔ زمین میں سیر کرو اور جھٹلانے والوں کے انجام کو دیکھو غور کرو یہ لوگوں کے لئے بیان اور ہدایت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر کرو اور نصیحت حاصل کرو۔ سفر کے

بہت سے فوائد ہیں عجائب وغرائب روزگار دیکھنے میں آتے ہیں خداوند قدوس کی قدرت کے مشاہدات ہوتے ہیں سفر کے شدائد اور مصائب ریاضت کثیرہ اور مجاہدات کبیر کے برابر ہیں نفس کا شکست جلد حاصل ہوتا ہے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسافرت میں اگرچہ بہت شدائد اور بے شمار مشقت ہیں اپنے وطن سے دوری ہوجاتی ہے لیکن نتیجۃً راحت اور سلامتی ہے اور مقاصد سفر میں سے ایک بڑا مقصد مشائخ سے ملاقات اور اکابر روزگار کا دیدار اکسیر دولت اور کیمیاء سعادت ہے اور طالب صادق کو ہر بزرگ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے جس طرح بزرگوں کے ارشادات سودمند ہیں اسی طرح ان کا دیدار بھی مفید ہے صاحب عوارف المعارف فرماتے ہیں کہ ان کے پیرو مرشد مسجد خیف میں ہر ایک سے مصافحہ کرتے پھرتے تھے ان سے جب اس حالت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ کسی شخص کی طرف جب نظر لطف کرتے ہیں تو اسے اعلیٰ حالت پر پہونچا دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کثرت سے سفر کرتے تھے ایک مرتبہ لوگوں نے کثرت سفر کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا ممکن ہے میں سفر کرتے ہوئے ایسی جگہ پہونچوں جہاں مردان خدا میں سے کسی کا قدم پڑا ہوا اور جگہ کی خاک میرے لئے شفاعت کرے۔ تفریحاً یا شہروں کو دیکھنے کی غرض سے سفر کرنا بزرگوں کے نزدیک مذموم ہے۔ حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مریدوں کو ہوا وہوس کے لئے سفر کرنا مضر ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا

جب میری امت کے مالدار لوگ دل کی تفریح وخوشی کے لئے حج کریں گے اور متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کیلیۓ حج کریں گے اور علماء ریاکاری کے لئے حج کریں گے اور فقراء بھیک مانگنے کیلیۓ حج کریں گے۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چار چیزوں کے لئے سفر کرنا چاہئے۔ اول علوم فرضیہ کے لئے۔ دوم ریاضت کی نیت سے شدائد جھیلنے کی عادت ڈالنے کیلیۓ سوم زیارت کعبہ یا زیارت والدین کے لئے چہارم مشائخ کرام کی زیارت کے لئے۔

قال الاشرف:۔ الاختیار نوعان مجازی وحقیقی الاول للخلق والثانی للحق۔

ترجمہ: اختیار کی دو قسمیں ہیں مجازی، حقیقی پہلا مخلوق کے لئے دوسرا حق کے لئے ہے۔ اس مسئلہ پر متکلمین نے بہت زیادہ بحثیں کی ہیں مگر بعض صوفیاء نے اس مسئلہ پر بحث کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ یہ مسئلہ بہت مشکل اور پیچیدہ ہے حق اور سچ یہ ہے کہ احادیث میں قضاء وقدر پر بحث کرنے کی ممانعت آئی ہے اور اس پر ایمان رکھنے کا حکم ہے، تقدیر برحق جانے لیکن اس کی گہرائی میں نہ جائے سلامتی اسی میں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے اس سلسلے میں ایک حکایت بیان فرمائی ہے۔ اس سے ایک ذہین انسان کچھ معلوم کرسکتا ہے۔

لوگوں نے کاغذ سے پوچھا تیرا چہرہ سفید تھا کالا کیسے ہوگیا۔ اس نے جواب دیا سیاہی سے پوچھئے کیوں کہ اسی نے میرے چہرے کو سیاہ کیا۔ اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا میں دوات میں رہتی تھی اور وہ تاریک گوشہ مجھے پسند تھا وہاں سے باہر

نکلنے کی میری خواہش نہیں تھی قلم سے پوچھئے اس نے مجھ پر ظلم کیا مجھ کو گھر سے نکالا۔ قلم سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا میرا کوئی قصور نہیں ہاتھ سے پوچھئے کہ اس نے مجھے جنگل سے کاٹا میرے ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر سر تراشا اور میرا سینہ چیر کر مجھے تکلیف پہونچائی مجھے ظلمات میں ڈالا ہاتھ سے پوچھا گیا کہ اس نے قلم پر ظلم کیوں کیا اس نے کہا میں تو صرف ہڈی چمڑا ہوں مجھ میں یہ طاقت کہاں کہ میں کسی پر ظلم کروں یہ قدرت ہے جس نے مجھے حرکت دی اور اس کام میں مجھے استعمال کیا ورنہ میں کیا کر سکتا تھا قدرت سے پوچھا اس نے کہا میں بے قصور ہوں ارادہ مجھے جہاں چاہتا ہے استعمال کرتا ہے اصل ذمہ دار وہ ہے۔ ارادہ سے پوچھا اس نے کہا میں دل کے تابع ہوں۔ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتا۔ دل کے دربار سے علم کا قاصد آیا اور عقل کی زبان سے کہا کہ قدرت کو حرکت دے تو میں نے قدرت کو حرکت میں لایا۔ دل سے پوچھا کہ تو نے ارادہ کو اس کام پر کیوں مجبور کیا اس نے کہا میں قادر مطلق کا پیدا کیا ہوا ہوں میری اپنی کوئی طاقت نہیں کہ میں اپنی خواہش سے ارادہ کروں وہی جو خیال چاہتا ہے میرے اندر پیدا کرتا ہے اسی سے سوال کیجئے۔ ارشاد رب ہے۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ کہہ دیجئے سب اللہ کی طرف سے ہے۔

قال الاشرف ۔سلسلة المشائيخ مسلسلة تصل الى المقصود من ربط عنقه بربقها عتق من رق المتعددة

ترجمہ: حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ سلسلہ مشائخ کا مسلسل ہے درخت مقصود کی جانب پہونچتا ہے جس نے باندھا اس کو کسی رسّی سے وہ

آزاد ہوا غلامی متعددہ سے حضرت مخدوم سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر چند اس فقیر نے متعدد اکابر سے حصہ پایا ہے لیکن وہ خاندان چشت اہل بہشت کا پروردہ ہے اور اسی خاک سے اٹھا ہے۔

بیعت کا سلسلہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے جاری ہے آپ نے صحابۂ کرام سے بیعت لیا اور ان کی تعلیم وتربیت فرمائی اور صحابۂ کرام نے تابعین عظام سے بیعت لیا اور ان کی تعلیم وتربیت فرمائی اس طرح یہ سلسلہ وار متصلاً آج ہمارے دور تک جاری اور قائم ہے، خلفاء راشدین اور دیگر صحابۂ کرام سے سلسلے متصلاً جاری ہوئے ہیں۔

سلسلۂ قادریہ، چشتیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاری ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو خرقۂ خلافت عطاء فرمایا۔ سلسلہ قادریہ و چشتیہ حضرت خواجہ بصری سے جاری ہوا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عطاء فرمایا جس سے سلسلہ قادریہ جاری ہوا۔ اور دوسرا خرقۂ خلافت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کو عطاء فرمایا جس سے سلسلۂ چشتیہ جاری ہوا۔ علاوہ ازین اور بہت سے سلسلے ان بزرگوں سے شاخ در شاخ قائم وجاری ہوتے گئے جو ابتک اسی طرح جاری وساری ہیں اور یہ تمام سلسلے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل وقائم ہیں۔

اسی طرح ان کا فیض بھی جاری ہے کہ جو شخص سالک راہ حق ہے اور اس پر وہ

مضبوطی سے استقامت اختیار کیا تو وہ یقیناً بفیض مشائخ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان وصول الی اللہ کی منزل کو پالیا ہے۔تمام سلسلے کے بزرگوں کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حسب استعداد ملتا رہا ہے اور آج بھی پا رہے ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست رب العلمین سے فیض پا رہے ہیں۔کسی بھی سالک راہ حق کے عروج کی حد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اس کے آگے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر ہے جسے چاہیں تجلی ذات الٰہیہ کی منزل سے نواز دیں اور یہ نوازش بھی اسے ہی نصیب ہے جس نے اپنی پوری زندگی کا تمام گوشہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل میں بسر کیا ہو کہ اس کی زندگی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینہ دار ہو۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے حضرت شاہ علاؤ الحق والدین گنج نبات چشتی پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پہنا اور انہیں سے مکمل تربیت پائی یہاں تک کہ مرتبہ غوث العالم پر فائز ہوئے۔اور غیب سے خطاب جہانگیر سے نوازے گئے۔اور حضرت شاہ علاؤ الحق قدس سرہ نے حضرت خواجہ شاہ اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پہنا۔ اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید محمد نظام الدین اولیا قدس سرہ سے خرقہ خلافت پہنا۔ اور انہوں نے حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز سے خرقۂ خلافت پہنا۔ اور انہوں نے حضرت شہید محبت الٰہی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت پہنا۔ اور انہوں نے آفتاب چشت اہل بہشت سلطان الھند عطاء رسول حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی

اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پہنا۔

یہی وہ سلسلہ ہے جس کی جانب حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ فقیر خاندان چشت اہل بہشت کا پروردہ ہے اور اسی خاک سے اٹھا ہے اس طرح یہ سلسلہ متصلاً حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔

جب کوئی انسان ایک سلسلہ میں داخل ہو گیا تو پھر اسے دوسرے سلسلے سے آزادی مل گئی اس لئے کہ وصول الی اللہ کے لئے بس وہی سلسلہ کافی ہے۔

قال الاشرف الاعتکاف لبث المعتکف فی المسجد بتعین المدۃ حتی ینقضی مدتہ وفی الحقیقۃ حفظ الجوارح عن حرکۃ الطبعی وقال الفقہاء الاعتکاف سنۃ مؤکدۃ لانہ علیہ السلام کان یعتکف فی عشر الآخر من رمضان۔

حضرت سید اشرف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اعتکاف مسجد میں معتکف کا مدت مقرر کر کے ٹھہرنا یہاں تک کہ مدت پوری ہو جائے۔ اور حقیقت میں اعضاء کا طبعی حرکتوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ اور فقہاء نے فرمایا ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے کیونکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخر عشر میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

اعتکاف کے سلسلے میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ اگر کسی نے مدت متعین کر کے اعتکاف کی نذر مانی ہے تو اس نذر کو پوری کرنے کے لئے روزہ رکھنا شرط ہے یعنی اعتکاف کے ساتھ ساتھ روزہ بھی رکھے تو نذر صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔

علی ان اعتکف یوما او شھرا اوسنۃ وھذا الایجوز الابالصوم

کہ میں نے اپنے اوپرایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال کا اعتکاف لازم کیا تو یہ بغیر روزہ کے جائزنہیں ہے۔ ہاں نفلی اعتکاف بغیر روزہ کے بھی درست ہے۔ معتکف جس نے خالصا لوجہ اللہ اعتکاف کی نیت کیا بے شمار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔

من اعتکف یوماً ابتغاء لوجہ اللہ جعل اللہ بینہ وبین النار ثلث خنادق وبین کل خندق ابعد مابین الخافقین۔

جس نے اللہ کی رضا کے لئے ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کردے گا ہر خندق کے درمیان مشرق اورمغرب کا فاصلہ ہوگا معتکف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا دربان بن کرر ہے اور یہ عزم مصمم کرلے جبتک اللہ تعالیٰ ہماری مراد پوری نہیں فرمائے اس وقت تک یہاں سے نہیں ہٹوں گا چاہے آسمان کی کتنی بلائیں نازل ہوں نہیں ٹلوں گا۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ سالک کی جس قدر تکمیل خلوت میں ہوتی ہے کسی ریاضت میں نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ خلوت تمام ریاضتوں کی جامع ہے اور اللہ تعالیٰ خلوت نشیں کو محبوب رکھتا ہے۔ خلوت عزلت اور اعتکاف کے درمیان فرق ہے اعتکاف روزہ کے ساتھ گوشہ اختیار کرنے کو کہتے ہیں اور خلوت وعذلت میں روزہ نہیں ہوتا ہے۔ عزلت اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے علیحدگی اختیار کرنا اور وصلۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا اور خلوت مخلوق اور اہل وعیال سے

دور رہنے کو کہتے ہیں۔ مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے اختیار کیجائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت مقصود نظر ہو اور اس میں سب سے اہم چیز نسبت حق سے ذرا بھی غفلت نہ برتی جائے کہ اصل یہی چیز ہے یعنی اس نسبت کا اتنا تحفظ کرے کہ پلک جھپکنے کے برابر بھی غفلت نہ ہو۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ عزلت کی دو قسمیں ہیں ایک مخلوق سے اعراض کرنا یعنی ان کی صحبت سے دور ہو جانا اور دوم انقطاع یعنی اپنے دل سے ماسوی اللہ کو خالی کر دے دل صرف اللہ کی یاد میں مشغول ہو دل میں اللہ کے سوا کسی کی گنجائش باقی نہ رہے اگر چہ وہ مخلوق کے درمیان زندگی گذارتا ہو حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبادت کے دس حصے ہیں نو حصہ مخلوق سے دور ہو جانا اور ایک حصہ خاموشی ہے۔

اور حضرت شیخ خیر الدین سدھودی اشرفی کو حضرت مخدوم قدس سرہ نے ایک مکتوب میں خاموشی کی فضیلت میں ایک حدیث تحریر فرمایا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العبادۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ منھا فی الصمت وجزء فی الفرار من الناس۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت کے دس اجزاء ہیں ان میں سے نو خاموشی میں اور ایک لوگوں سے بھاگنے میں ہے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اخلاص اور اختصاص پر ابھارنے والی کوئی چیز خلوت سے بڑھ کر نہیں دیکھی کیونکہ بندہ جب تنہا ہوتا ہے تو اللہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور دنیا میں آخرت کی بھلائی خلوت اختیار کرنے میں ہے۔ حضرت نظامی گنجوی نے

فرمایا عزلت کی تین قسمیں ہیں اول عوام سے عزلت یعنی زمانے کے لوگوں سے کفارہ کشی کرنا، دوم عزلت خواص عام لوگوں سے کٹ کر حق کے ساتھ مشغول رہنا۔ خواجگاں نقشبند کے نزدیک اسی کو خلوت در انجمن کہتے ہیں۔ سوم سالک کے دل میں یاد حق کے سوا کچھ نہ ہو۔

خلوت کا طریقہ یہ ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خلوت اختیار کرنے سے پہلے غسل کرکے دو رکعت نماز ادا کرے خلوت خانہ کے دروازہ پر کھڑا ہو کر یہ پڑھے رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔ اور مصلی پر داھنا پاؤں رکھے تو یہ پڑھے اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک۔ خلوت سے صرف تقاضا بشری پورا کرنے نکلے مثلاً پیشاب پاخانہ، وضوء اور نماز جمعہ اور نماز جماعت سے ادا کرے۔

قال الاشرف العشق ذات البحت والغیبۃ والھویۃ والضیا وفی اصطلاح العوام افراط المحبت

حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ عشق ذات صرف اور غیبت اور ھویۃ اور روشنی ہے اور عوام کی اصطلاح میں محبت کی زیادتی ہے۔

ذات بحت اور غیب مطلق، اور ھویۃ مطلقہ، یہ مراتب اللہ سے اول مرتبہ کے اسماء ہیں یہ وہ مرتبہ ہے جہاں کسی کی رسائی نہیں ہے۔ نہ عقل ادراک کرسکتی ہے نہ کسی ولی، شہید اور نبی مرسل کی رسائی ہے لہذا اس کی وضاحت وتشریح الفاظ میں ممکن ہی

نہیں ہے اس لئے کہ یہ مشاہدہ سے بھی بالاتر ہے اور عشق وہ نور ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرماتا ہے اس کے قلب میں ودیعت فرمادیتا ہے تو سالک پر راہ سلوک کی دشواریوں کو طے کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

حضرت شیخ روزبھان بقلی رحمۃ اللہ علیہ جن کو صوفیاء کرام سرحلقۂ عشاق کہتے ہیں جو اس وادیٔ عشق میں داخل ہوئے اور کامل کامیاب ہوکر نکلے۔ وہ فرماتے ہیں۔ عشق کی ابتداء واردات ہے اس کے بعد کا مرتبہ موافقت ہے اس کے بعد رضا ہے اور اس کی حقیقت محبت ہے۔ محبت جب درجۂ کمال کو پہونچتی ہے تو اسے شوق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کے اندر جب مکمل استغراق پیدا ہوجاتا ہے تو اسے عشق کہتے ہیں استغراق جب کامل ہوتا ہے تو عاشق کی ذات وصفات معشوق کی ذات میں خفا ہوجاتی ہے اسے خود کا شعور بالکل نہیں رہ جاتا ہے محبت کا ظہور دو طرح سے ہوتا ہے اول معشوق کے انعام سے دوم معشوق کے دیدار سے اول عام ہے دوم خاص ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مظاہر کائنات کی صورتوں میں جمال الٰہی کا مشاہدہ ہر خسیس کا کام نہیں ہے۔ حسن جو دلوں میں اس کی تاثیر ہوتی ہے اور عشق ومحبت کا مؤثر سبب ہے لیکن وہ لوگ جن کے قلب روشن ہیں اور نفوس شہوتوں کی آمیزش سے پاک ہیں اور ان کے قلوب طبیعت کی گندگی سے پاک ومصفا ہوگئے ہیں یہ لوگ مظاہر خلقیہ میں سوائے وجہ حق کے مشاہدہ کے اور کچھ نہیں دیکھتے ان کا عشق خوبصورت اور پسندیدہ شکلوں کا مقید نہیں ہوتا ہے بلکہ کائنات کی ہر صورت وشکل خواہ وہ خوبصورت ہو یا بدصورت ان کے لئے جمال

الٰہی کے مشاہدہ کا آئینہ ہوتی ہیں۔ حضرت مجاہد نے کہا کہ مومنین کے دلوں میں محبت ومودت پیدا کردی ان کی روحوں میں محبت حق کا نور پوشیدہ کردیا ہے اس سبب سے ان کا عشق ان کے قلب وروح میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسباب محبت پانچ ہیں اول محبت نفس ہر شخص اپنے وجود کی بقا کا طالب ہے اور ہر وقت اس کی بقا کے لئے کوشاں رہتا ہے اور اس کی تکمیل جلب منفعت (نفع حاصل کرنا) اور دفع مضرت (نقصان دور کرنا) میں ہے جب وجود بقا کی محبت انسان کی ضرورت ہے تو وجود کا دینے اور بقا کا قائم رکھنے والا بدرجہ اولیٰ اس کا مستحق ہے کہ اس سے محبت کیجائے اور اسی سے رابطہ رکھا جائے اور اگر ایسا نہیں کرتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دھوپ کی اشدت سے بچنے کے لئے سایہ کو تو محبوب رکھتا ہے اور درخت جس سے سایہ قائم ہے اس سے محبت نہیں کرتا یہی عوام جاہل کا حال ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے محبت کرتا ہے اور حق تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا۔

دوم محبت منعم ومحسن۔ حقیقی منعم ومحسن تو اللہ تعالیٰ ہے کہ اسی نے سب پیدا کیا اور سب کو قائم رکھا ہے ایک انسان جب دوسرے انسان پر احسان کرتا ہے تو درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اس احسان کرنے والے انسان کے دل میں احسان کرنے کا جذبہ پیدا کیا وہ احسان کرنے پر مجبور ہوا۔ تو جس طرح انسان احسان کرنے والے کا ممنون ومشکور ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ حق تعالیٰ کا ممنون ومشکور ہونا چاہئے اور اسی سے محبت کرنا چاہیئے۔

سوم محبت اہل کمال جب کوئی انسان کسی کمال سے آراستہ ہوتا ہے مثلاً علم میں کمال پیدا کیا سخاوت تقوی وغیرہ میں کمال پیدا کیا تو لوگ اس کمال کے سبب اس صاحب کمال سے محبت کرتے ہیں حالانکہ سارے کمالات کا حقیقی جامع خداوند قدوس ہے اس بنیاد پر وہی محبت کا مستحق ہے۔

چہارم حسن و جمال جو مخلوق میں پایا جاتا ہے حقیقۃً ایک عکس وخیال ہے کہ وہ جلد ہی فنا ہو جانے والا ہے اور مخلوق کے اندر حسن حقیقی کا ایک ادنیٰ پرتو اور عکس ہے تو ایسی صورت میں حقیقی حسن و جمال والا جو عکس کے پردہ میں جلوہ گر ہے وہی حقیقی محبت کئے جانے کا حقدار ہے اس لئے کہ وہی قائم وباقی رہنے والا ہے وہی حقیقی جمیل ہے اور ہر حسن میں اسی کا جلوہ ہے۔

پنجم وہ محبت جو روحانیت وروحانیہ کے تعارف کے نتیجے میں ہوتی ہے محبت کرنے والے کی روحانیت کا جو مقام ہے اور محبوب سے مناسبت مزاج کا جتنا اشتراک ہے اسی معیار پر محبت کا وجود ہے۔

قال الاشرف۔الزهد هو الاعراض عن ميلان النفس

ترجمہ: حضرت مخدوم سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ زہد خواہشات نفس سے پھر جانے کا نام ہے۔ متقی کی تعریف صوفیہ نے یہ فرمائی ہے۔ المتقی ان لایکون رزقه من الکسب متقی وہ ہے جس کا رزق کسب سے نہ ہو۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے متقی صحیح ہونے کی یہ پہچان بتائی ہے کہ اسے کسب کرنے کی حاجت نہ ہو بے شان وگمان اسے روزی مل رہی ہو دلیل میں یہ آیت

انہوں نے بیان فرمائی ہے۔وَمَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لئے راستہ پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق اس کو دیتا ہے جہاں سے گماں نہیں ہوتا ہے زہد کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماز ھد عبد فی الدنیا الا اثبت الله الحکمة فی قلبه وانطق بها لسانه وبصر عیوب الدنیا ودائها ودوائها واخرج منها سالما الی دار السلام

کسی بندے نے دنیا میں بے رغبتی نہیں کی مگر اللہ اس کے دل میں حکمت کو راسخ کر دیتا ہے اور اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے اور اسے دنیا کے عیوب اور اس کی بیماری اور اس کی دوا دکھا دیتا ہے اور اسے سلامتی کے ساتھ دنیا سے دار السلام تک پہونچا دیتا ہے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا ورع یعنی پرہیز گاری کے پانچ درجے ہیں۔

اوّل عدل ہے کہ جو شریعت کے ظاہری فتویٰ سے حرام ہو اس سے دور رہے اور یہ عام مسلمان اندر ہے۔

دوم وہ شئی جو فتویٰ سے حرام نہ ہو لیکن اس میں شبہ ہو اس کا ترک بہتر ہے یہ نیک لوگوں کیلئے ہے شبہ کی تین قسمیں ہیں اوّل وہ جس سے پرہیز واجب ہے جیسے سود اور غصب کا شبہ دوسرا وہ شبہ جس سے پرہیز مستحب ہے جیسے امراء اور بادشاہوں کا انعام تیسرا وہ جس سے پرہیز بہتر ہے جیسے شکار کا گوشت کہ ممکن کسی کا بھاگا ہوا جانور ہو۔

سوم حلال سے بھی پرہیز کرنا جیسے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ نے مال غنیمت میں آیا ہوا مشک نہیں سونگا کہ یہ مسلمانوں کا حق ہے یہ متقیوں کے لئے ہے۔

چہارم   ان چیزوں سے پرہیز کرنا جو حلال ہیں لیکن ان کا حصول گناہوں سے ہو جیسے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے نہر سلطانی سے پانی نہیں پیا کہ معلوم نہیں کس ذریعہ سے کھودی گئی ہے یہ صدیقوں کے لئے ہے۔

پنجم   مقربین کے لئے وہ ان چیزوں کا کھانا پینا حرام سمجھتے ہیں جن کا انہیں پورا علم نہیں ہے محققین کے نزدیک عوام کا تقویٰ حرام سے پرہیز کرنا خواص کا حلال سے اور صدیقین کا ماسوا اللہ سے مخدوم بہار حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں اپنے مرید کو تقویٰ سمجھاتے ہوئے متنبہ فرماتے ہیں۔ سنو! تقویٰ کے معنی ہیں کہ ناچیز سے ناچیز یعنی حقیر سے حقیر تر مخلوق کی طرف بھی تم حقارت وتوہین کی نظر نہ اٹھاؤ (حقارت وتوہین کی نظر سے کسی کو دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تکبر وخود پسندی اور پندار ہستی کا احساس وشائبہ دیکھنے والے کے وجود میں پایا جاتا ہے جو سراسر تقویٰ کے خلاف ہے۔ قرآن ایسے ہی موقع پر تنبیہ کرتا ہے فلاتزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی۔ اپنے نفس کو پاکیزہ نہ ظاہر کرو وہی جانتا ہے کہ کون سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے اور حضرت شیخ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر ☆ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ذلت کی خاک پر پڑے ہوئے کسی انسان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو تم کو کیا معلوم کہ اس گرد میں آتا ہوا میدان وحدت کا کوئی شہسوار ہو۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر تم مستجاب الداعوت بھی ہو گئے اور تمہاری نظر تم پر

سے نہیں اٹھی ہے تو تم کچھ نہیں ہو جب تمہاری نظر سے تمہیں اٹھا دیا گیا ہو تو اس وقت سارے کاموں کے نیک ہونے کی امید بندھ گئی لہذا یہ کہتے رہو۔ اے خدا مجھ کو میری ہی نظر سے اٹھا دے۔

کیونکہ جب تک تم اپنی نظر سے اپنی ہستی کو دیکھتے رہو گے خود پرست کہے جاؤ گے جب تک اپنی ہستی سے نہ گزر جاؤ گے اس وقت تک خود پرست ہی کہلاؤ گے (اور جب تک انسان خود پرست رہتا ہے وہ خدا پرست نہیں ہوسکتا نہ اسے خدا کا عرفان حاصل ہوسکتا ہے۔)

انسان کی سعادت ابدی اور عزت سرمدی خداوند قدوس کی محبت سے وابستہ ہونے میں ہے کیونکہ محبت ہی وہ چیز ہے جو دونوں جہاں کی عزت وآبرو مٹا دیتی ہے۔ عبودیت کی دنیا میں تو بہشت و دوزخ کی قدر ہوتی ہے۔ مگر محبت کے جہاں میں دونوں عالم کی قدر و منزل ایک حقیر ذرے کے برابر ہے۔

قال الاشرف التوکل هو تفويض الامور الی الله تعالیٰ

ترجمہ: حضرت اشرف نے فرمایا تمام معاملات اللہ کے سپرد کردینے کا نام توکل ہے۔

من يتوكل على الله فهو حسبه ۔ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہے توکل کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مکمل اعتماد رکھے اور مطمئن رہے کسی وقت بھی اسے اضطراب نہ پیداء۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

توکل کرنے والا حقیقت میں وہ ہے جسکی نظر اسباب پر نہ ہو بلکہ اسباب کے پیدا کرنے والے پر ہو یعنی اللہ تعالیٰ پر ہو ہر حال میں اسی پر نظر ہو۔ توکل کی تین علامت ہے۔ اول سوال نہ کرے۔ دوم کہیں سے کوئی نذر و نیاز آئے تو اسے رد نہ کرے۔ سوم اور جب چیز لے تو اس کو روک کر نہ رکھے۔ اسباب کی جانب قدم نہ بڑھائے۔

حضرت شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ قوت القلوب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ التوکل من اعلیٰ مقامات الیقین وأشرف احوال المقربین قال اللہ المبین ان اللہ یحب المتوکلین فجعل المتوکل حبیبه وألقی علیه محبته۔ توکل مقامات یقین میں اعلیٰ ترین مقام ہے اور توکل احوال مقربین میں اعلیٰ ترین حال ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یعنی پروردگار عالم متوکل کو اپنا حبیب بنایا اور اس پر اپنی محبت فرمائی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہ سے ملنے گئے انہوں نے پوچھا جنید تمہارے رزق کا کیا حال ہے حضرت جنید نے جواب دیا کہ اگر دیتا ہے تو کھاتا ہوں، نہیں دیتا ہے تو قناعت کرتا ہوں۔ حضرت رابعہ نے فرمایا ہماری گلی کے کتے بھی یہی کرتے ہیں۔ حضرت جنید نے پوچھا پھر کیا کروں۔ انہوں نے فرمایا۔

اگر نداد بکن شکر کانداں خیر است ☆ واگر بداد بر بندگاں بکن ایثار

اگر نہیں دیا تو شکر کر کہ خیر اسی میں ہے۔ اور اگر دیا ہے تو اللہ کے بندوں پر ایثار کر حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا۔ تسلیم وترک تصرف نشان بندگیست

کہ مملوک را در ملک مالک تصرف بناشد کہ تصرف در حکم او اعراض از حکم ست وآن کفر باشد۔ خودکو سپرد کردینا اور تصرف نہ کرنا بندگی کی نشانی ہے اس لئے کہ مملوک کا مالک کی مملکیت میں تصرف کرنا حکم سے پھرنا ہے اور یہ کفر ہے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے سپرد کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ نعمت اور بلا سب اسی کی جانب سے جانے اور ایک سے خوش اور دوسرے سے ناخوش نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایک سے خوش اور دوسرے سے ناخوش ہونے کی صورت میں وہ حضوری سے غیبت میں پڑ جائے گا یعنی بندے اور خدا کے درمیان حجاب درحجاب ہوجانے کے سبب وہ حق سے دور ہوجائے گا۔ اس لئے کہ اس نے جب اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے سپرد کردیا ہے تو اس اس کا دل مطمئن اور پرسکون ہو خواہ نعمت ہو یا بلا دونوں کا ڈالنے والا حق تعالیٰ ہی ہے اور دونوں صورتیں قرب اور حضور ہی کی ہیں۔

روزی کمانا توکل کے خلاف نہیں ہے تمام اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام نے روزی کمایا ہے اور روزی کمانے کے لئے پیشہ اختیار کیا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا اکثر اولیاء کرام نے پیشہ اختیار کیا اور روزی کمائی ہے اور پوری توجہ سے اس کے لئے پیشہ کو اختیار کیا ہے۔ صوفیاء متقدمین بھی اس میں مشغول رہے ہیں۔

جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے ذکر و فکر کے لئے سب چیز سے علیحدہ ہوجائے اور اس کے دل میں کوئی امید اور لالچ نہ پیدا ہو بلکہ اس کا دل قوی ہو اور صبر و رضا کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کررہا ہو تو ایسے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ روزی کمانا

سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھا ہوں اور اس سایہ سے فائدہ حاصل کرر ہاہوں آپ نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمایا کہ بادشاہ وقت سے دنیاوی فائدہ حاصل ہوگا۔ اسی طرح بعینہ اسی خواب کی طرح ایک بادشاہ نے خواب دیکھا اس کی تعبیر دریافت کرنے پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ خواب دیکھنے والے بادشاہ کے ہاتھ سے حکومت نکل جائیگی۔

حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دونوں جہاں میں مامون اور سعید ہوگا اور جنت میں داخل ہوگا اور اگر یہ خواب کسی کافر نے دیکھا تو ایمان لائے گا۔ اور کسی فاسق نے دیکھا تو اس کو توبہ نصیب ہوگی۔ اور اگر ظالم بادشاہ نے دیکھا تو وہ عادل ہو جائے گا۔ اور اگر کسی فقیر نے دیکھا تو وہ مالدار ہو جائے گا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارکہ کو کھود رہے ہیں اور اس کے اندر کی خاک کو ادھر ادھر بکھیر رہے ہیں صبح کو بیدار ہوئے تو بہت زیادہ متفکر و پریشان ہوئے آپ نے ایک شخص کو امام ابن سیرین کے پاس بھیجا کہ جا کر کہو میں ایسا خواب دیکھا ہے آپ اس کی تعبیر بیان فرمائیں حضرت امام ابن سیرین نے خواب سنا تو فرمایا یہ تیرا خواب نہیں ہوسکتا یہ خواب اگر دیکھا ہوگا تو امام اعظم نے دیکھا ہوگا جا ان کو یہ بشارت دیدو اور کہو کہ خاک سے مراد علوم اور مغز استخواں آپ کے طریقے ہیں (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے) ان کو تمام عالم میں پہونچائیں گے۔ ان کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پورے عالم میں پھیلے گی۔

قال الاشرف، المجاهدة هى المحاربة بعسكر النفس

والرياضة هي اصلاح النفس لقبول الواردات الغيبة والهامات الفيضيه

حضرت سید اشرف علیہ الرحمۃ نے فرمایا مجاہدہ نفس کے لشکر سے جنگ کرنا ہے اور ریاضت واردات غیبیہ اورالہامات فیضیہ قبول کرنے کے لئے نفس کی اصلاح کرنا ہے۔

تمام اولیاء کرام کے درمیان مجاہدہ کے بارے میں اس بات پر اختلاف ہے کہ مجاہدہ وصول حق کے لئے علت ہے یا نہیں۔ اکثر اولیاء کرام کی رائے یہ ہے کہ مجاہدہ وصول حق کے لئے علت نہیں ہے کیونکہ علت ان لینے کی صورت میں یہ بات لازم ہے کہ علت کے پائے جانے پر معلول موجود و مشہود ہو اور یہ حقیقت کے خلاف ہے اس لئے کہ بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مجاہدہ کیا اس کے باوجود وصول حق نصیب نہیں ہوا۔ وصول حق تو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے مشیت حق اگر ہے تو وصول ہوگا اور نہیں ہے تو وصول نہیں ہوگا۔

مجاہدہ نفس سے جہاد کرنا نفس سے جہاد کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کے اندر جو بری عادتیں پائیں جاتی ہیں ان بری عادتوں بری صفتوں کو اچھی عادتوں اچھی صفتوں سے بدل دینا مجاہدہ کے یہ لازمی نتائج ہیں جو مجاہدہ کرنے والوں پر ظاہر ہوتے ہیں کہ نفس اخلاف حسنہ سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ اب اس کے بعد نفس کی تربیت اس طرح کی جائے کہ اس کے اندر واردات غیبیہ کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو پروردگار عالم سالک راہ حق پر فضل فرماتا ہے اور اسے اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

طالب صادق کو چاہئے کہ مجاہدہ وریاضت میں یک ذرہ کمی نہ کرے کہ یہ کرتے رہنے کی چیز ہے کرتا ہی رہے اس لئے کہ کسی کے لئے بھی بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ کا دروازہ نہیں کھلا ہے اور راہ سلوک طے کئے بغیر اسے وصول حق میسر نہیں ہوا ہے۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اصولهم على خمس خصال صيام النهار وقيام الليل واخلاص العمل واشراف على العمل بطول الرعاية والتوكل على الله فى كل حال صوفیاء کے اصول پانچ خصلتوں پر ہیں۔ دن میں روزہ رکھنا۔ رات میں عبادت کرنا اور عمل میں اخلاص کرنا اور عمل کرنے میں پوری پابندی کی رعایت کرنا اور ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرنا اور حضرت عبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حسب ذیل چیزوں کی پابندی لازم ہے اصولنا سبعة اشياء التمسك بكتاب الله والاقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم وكف الاذى والاجتناب عن المعاصى والتوبة واداء الحقوق ہمارے اصول میں سات چیزیں ہیں۔ کتاب اللہ سے دلیل پکڑنا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنا کسی کو تکلیف دینے سے باز رہنا۔ اور گناہوں سے بچنا توبہ کرنا اور حقوق کو ادا کرنا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے فرمایا کہ مشائخ صوفیاء نے سالک کی قوت کے اعتبار سے مجاہدہ کی ترتیب قائم فرمائی ہے اگر سالک مجرد ہے تو اس کے لئے مجرد کی ترتیب ہے اور اگر اہل وعیال والا ہے تو اسی اعتبار سے ترتیب رکھی ہے۔

قال الاشرف المومن هو الموقن فی کل حال بمبدائه حضرت سید اشرف علیہ الرحمہ نے فرمایا مومن وہ ہے جو اپنے ہر ابتدء حال میں یقین رکھنے والا ہو۔

حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** ۔مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں یعنی کسی مسلمان کو اس سے تکلیف نہ پہونچے۔ اور مومن وہ ہے جس سے تمام انسان امن میں ہوں یعنی کسی انسان کو اس سے تکلیف نہ پہونچے بعض مشائخ نے مومن اور مسلم میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبری فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ فرقے نکردہ اندمیاں مومن و مسلم کہ دولفظ مترادف انداز قلت ادراک وقصور فہم ایشان بود از ذوق وجدان خبری چنداں نداشتہ و بظاہر الفاظ گرفتار شدند برموز معانی وی راہ نبردہ عرض را جوہر خیال کردہ وفرقے کنہ از علم مکاشفہ این فقیر رامعلوم شدہ شمہ اصدار می افتد بعض مشائخ نے مومن اور مسلم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا دونوں لفظ کو مترادف قرار دیا یہ ان کی ادراک وفہم کا قصور ہے وجدان کے ذوق کی خبر نہیں رکھتے اور الفاظ کے ظاہر میں گرفتار ہو گئے اور ان کے معانی کے رمز تک نہیں پہونچ سکے اور عرض کو جوہر سمجھ لیا۔ اور اس فقیر کو علم مکاشفہ سے جو فرق معلوم ہوا ہے تھوڑا سا اس سے بیان کیا جا رہا ہے۔ ایمان شجرۂ ایست کہ آں نہ شرقیست نہ غربیت اصل آں باغیچہ روح راسخ گشتہ وشاخ او متصل بازل وبیخ او متصل باید۔ ایمان ایک درخت ہے مشرق میں ہے نہ مغرب مین ہے اس کی اصل روح کی زمین میں پیوست ہے

اور شاخ ازل سے متصل اور جڑ ابد سے ملی ہوئی ہے اس کی حقیقت نور جمال کا پرتو ہے جو دل کے گوشہ میں جلوہ ریز ہوتا ہے۔

قال الاشرف، البخل هو الامساك عن الحق و السخاء هو فناء النفس فی سبيل الله۔ حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بخل حق کی راہ سے روکنا ہے۔اور سخاوت راہِ حق میں نفس کو فنا کرنا ہے۔

بندہ پر جو حق اللہ اور حق العباد عاید ہوتا ان حقوق کو ادا کرنے سے روکنا خواہ وہ جانی ہو یا مالی ہو ایسا کرنے والا بخیل ہے۔اور عوام الناس میں بخیل اسے کہتے ہیں کہ بندہ کے مال پر حق اللہ اور بندے کا حق ہے اسے وہ ادا نہ کرے فقراء اور مساکین کو اس کا حق نہ دے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سخی وہ ہے جو واجب ادا کرے اور بخیل وہ ہے جو واجب کے ادا کرنے میں بھی بہانہ بازی کرے۔سخی درحقیت وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے نفس کو فناء کردے یعنی اپنی جان اور اپنے مال کا مالک خود کو نہ دیکھے بلکہ ان ساری چیزوں کا مالک حقیقۃً رب العلمین کو جانے اور دیکھے خود کو درمیان میں ساقط الاعتبار واسطہ جانے۔

بعض لوگوں نے ایثار اور انفاق، فتوت اور صدقہ کو ایک قسم قرار دیا ہے۔ بعض کے نزدیک ایثار یہ ہے کہ مال دے اور دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر ترجیح دے۔اور نفاق یہ ہے کہ محبوب و پسندیدہ مال خرچ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون تم اس وقت تک مکمل نیکی نہیں پاسکتے جب تک محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

اور فتوت یہ ہے کہ دوسرے کا کام بنانے کے لئے قدم اٹھائے اور اپنی ذات کو دوسروں پر برتری نہ دے، صاحب فتوت کی شان یہ ہے کہ وہ لوگوں کو انصاف دیتا دلاتا ہے اور خود انصاف نہیں چاہتا لوگوں کے عیب چھپاتا ہے جو آج اس کے پاس ہے اس کا ذخیرہ نہیں کرتا اور کسی سائل کو عذر کر کے واپس نہیں لوٹاتا ہے۔

قال علیه السلام للصدقه یقع او لا فی ید الرحمن ثم ینتقل فی یــد الـفـقـیـر۔ سید عالم صلی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ پہلے اللہ کے ہاتھ میں پہونچتا ہے پھر فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔

صدقہ مقبول ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں دو دینے سے پہلے اول حلال مال دے دوم صالح آدمی کو دے غلط جگہ خرچ نہ کرے۔ اور دو دینے کے وقت اول یہ کہ عاجزی وانکساری اور خوش دلی سے دے دوم ناراضگی اور غصہ سے نہ دے۔ اور ایک دینے کے بعد وہ یہ کہ دینے کے بعد احسان نہ جتائے حدیث ہے لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف دیکر ضائع نہ کرو۔

قال الاشرف، الامام هو المهتد الذی یقتدی به المریدون لحصول المقاصد۔ حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امام پیشوا ہے مریدین حصول مقاصد کے لئے جس کی اقتداء کرتے ہیں۔

امام کے معنی ہیں جس کی اقتداء کی جائے۔ اس منصب امامت کی دو حیثیت ہے ایک وہ جو دینی معاملات میں لوگوں کی رہنمائی کریں۔ ایسے امام کو لوگوں کے صلاح وفساد کا عالم اور صاحب کشف ہونا چاہئے جو مرتبہ ولایت کو پہونچا ہوا ہو۔ تاکہ

وہ لوگوں کے اندر اخلاقی اور دینی فساد پیدا ہو تو وہ اس کی اصلاح کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو اور اصلاح کر سکے۔

اور دوسرا امام وہ ہے جو لوگوں کی دنیوی معاملات میں رہنمائی کر سکے۔ یعنی دنیاوی معاملات میں لوگوں کے بگاڑ کی اصلاح کر سکے جیسے عادل بادشاہ جو دنیا کو آخرت کے طفیل جانتا ہو اور عادل بادشاہوں کی صفتوں سے وہ متصف ہو۔ اس کی بارگاہ سے مظلوموں کو پورا پورا انصاف ملے حقدار کو اس کا حق پہونچے۔

دینی معاملات میں رہنمائی کرنے والے اور لوگوں کی اصلاح کرنے والے امام کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے آپ کر سکیں گے۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا قیام ظفر آباد میں جامع مسجد میں تھا آپ حاجی چراغ جہاں کے مہمان تھے۔ وہاں کے قیام کے دوران ایک دن ڈاکوؤں کی ایک جماعت ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئی ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ ہم لوگ توبہ کرنا چاہتے ہیں ہمیں توبہ کرایا جائے حضرت مخدوم سید اشرف قدس سرہ نے حاجی چراغ جہاں سے کہا کہ آپ ان کو توبہ کرائیں انہوں نے انکار کر دیا کہ یہ لوگ توبہ نہیں کرتے ہیں۔ میں ان کو توبہ نہیں کراؤنگا اور وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوئے تو حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ توبہ کرنے والوں کی جماعت کو بلایا اور سردار کا ہاتھ اپنے دست اقدس میں لیا تو سردار نے محسوس کیا کہ اس کے پورے جسم میں جیسے بجلی دوڑ گئی ہو اسی وقت اس کی حالت متغیر ہوگئی سب نے مل کر حضرت قدوۃ الکبریٰ کے دست حق پرست پر توبہ کیا اور آپ نے ان تمام توبہ کرنے والوں کی اصلاح وتربیت

کامل فرمائی اور وہ سب کے سب منصب ولایت پر فائز ہوئے۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی ایک نگاہ نے پوری جماعت کے دل کی دنیا بدل ڈالی کہ وہ سب کے سب رہبر و رہنما بن گئے۔

دوسرا واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ حضرت خواجہ حمید الدین سہروردی ورحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بعد نماز عصر جمنا ندی کے کنارے ٹہلتے ہوئے نکل گئے برسات کا موسم تھا ہر طرف ہریالی تھی موسم خوشگوار تھا اور ندی میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اچانک ان دونوں بزرگوں کی نظر ایک زہر ملے بچھو پر پڑی جو بڑی تیزی سے پانی کی طرف جارہا تھا جب پانی کے کنارے پہونچا تو ایک مینڈک پانی سے نکل کر کے بچھو کے پاس آیا اور وہ بچھو مینڈ کے سر پر سوار ہو گیا اور مینڈک پانی میں تیرتا ہوا دوسرے کنارے کی طرف چلا ان دونوں بزرگوں کے دل میں حقائق جاننے کا خیال پیدا ہوا دونوں بزرگوں نے رب العلمین کی بارگاہ میں دعاء کی الہ العلمین ہمارے مقبول عمل کے طفیل ہمیں ندی میں جانے کا راستہ دیدے دعاء مقبول ہوئی دونوں بزرگ مینڈک کے پیچھے دوسرے کنارے پہونچے تو دیکھا کہ بچھو اس کے جسم پر سے اتر کر جنگل کی جانب چل پڑا تھوڑی دور جانے کے بعد دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے سویا ہوا ہے اور ایک اژدھا اس شخص کی جانب آرہا ہے وہ بچھو اژدہا کے پاس پہونچا اسے ڈنک مارا اور غائب ہو گیا اژدھا اسی وقت چنگھاڑ کر ختم ہو گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر دونوں بزرگوں کے دل میں خیال ہوا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے ایک بزرگ سرھانے اور ایک پائنتی بیٹھ گئے اتنے میں اس شخص نے کروٹ لی تو

اس کے منھ سے شراب کی بو آئی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے دل میں خیال
گذرا ایک نافرمان کی حفاظت اس طرح کیجا رہی ہے اسی وقت نداءِ غیبی آئی قطب
الدین اچھوں کے تو سب ہوتے ہیں بروں کا نگراں میرے سوا کون ہے۔ یہ سنکر
حضرت خواجہ آبدیدہ ہوگئے اسی دوران وہ شخص بیدار ہوگیا اور حضرت خواجہ قطب
الدین بختیار کاکی قدس سرہ کو دیکھ کر گھبرا گیا حضرت خواجہ نے فرمایا گھبراؤ نہیں
پھر انہوں نے اژدھا کو دکھایا وہ دیکھتے ہی وحشت زدہ ہوگیا حضرت خواجہ فرماتے ہیں
اژدھا تقریباً چالیس من کا تھا۔ آپ نے اس شرابی کو تسلی دی۔ وہ فوراً اٹھا اور ندی میں
جاکر غسل کیا اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی دست اقدس پر بیعت کی اور توبہ کیا
آپ نے اس کی تربیت و اصلاح فرمائی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس
سرہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص اپنے زمانے کے مشہور وولیوں میں سے ہوا۔ شرابی تھا امام
وقت نے اسے امام بنادیا۔

قال الاشرف ، النفس غبار ظلمانی یبعث فی القلب و الروح جوھر
نورانی و الجسم حادث ظلمانی

حضرت مخدوم سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نفس ایک ظلمانی غبار ہے جو
قلب سے ابھرتا ہے اور روح ایک نورانی جوہر ہے اور جسم ایک ظلمانی مادہ ہے۔

صوفیاءِ کرام ہر گروہ بلکہ ہر ایک نے نفس اور قلب و روح کی معرفت کے
تعلق سے الگ الگ انداز میں اس کی کیفیت بیان کی ہے۔ حضرت مخدوم شیخ شرف
الدین یحییٰ منیری مکتوبات صدی ص۴۹۵ میں فرماتے ہیں نفس کے بارے میں

محققین کے دوقول ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ نفس کا وجود جسم میں بذ تہ روح کی طرح ہے دوسرا گروہ کہتا ہے نفس ذات نہیں بلکہ قالب کی صفت ہے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قالب کے اندر نفس اور روح دونوں لطیفے ہیں۔ اور حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ نفس ایک ظلمانی غبار ہے جو دل کے معدن سے اٹھتا ہے اور شیطانی وسوسے دل میں پیدا کرتا ہے بخار کی موجیں تموج میں آتی ہیں اور دل میں خواہشات نفس پیدا ہوتی ہے گناہوں کے خیالات وجود میں آتے ہیں اس کی وجہ سے دل غیر حق میں مشغول ہوجاتا ہے۔ یہ عبد اور معبود کے درمیان حجاب ہے جب تک یہ درمیان سے نہیں ہٹتا ہے اس وقت تک خدا اور بندے کے درمیان پردہ پڑا رہتا ہے۔

دل کے دورخ ہیں۔ ایک عالم علوی کی جانب ہے اور دوسرا رخ عالم سفلی کی طرف ہے وہ رخ جو لطائف ربانی کے ادراک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اللہ کے انوار اس میں چمکتے ہیں اس سے لطائف ظہور میں آتے ہیں۔ جب حواس باطنہ صحیح درست ہوجاتے ہیں تو پھر نفس اور جسم کے تمام اعضاء دل کے تابع ہوجاتے ہیں حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان فی الجسد لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الاوھی القلب بیشک جسم کے اندر گوشت کا ٹکڑا جب وہ صحیح و درست ہوجاتا ہے پورا جسم درست ہوجاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے جان لو کہ وہ دل ہے قلب عرش الٰہی سے فیض لیتا رہتا ہے اور پورے جسم میں ہر عضو کو وہ فیض تقسیم کرتا رہتا ہے اگرچہ وہ صورتاً زمین پر ہے لیکن حقیقۃً عالم معنی ہیں عرش کے نیچے ہے۔

قلب روح ۔ کے تصرفات اور احکام کا محل ہے خیالات پہلے قلب میں آتے ہیں پھر اس کے بعد اعضاء اور جوارح میں منتقل ہوتے ہیں ۔ قلب، روح اور نفس کے درمیان واقع ہوا ہے اس پر جس کے اثرات غالب ہوتے ہیں اسی کی جانب قلب کا جھکاؤ اور میلان ہوتا ہے ۔

قلب کو عرش اللہ بھی کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے، **قلب المومن عرش اللہ** مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پہلے دل پر ظاہر ہوتے ہیں پھر تمام اعضاء میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ دل کی وسعت عرش سے بڑھکر ہے حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ عرش اور کونین کی وسعت میرے قلب میں ایک تل کے برابر ہے ۔ اور حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

لا یسعنی سمائی ولا ارضی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن ، زمین اور آسمان میری گنجائش نہیں رکھتے ۔ مگر میرے مومن بندے کا قلب میری گنجائش رکھتا ہے ۔

روح اس کی حقیقت اور اس کی کیفیت کا علم کسی کو نہیں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کچھ لوگوں نے روح کی حقیقت کی دریافت کی تو آپ نے وحی الٰہی کے مطابق یہ فرمادیا **قل الروح من امر ربی** ۔ اے محبوب آپ فرمادیں کہ روح میرے رب کا حکم ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث **ان اللہ خلق آدم علی صورتہ** ۔ کی تاویل بیان فرمائی ہے (بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا) اور روح کا جسم کے ساتھ تعلق یوں بیان فرمایا روح جسم سے نہ

خارج ہے نہ متصل ہے اگر چہ کہ تدبیر وتصرف کی حیثیت سے اس میں موثر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نہ عالم میں داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے لیکن عالم میں اس کا تصرف وتدبیر جاری ہے حضرت سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امر معتقد اہل سنت وجماعت آن ست کہ حق تعالیٰ ما را از روح خبر داد و کیفیت وی بیان نہ کر د پس چیز پرا کہ بداں مقدار آگاہ بندم ہم بداں مقدار ایمان آریم کہ روح ہست و لی بلکیفیت او مشغول نشویم تا عمل بایں امر کردہ باشد اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ہم کو روح کی خبر دی ہے کیفیت نہیں بیان فرمائی ہے پس جس چیز کو جس حد تک بیان کیا اس پر اسی طرح ایمان لانا چاہئے کہ روح ہے لیکن اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہونا چاہئے تا کہ اس پر عمل ہو سکے۔

قال الاشرف العلم هو علم السالكين فى ملك التجريد والتفريد حضرت مخدوم اشرف قدس سرہ نے فرمایا علم، وہ تجرید وتفرید کے ملک میں سالکوں کا نشان ہے تجرید یہ ہے کہ سالک دل سے غیر اللہ اور خلق کو نکال دے۔

اور تفرید یہ ہے کہ سالک خود سے بھی علیحدہ ہو جائے اور حق کے ساتھ قائم ودائم ہو اور حق سالک کے ساتھ ہو۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقراء کے لئے علم کا ساتھ رکھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ علم لشکر اسلامیہ کا شعار ہے سلاطین وقت نے علم کو سلطنت وحکومت کی مصلحتوں اور رعایا کی حفاظت ونگہداشت کے لئے رائج کیا ہے۔ تا کہ اس کے ذریعہ حکومت وسلطنت کا رعب ودبدبہ قائم ہو۔ اور امور

سلطنت کے قائم کرنے میں مدد حاصل ہو۔اور یہ شرعاً جائز ودرست ہے لہذا جب
سلاطین کے لئے یہ رکھنا جائز ودرست ہے تو فقراء امت جو حقیقی سلاطین ہیں ان کے
لئے بدرجہ اولیٰ رکھنا جائز ودرست ہے کہ وہ اعلان دعوت حق کے لئے علم رکھنے
کا اہتمام کرتے ہیں۔اور یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک اولیاء کرام
فقراء عظام کے درمیان ہوتا چلا آیا ہے فتح خیبر کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح
جس کے ہاتھوں میں یہ سفید علم ہوگا اسی کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا اور وہی امیر لشکر ہوگا
جملہ شریک صحابہ اس بات کے متمنی تھے کہ انہیں یہ شرف حاصل ہو۔صبح ہوئی تو سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو طلب فرمایا ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی آپ
نے سورہ فاتحہ پڑھکر لعاب دھن ان کی آنکھوں میں لگایا فوراً تکلیف جاتی رہی ہے۔
آپ نے جھنڈا ان کے ہاتھوں میں دیکر لشکر روانہ فرمایا اس طرح خیبر ان کے ہاتھوں
فتح ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا در خیبر اکھاڑ پھینکنا میری طاقت وقوت
سے نہیں ہوا بلکہ یہ رب العزت کے فضل خاص سے ہوا ہے یہی وہ وجہ ہے جس بنا پر
بعض سادات کرام کے لئے علم اٹھانا وراثۃً چلا آرہا ہے۔اس طرح ہمیں علم اٹھانا
ہمیں وراثت اور استحقاق کے طور پر حاصل ہوا ہے۔اولیاء کرام جن کی زندگی کا ایک
ایک لمحہ اللہ کے لئے اس کی اطاعت میں گذرنا ہے ان کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ
وہ اللہ کے بندوں کو دعوت حق دیکر اللہ کی جانب بلائیں اور اللہ کی بارگاہ تک
پہونچائیں اولیاء کرام جو حقیقی سلطان ہیں ان پر اقامت دین حق فرض ہے وہ جہاں
بھی رہتے ہیں دین کے قائم کرنے میں ہر لمحہ کوشاں ہیں۔□□□□□□

غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

سرپرست :- بانی جامع اشرف شیخ اعظم حضرت مولانا

سید شاہ محمد اظہار اشرف

اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

بانی وچیئرمین :- اشرف ملت حضرت علامہ

سید محمد اشرف اشرفی جیلانی

فرزند شیخ اعظم ۔ چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''غوث العالم''

اغـــراض ومـــقاصـــد

(۱) جدید دور کے تقاضا کے مطابق جدید انداز میں اسلامیات پر تحقیق وریسرچ (۲) سائنسی علوم اور جدید ٹکنالوجی کی جانب مسلمانوں کو راغب کرنا اور اسلامی علوم کے تناظر میں اس کو سمجھنے سمجھانے اور برتنے کی تحریک پیدا کرنا (۳) صوفیائے کرام کے نظام ہدایت وتربیت کو عام کرنا اور اصلاح امت کے لئے اس کو بروئے کار لانا (۴) مسلمانوں کو بالخصوص نوجوانوں کو دینی تعلیم سے ہم آہنگ کرنا، ان میں عمل کا جوش وولولہ پیدا کرنا اور ان کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کرنا (۵) مسلمانوں کے دینی، روحانی، علمی، اخلاقی، اور سماجی وسیاسی اقدار کا تحفظ (۶) بحیثیت داعی بلاتفریق ہر مکتبۂ فکر حق کی آواز پہنچانا۔ ان اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے آیئے غوث العالم ایجوکیشنل سوسائٹی کے قدم سے قدم ملا کر چلیں۔

Head Office
Ghausul Alam Memorial Educational Society
106/73, Nazarbagh, Cantt. Road, Lucknow.
Cor. Office
Ghausul Alam Memorial Educational Society
Khanqahe Ashrafia Hasania Sarkare Kalan, Dargah Kichhauchha Sharif,
Ambedkar Nagar, (U.P.)

سورة ۲ الفاتحة ۱

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيٰتٍ

سورۂ فاتحہ لے مکی ہے اور اس میں سات آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشائندہ مہربان

اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ

ثنا وستائش خدا را است پروردگار عالمہا بخشائندہ

ثنا وتعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ۲ بہت رحم والا

الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

مہربان خداوند روز جزا ترا می پرستیم

مہربان ۳ جزا کے دن کا مالک ۴ تجھ ہی کو ہم پوجتے ہیں

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۙ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

و ترا مدد می طلبیم بنما ما را راہ

اور تیری ہی مدد کو طلب کرتے ہیں ۵ تو ظاہر فرما ہمارے واسطے راستہ

الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ

راست راہ آنانکہ انعام کردی بر ایشاں

سیدھا ۶ راستہ ان لوگوں کا انعام کیا تو نے جن سب پر ۷

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بانہا و بجز گمراہان

نہ ان کا جو غضب یافتہ ہیں اور نہ گمراہوں کا ۸

منزل ۱

تفسیر
اظہار العرفان

۱ سورہ فاتحہ مکی بھی ہے اور مدنی بھی کیونکہ مکہ مکرمہ میں فرض صلوٰۃ اور مدینہ منورہ میں تحویل قبلہ کے موقع پر نازل ہوئی۔ اس میں سات آیات، ۲۵ کلمات اور ۱۲۳ حروف ہیں۔(غرائب القرآن)

۲ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم الحمد لله رب العالمین پڑھو گے تو بیشک تم نے اللہ کا شکر ادا کیا اس لئے اللہ تمہیں اور زیادہ دیگا۔ (ابن جریر)

۳ رحمن فعلان کے وزن پر ہے اور رحیم فعیل کے وزن پر ہے اور یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں یعنی بہت رحم فرمانے والا۔ حضرت عزری فرماتے ہیں کہ اللہ رحمن جمیع خلق کیلئے ہے اور رحیم خاص مؤمنین کیلئے ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رحمٰن سے مراد رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (دنیا اور آخرت میں رحم فرمانے والا) ہے اور رحیم سے مراد رَحِيْمُ الْاٰخِرَةِ (آخرت میں رحم فرمانے والا) ہے جو صرف ایمان والوں کیلئے ہے۔(ابن جریر)

۴ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یوم حساب یعنی قیامت کا دن ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس دن مجازی بادشاہ بھی نہ ہوگا۔(ابن جریر)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کا مطلب یہ ہے کہ ہم تجھے ایک مانتے ہیں، تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تجھ ہی سے امید رکھتے ہیں اے ہمارے رب تیرے سوا کسی سے نہیں اور وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا مطلب یہ ہے کہ ہم تیری اطاعت میں اور اپنے تمام امور میں تیری ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ (ابن جریر) ۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم سے مراد قرآن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اسلام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اے محمد ﷺ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھیے یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ اللہ نے طریق ہادی کے بارے میں الہام کیا ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رسول ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا راستہ ہے۔ (ابن جریر) بیشک مؤمن جب اللہ تعالیٰ کو دلیل واحد سے پہچان لیتا ہے تو اسکی نظر میں ممکنات کی اقسام میں کوئی موجود ایسا نہیں ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے وجود، علم، قدرت، جود، رحمت اور حکمت پر دلائل نہ ہوتے ہوں اور کبھی دین انسان دلیل واحد سے صحیح ہوتا ہے اور وہ باقی دلائل سے غافل رہتا ہے اس لئے مؤمن کا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ "اے ہمارے معبود! ہم نے جان لیا کہ ہر شے میں تیری ذات، صفات، قدرت اور علم پر دلائل کی کیفیت موجود ہے [اس لئے ان دلائل کی راہ ہمارے لئے ظاہر فرما]"۔(تفسیر کبیر) ۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ راستہ جس پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ ملائکہ، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ہے۔(ابن جریر) ۸ غیر بمعنی سوا۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہود ہیں اور جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں۔(ابن جریر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے سورہ فاتحہ کی مثل کوئی سورت تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں زبور میں اور نہ (خود) قرآن میں۔(ترمذی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ ہر مرض کیلئے شفاء ہے۔ حضرت ابو میسرہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائیں پس جب آپ ولا الضالین کہیں تو آمین کہئے۔ مسئلہ: سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا سنت ہے۔(مظہری)

مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن فارسی سے اردو ترجمہ قرآن اور اس پر تفسیر اظہار العرفان کے موجودہ کام کا عکسی صفحہ یہ کام آپکے اورنگی ٹاؤن میں ہو رہا ہے اور اس کام کا شرف شیخ الحدیث علامہ سید شاہ محمد ممتاز اشرفی صاحب (خلیفہ صاحب سجادہ) کو حاصل ہے۔

منجانب الاشرف لان شاہ فیصل چوک، سیکٹر 14-G، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔(فون : 6658705)

آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ ایک تحریک

آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ سنی صوفی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ہے جو اس فکر کے تحت وجود میں آئی کہ خانقاہوں، آستانوں، درگاہوں کے سربراہ مسلم مسائل کو اپنے مشاہدات کی بناء پر سمجھ کر ان کے حل کے لئے حکومت وقت پر دباؤ ڈالیں۔ یہ بورڈ اسی مقصد کے تحت سرگرم عمل ہے اور اس نے مرکزی اور ریاستی حکام کو بہت سے مسائل کی سنگینی سے واقف کرایا ہے۔ علماء اور مشائخ شہروں اور گاؤں کا دورہ کر کے عوام وحکام دونوں کو اس سے باخبر کرتے ہیں کہ افسر شاہی میں، انتظامیہ میں اور سیاسی طبقہ میں مسلم نمائندگی کا سوانگ رچا کر جو لوگ آزادی کے بعد سے پہونچے ہوئے ہیں، ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت میں انہیں کبھی اتنی مقبولیت نہیں ملی کہ وہ نمائندہ بن کر کھڑے ہو سکیں۔ ان لوگوں نے مسلم امور یعنی حج واوقاف پر قبضہ کیا، تعلیمی اداروں کو استعمال کیا اور میڈیا کو اپنے ہاتھ میں لیکر صرف مسلم مسائل کا نام دیکر مسلمانوں کی بھلائی سے زیادہ وہ اپنے ذاتی مفادات اور اقتصادی ضرورتوں کی تکمیل میں سرگرم عمل ہیں۔ بورڈ نے قومی وقف ترقیاتی کونسل کی تشکیل اور وقف ترمیمی بل کی منظوری جیسے سرکاری اقدامات پر سخت احتجاج کیا ہے۔ گو کہ بورڈ کی بات سنجیدگی سے سنی جاتی ہے اور جنتر منتر احتجاج سمیت کئی بڑی کانفرنسوں میں لاکھوں کی تعداد میں ہندوستانی مسلمانوں کی شرکت سے حکام کو اندازہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت بورڈ کے ساتھ ہے۔ بورڈ نے کسی تفریق کے بغیر مسلمانوں کی فلاح کے لیے کچھ پروگرام وضع کئے ہیں۔ مثلاً۔

(۱) مسلم اکثریتی علاقوں میں اعلیٰ تعلیم کے معیاری مراکز کا قیام۔ (۲) ہمارے وطن عزیز میں امن ویکجہتی کے لئے تقریباً ہر شہر میں صوفی مرکز کا قیام۔ (۳) وقف بورڈ کے زیر انتظام اور محکمہ آثار قدیمہ کے زیر تحفظ مسجدوں و دیگر اوقاف میں واقف کی منشا کے مطابق صوفی روایتوں کا احیا۔ (۴) مسلم باڈیوں میں عموماً اور مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والی سرکاری باڈیوں میں خصوصاً سنیوں کی بھرپور نمائندگی کو یقینی بنانا۔ (۵) جملہ خانقاہوں اور درگاہوں کو ایسے تسلط سے آزاد کرانا جن کا اس روایت میں یقین نہیں۔

بورڈ نے رائے عامہ بیدار کرنے کے لئے اب تک ہزاروں چھوٹی بڑی میٹنگوں کے علاوہ کئی بڑی کانفرنسوں کا بھی اہتمام کیا ہے۔ جن میں سنی کانفرنس مرادآباد، سنی کانفرنس بھاگلپور، مسلم مہاپنچایت مرادآباد، مسلم مہاپنچایت بیکانیر، سنی کانفرنس امیٹھی اور ایک بڑا احتجاجی جلسہ دہلی جنتر منتر پر بھی منعقد کیا۔ مذکورہ بالا پروگراموں کے بعد بورڈ نے ایک انقلابی قدم اٹھایا اور دہلی میں ''ورلڈ صوفی فورم'' کے نام سے چار روزہ پروگرام جس میں تین روزہ سیمینار اور ایک روزہ انٹرنیشنل صوفی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کانفرنس میں ملک و بیرون ملک سے ہزاروں علماء کرام ومشائخ عظام نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ لکھنؤ میں صوفی ازم اور انسانیت پر ایک سیمینار بھی منعقد کیا گیا۔ ان تمام پروگراموں میں منظور ہونے والی قراردادیں مرکزی وریاستی حکومتوں کو بھیج دی گئیں۔

بورڈ مسلمانوں کے مسائل کو سمجھ کر ان کے حل نکالنے کی سفارش پوری سنجیدگی سے کر رہا ہے۔ اور اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ اقلیتوں کے لئے جاری سرکاری اسکیموں سے ہندوستانی صوفی مسلمانوں کو فائدہ پہونچنا یقینی ہو۔ اس کے علاوہ مدارس اور مساجد کے نظام کی درستگی کے لئے باقاعدہ مسودہ تیار کیا ہے۔ بالخصوص طلباء مدارس کے لئے ایک خصوصی پروگرام تیار کیا ہے جس میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی اہمیت و افادیت کو باور کرایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بورڈ علماء مدارس اور ائمہ مساجد کے بشمول مسلم نوجوانوں کے روزگار کیلئے بھی کوشش کر رہا ہے۔

صوفیوں کی رائج کردہ گنگا جمنی تہذیب کو زندہ رکھنے کے لئے بورڈ ہمہ وقت عملاً کوشاں رہتا ہے۔ ملک میں امن وسلامتی کے قیام اور انسانی رواداری کا تحفظ وغیرہ بورڈ کے اہم مقاصد ہیں۔ قوم وملت کیلئے آواز بلند کرنے کی خاطر آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ کے ممبر بنیں۔ ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے لیکن آپ سے ملکر اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ بورڈ کے رکن بنیں اور تشدد کے خلاف اقدام میں حصہ لیں۔

ALL INDIA ULAMA & MASHAIKH BOARD

Head Office : 20-Johri Farm, IInd Floor, Lane No.1, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-25

State Office U.P. : 106/73, Nazar Bagh, Cantt. Road, Lucknow-226001

Contact : +91 9212357769 (H.O.) , 9936459242 Email: aiumbdel@gmail.com, Website: aiumb.org

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

If you want to read these Books Please Provide Email I'd or Contact me.

Email: aalerasoolahmad@gmail.com Facebook: Aale Rasool Ahamd Twitter: @aalerasoolahmad

Introduction to AIUMB

All India Ulama & Mashaikh Board (AIUMB) has been established with the basic purpose of popularizing the message of peace of Islam and ensuring peace for the country and community and the humanity. AIUMB is striving to propagate Sunni Sufi culture globally .Mosques, Dargahs, Aastanas, and Khanqwahs are such fountain heads of spirituality where worship of God is supplemented with worldly duties of propagating peace, amity, brotherhood and tolerance.

AIUMB is a product of a necessity felt in the spiritual, ethical and social thought process of Khaqwahs.Khanqwahs also have made up their mind to update the process and change with the changing times. As it is a fact that Khanqwahs cannot ignore some of the pressing problems of the community so the necessity to change the work culture of these centers of preaching and learning and healing was felt strongly. AIUMB condemns all those deeds and words that destabilize the country as it is well known that this religion of peace never preaches hatred .Islam is for peace. Security for all is the real call. AIUMB condemns violence in all its form and manifestation and always ready to heal the wounds of all the mauled and oppressed human beings. The integral part of the manifesto of AIUMB is peace and development. And that is why Board gives first priority to establish centers of quality modern education in Sunni Sufi dominated ares of the country. The other significant objectives of the Board are protection of waqf properties, development of Mosques, Aastanas, Dargahs and Khanqwahs.

This Board is also active in securing workable reservation for Muslims in education and employment in proportion to their population. For this we have been organizing meetings in U.P, Rajasthan, Gujrat, Delhi, Bihar, West Bengal, Jharkhand, Chattisgadh, Jammu& Kashmir, and other states besides huge Sunni Sufi conferences and Muslim Maha Panchayets . Sunni conference (Muradabad 3rd Jan 2011)Bhagalpur(10th May 2010) and Muslim Maha Panchayet at Pakbara Muradabad (16th October 2011) and also Mashaikh e tareeqat conference of Bareilly (26th November 2011) are some of the examples.

HISTORICAL FACT AND THE NEED OF THE HOUR

The history of India bears witness to that fact that when Alama Fazle Haq Khairabadi gave the clarion call to fight for the freedom of our country all the Khanqahs and almost all the Ulama and Mashaikh of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat rose in unison and gave proof of their national unity and fought for Independence which resulted in liberation of our country from British rule.

But after gaining freedom, our Khanqahs and The Ulama of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat went back to the work of dawa and spreading Islam, thinking that the efforts that were undertaken to gain freedom are distant from religion and leaving it to others to do the job. Thus the Independence for which our Ulama and Mashaikh paid supreme sacrifice and laid down their lives resulted in us being enslaved and thereby depriving us legimative right to participate in the governance of our country.

After the Independence hundreds of issues were faced by the Umma, whether religious or economic were not dealt with in a proper way and we kept lagging behind. During the lat 50 years or so a handful of people of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat could become MLA's, MP's and minister due to their individual efforts lacking all along solid organized community backing as a result of which Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat remained disassociated with the Government machinery and we find that we have not been able to found foothold in the Waqf Board, Central Waqf Board, Hajj Committee, Board for Development of Arbi, Persian & Urdu or Minorities Commission. Similarly when we look towards political parties big or small we see a specific non-Sunni lobby having strong presence. In all the Institution mentioned above and in all political parties Sunni presence is conspicuous by its absence.

Time and again Ulama and Mashaikh have declared that the Sunni's constitutes a total of approximately 75% of all Muslim population. This assertion have lived with us as a mere slogan and we have not been able to assert ourselves nor have we made any concerted efforts to do so.

It is the need of the hour that The Ulama and Mashaikh should unite and come on single platform under the banner of Ahl-E- Sunnah Wal-Jamaat to put forward their message to the Sunni Qaum. To propagate our message Sunni conferences should be held in the District Head Quarters and State Capitals at least once a year to show our strength and numbers this is an uphill task and would require huge efforts but rest assured that once we do that we shall be able to demonstrate our number leaving the non-Sunni way behind thereby changing the perception of political parties towards us and ensuring proper representation in every field.

AIMS AND OBJECTIVES OF AIUMB

To safeguard the right of Muslim in general and Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in particular.

To fight for proper representation of responsible person of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in national and regional politics by creating a peaceful mass movement.

To ensure representation of Sunni Muslim in Government Organization specially in Central Sunni Waqf Boards and Minorities Commission.

To fight against the stranglehold and authoritarianism of non-Sunni's in State Waqf Board.
To ensure representation of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in the running of the state waqf board.

To end the unauthorized occupation of the Waqf properties belonging to Dargahs, Masajids, Khanqahs and Madarasas, by ending the hold of non-Sunni's and to safeguard Waqf properties and to manage them according to the spirit of Waqf.
To create an envoirment of trust and understanding among Sunni Mashaikh, Khanqahs and Sunni Educational institution by realizing the grave danger being paced by Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat. To rise above pettiness, narrow mindedness and short sightedness to support common Sunni mission.

To work towards helping financially weak educational institutions.

To provide help to people suffering from natural calamities and to work for providing help from Government and other welfare institutions.

To help orphans, widows, disabled and uncared patients.

To help victims of communalism and violence by providing them medical, financial and judicial help.

To organize processions on the occasion of Eid-Miladun-Nabi (SAW) in every city under the leadership of Sunni Mashaikh. To restore the leadership of Sunni Mashaikh in Juloos-E-Mohammadi (SAW) wherever they were organized by Wahabi and Deobandis.

To serve Ilm-O-Fiqah and to solve the problem in matters relating to Shariah by forming Mufti Board to create awareness among the Muslims to understand Shariah

To establish Interaction with electronic and print media at district and state level to express our viewpoint on sensitive issues.

Ashrafe–Millat Hazrat Allama Maulana Syed Mohammad Ashraf Kichhowchhwi

President & Founder All India Ulama & Mashaikh Board

Email : ashrafemillat@yahoo.com

Twitter : www.twitter.com/ashrafemillat

Facebook : www.facebook.com/AIUMBofficialpage

Website: www.aiumb.org

Head Office :

20, Johri Farm,

2nd Floor, Lane No. 1 Jamia Nagar, Okhla

New Delhi -25

Cell : 092123-57769 Fax : 011-26928700

Zonal Office: 106/73-C, Nazar Bagh, Cantt. Road,

Lucknow. Email : aiumbdel@gmail.com